عہد نبویؐ میں اختلافات
جہات. نوعیتیں اور حل

پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی

Marfat.com

عہدِ نبویؐ میں اختلافات

جہات، نوعیتیں اور حل

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

دار النوادر

الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور فون: ۸۸۹۸۶۳۹ ۰۳۰۰

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

۲۰۱۴ء

نام کتاب: عہد نبویؐ میں اختلافات

مصنف: پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

ناشر: دار النوادر

صفحات: 264

ڈسٹری بیوٹرز

کتاب سرائے
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشیران کتب خانہ جات
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اُردو بازار، لاہور فون: 37320318 فیکس: 37239884
ای میل: Kitabsaray@hotmail.com

فضلی بک
فضلی بک سپر مارکیٹ
اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-32629724

Marfat.com

انتساب

عہد جدید کے ایک عظیم عالم دین

حضرت قاضی مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ

کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین اختلاف

انتساب

تقدیم: حرف آغاز اختلاف

مبحث اوّل: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلافات صحابہ ۱-۶۸

تمہید ۳

رسول ﷺ سے اختلافِ صحابہ ۵

دینی و فقہی اختلاف ۷

فوجی معاملات میں اختلاف صحابہ کرام ۱۳

انتظامی معاملات میں اختلاف صحابہ ۲۵

مالی امور میں اختلاف صحابہ کرام ۳۱

معاشرتی معاملات میں اختلاف صحابہ کرام ۳۹

ازواج مطہرات کا اختلاف ۵۵

ازواج مطہرات کے باہمی اختلافات ۶۳

مبحث دوم: صحابہ کرام کے باہمی اختلافات ۶۹-۱۷۲

صحابہ کرام کے باہمی اختلافات ۷۱

دینی اختلافات: وجوہ قراءت/سبعہ احرف ۷۴

تفسیری اختلافات ۸۱

تعبیر احادیث کے اختلافات ۸۳

فقہی اختلافات ۸۶

سنن کے اختلافاتِ تنوع ۹۲

سماجی معاملات میں باہمی اختلاف ۱۰۵

Marfat.com

طعام ومشروب، لباس، زیورات، خواتیم، آدابِ مجلس ۱۰۵
نکاح وطلاق ۱۱۱
سماجی مزاج کا اختلاف ۱۲۰
ازدواجی جھگڑے ۱۲۱
حجاب پر اختلاف ۱۲۳
غلاموں سے بدسلوکی ۱۲۵
اختلاف شیخین ۱۲۷
گھریلو اختلافات ۱۳۰
حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے اختلافات ۱۳۳
مکانات کی تزئین ۱۳۵
تفریح وموسیقی کے باب میں سماجی رویے ۱۴۳
فوجی معاملات میں اختلافات ۱۴۷
مالی معاملات پر اختلاف ۱۵۳
اموالِ غنیمت اور اسلاب پر اختلاف ۱۵۹
معاشی واقتصادی امور پر اختلاف ۱۶۷
سیاسی اختلافات ۱۷۱
محاکمہ، خاتمۂ کتابِ اختلاف ۱۷۳-۹۶
محاکمہ ۱۷۵
خاتمۂ کتابِ اختلاف ۱۹۵
تعلیقات وحواشی ۱۹۷
منتخب کتابیات ۲۳۷
اہم ثانوی کتابیں ۲۴۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین ○ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ○ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الطاھرین ○ وعلیٰ من تبعھم بِاِحسان الی یوم الدین ○

تقدیم: حرفِ آغاز اختلاف

(۱)

آغاز اختلاف انسانی تاریخ کے المیہ کے شروع ہونے سے قبل ہوا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی سخت ہدایت کے باوجود ممنوعہ درخت کا مزا چکھ لیا تھا صرف اس لالچ میں کہ ہمیشگی نصیب ہو جائے۔ آدم و ابلیس کا یہ واقعہ جنت جیسی جگہ میں شیطان اور نفس کے بہکانے سے وجود میں آیا تھا اور وہی تقدیر الٰہی کا فیصلہ تھا۔ انسان کی سرشت میں اختلاف، نزاع، تنازع، تضاد، تصادم، انکار و کفر کی جبلت بھی ودیعت کی گئی ہے تاکہ امتحان لیا جائے۔ اسی امتحان و آزمائش کے مرحلے سے حضرت آدمؑ اور ابلیس لعین جنت میں گذرے اور اسی سے گذرنے کے لئے زمین پر پھینکے گئے۔

قرآن مجید نے اور دوسری کتب سماویہ نے اس سے پہلے انسانی فطرت کے اس اختلافی پہلو کا بار بار ذکر کیا ہے۔ قوموں نے اپنے انبیاء اور رسولوں سے اختلاف کیا۔ وہ اختلافِ فکر و عمل مخالفت و آغاز بنا تو وہ کفر و شرک اور گناہ کہلایا تھا۔ اہلِ ایمان اور صاحبانِ تسلیم نے دین و شریعت اور امورِ حیات و ممات پر اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ پیغمبر وقت نے کیا کہ ان کا اختلاف جائز تھا یا ناجائز، ناجائز کی حد بندی کر کے اس کا کلی سد باب کیا، جائز اختلاف تھا تو اس کی اجازت دی اور ان کے باہمی اختلاف کے آداب، اصول و قواعد مقرر کئے، ان کے حل

Marfat.com

کے طریقے بتائے اور عملی طور سے ان کو حل بھی کیا۔

اختلاف کی اس ہمہ گیری نے قرآن کریم کے ماہرین اور تفسیر وتعبیر کے عالموں کو اختلاف برائے تخلیق یا تخلیق برائے اختلاف کا نظریہ وفکر ایجاد کرنے پر اکسایا اور آیاتِ قرآن سے ثابت کیا کہ انسان کی تخلیق ہی اختلاف کے لئے ہے حالانکہ وہ آیت کریمہ خاص اور دوسری آیاتِ کریمہ عام ثابت کرتی ہیں کہ انسانی تخلیق دراصل رحمتِ الٰہی کے فیضان کے لئے ہے۔ اختلافِ رحمت کا یہی تقاضہ ہے اور اسی بنا پر ایک قولِ حکمت ہے کہ اختلاف امت رحمت ہے، یہی اختلاف تنوع بھی ہے۔ اختلاف کو تخلیق انسانی کا باعث بنالیا جائے تو کفر وشرک اور انکار وطغیان کا رویہ اصل بن جائے گا اور کثرتِ خباثت قلتِ طیب پر غالب بن کر اصلی حقیقت بن جائے گی حالانکہ اصل ایمان اسلام اور طیب ہے جس سے اختلاف کا نتیجہ کفرو خباثت ہے۔

پیشرو انبیاء کرام سے ان کے اہل ایمان وتسلیم اصحاب اور پیرؤوں نے مختلف امور پر اختلاف کیا تھا۔ ان سے اختلافِ ناجائز کا صدور نہیں ہوتا تھا اور جن طبقات وجماعات نے اس کا ارتکاب کیا تھا وہ دائرہ ایمان سے نکل گئے تھے۔ ان مخالفین، معاندین اور منافقین کے اختلافاتِ کفر وشرک سے انبیاء اور رسولوں کو سروکار تھا اور نہ ہم کو ہی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ دعوت حق قبول ہی نہ کرسکے تھے اور اس کی مخالفت میں عناد وسرکشی کرتے تھے۔ حق کو اپنے دل میں خوب سمجھتے تھے۔ ہمیں دراصل اہلِ ایمان وتسلیم کے جائز اختلافات سے سروکار ہے کہ وہی اصل اختلاف ہے اس کے ماورا تو صرف عناد ومخالفت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے جاں نثار صحابہ کرام، ان کی فرمانبردار ازواج مطہرات نے اختلاف کیا تھا۔ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان دونوں طبقات عام و خاص سے اختلافات رہے تھے اور وہ دونوں طرح طرح کے تھے۔ بظاہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل ایمان بلکہ خاص صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے اختلاف کرنے کا خیال ہی

Marfat.com

سوہانِ ایمان لگتا ہے۔ عقل و منطق کہتی ہے اور جذباتِ ایمان واسلام اس کی تائید کرتے ہیں کہ ان جاں نثاروں سے اختلاف کیوں کر ہوسکتا ہے اور کیسے ہوا تھا۔ پھر خیر القرون میں نبوی تعلیم، تربیت اور تزکیۂ نفس کے کارِ نبوت وطریقِ ولایت سے توقع تھی کہ اس نے جبلت اختلاف کو ہی فنا کر دیا ہوگا۔

دراصل اسلام وشریعت اور دین وحقیقت کا یہ مقصد نہیں ہے اور نہ طریق کہ انسانی فطرت وجبلت کے عناصر فنا کر دے۔ بشری اوصاف وصفات اور انسانی خصائل ورذائل کا فنا کرنا کسی غیر متوازن اور غیر فطری نظام فکر وعمل کا خیال ہوسکتا ہے۔ دین وشریعت اور خاص طریقت اسلامی محمدی میں اس کی قطعی گنجائش نہیں کیونکہ وہ فطرت سے بغاوت ہے اور دین اسلام فطری ہے لہٰذا فطری اور انسانی بشری صفات وخصائل کا ازالہ تو سید المرسلین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے بھی نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ پر سہو ونسیان، خود فراموشی، غصہ اور گرمی، غیظ وغضب اور متعدد دوسرے بشری خصائل کا اثر ہوتا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ وازواج بھی ان بشری صفات سے عاری نہیں بنائے گئے کہ ان ہی کے سبب تو آزمائش ہوتی ہے۔ خیر القرون کی اعلیٰ تہذیب نفس کا عظیم الشان کارنامہ یہ تھا کہ ان کے اختلاف رحمت تھے اور ان کے رذائل پر ان کے خصائل کی سلطانی تھی۔

عہد نبوی کے اختلافاتِ رحمت کی وجوہ گوناگوں تھیں کیونکہ وہ زندگی کے بہت سے مسائل سے وابستہ تھے۔ دراصل انسانی زندگی اتنی سادہ، سیدھی سادی اور ایک سیدھی سمت میں چلنے والی تخلیق نہیں ہے، وہ بہت پیچیدہ ہے۔ یہ پیچیدگی اس کے دماغ وذہن میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کے قلب ودل کے جہان میں بھی۔ وہ دونوں ہی بسیط عالم ہیں۔ فکر وخیال کی کارفرمائی ہو یا جذبہ ووجدان کی کارگذاری، دونوں سیدھی راہ پر چلنے کے ساتھ ادھر ادھر کی غلام گردشوں میں بھی ملتی ہیں، وہ ان بھول بھلیوں میں وجودِ انسانی اور اس کے قویٰ کو اس طرح چکر دیتی ہیں کہ پیچیدگی بڑھتی جاتی ہے اور سادگی گھٹتی جاتی ہے۔

Marfat.com

انسانی زندگی اور اس کی کاوشوں اور کوششوں کو بالعموم چار پانچ خانوں اور میدانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ فطری طور سے اگرچہ وہ صرف دو خانوں - جسمانی و روحانی - میں تقسیم سمجھی جاتی ہے لیکن ان دونوں کا باہمی تعلق اس کو بھی پیچیدہ بناتا ہے۔ بہر حال عام تقسیم کے لحاظ سے انسان کی کارکردگی کے مختلف میدان ہیں: دینی وتشریعی، معاشرتی و سماجی، سیاسی و خلافتی، مالی و اقتصادی اور معاشی اور تہذیبی و تمدنی۔ یہ صرف سمجھنے سمجھانے کے لئے موٹی موٹی تقسیمات ہیں جن سے امور کی تمیز آتی ہے ورنہ ان کے باہمی تفاعل و تعامل سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور وہ ان کی ذیلی تقسیمات کی گونا گونی اور پیچیدگی کو مزید جنم دیتی ہیں۔

دین اسلام کا خاص امتیاز اور غیر فانی تفوق یہ ہے کہ وہ انسان کی زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایت لایا ہے۔ اس کی رحمت فراواں اور کارفرمائی بیکراں سے انسان کی زندگی کا کوئی خانہ اور کوئی شعبہ بھی فیض و فیضان سے محروم نہیں ہے۔ اختلافات بھی اس کی اس ہمہ گیری اور ہمہ جہتی سے کیسے محروم و خالی رہ سکتے تھے۔ لہٰذا ان کو بھی ہر میدان میں اس کی روشنی ملی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا اسوہ کاملہ بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ انسانی زندگی کے مختلف میدانوں میں اختلافات میں ہدایت دے، ان کی حد بندی کرے، ان کے وجوہ واسباب کا پتہ لگائے، ان کے اختلاف کو دور کرے اور ان میں توافق و محبت پیدا کرے۔ عہد نبوی کے اختلافات، ان کی نوعیتیں، ان کی وجوہ اور اسباب اور ان کے حل کے تمام معاملات نے مل کر اسوۂ نبوی بنایا، اس کی ہدایت و رہنمائی میں صحابہ کرام نے اپنی زندگی گذاری اور دین دنیا دونوں میں امت اسلامی کے لئے رہنما خطوط چھوڑے۔ ان کی ہدایات اور طریقوں اور آداب واقدار پر چل کر ہی امت مرحومہ کو دونوں جہانوں کی سعادتیں مل سکتی ہیں۔

نبوی اسوہ اور تعامل صحابہ کرام ہی کو کتاب وسنت کی تائید و توثیق حاصل ہے اور اجماع امت بھی۔ اسی کو اس طرح بھی تعبیر کیا گیا ہے کہ امت اسلامی کی صلاح و فلاح وہی شے کر سکتی ہے جس نے اس کے صدر اوّل میں کی تھی۔ لیکن اختلافات کے باب میں صحابہ کرام

Marfat.com

کے بعد ہی سے افراط وتفریط کا رویہ و رجحان شروع ہو گیا جو انہیں دور تک لے گیا۔ سیاسی اختلافات اور حکومت و انتظامیہ کے قضایا کو تو دنیاداری اور ملک پرستی بیان کر کے ایک بہانہ تراش لیا گیا، حالانکہ وہ دوسرے اختلافات کی طرح دین وشریعت، اسلام اور قرآن وسنت کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح دور اوّل میں تھے۔

بعد کی صدیوں میں بالخصوص قرونِ خیر کے بہت بعد کے زمانے میں اور خاص ہمارے عہد میں دینی اختلافات نے بھیانک شکل اختیار کر لی۔ فقہی اختلافات نے ایسا طوفان بدتمیزی برپا کیا کہ ایک اکیلی اور متحد اسلامی امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی حالانکہ وہ فرقہ واریت نہ تھی۔ سنن کا تنوع اور تعبیراتِ حدیث وکتاب کا اختلاف رحمت تھا جس میں امت مرحومہ کی آسانی اور سہولت مضمر تھی اور اس سے زیادہ تمام سنتوں پر عمل کرنا اور ان کو شائع کر کے ان کو تا قیامِ قیامت زندہ وتابندہ رکھنا مقصود تھا۔ لیکن ان اختلافات نے بالخصوص اور دوسرے دینی وتشریعی اختلافات نے بالعموم ایمان وکفر اور صحیح وغلط کے جھگڑے پیدا کر دئے۔

دور متوسط کے یہ اختلافات ہوں یا ہمارے موجودہ زمانے کے، ان میں بنیادی وجہ نفسانیت اور انا ہے جو مسلکی، اداری اور جماعتی تعصب وعناد کی بنا پر وجود میں آتی ہے۔ اس نے ایسے ایسے گل کھلائے ہیں کہ غیروں کے ساتھ اپنوں کے آشیانے پھونک ڈالے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے تمام دینی، مذہبی اور تعلیمی اور دوسرے ادارے انفرادی و جماعتی انا کے شکار ہیں۔ علماء کی جمعیۃ تین چار ہیں، ہر مسلک ومکتب فکر کی جمعیت الگ ہے، ان کے دینی اور تعلیمی ادارے جدا ہیں، اُن میں غیر کا داخلہ ممنوع ہے۔ اب تو صورت حال یہ بن گئی ہے کہ ہر ادارہ، ہر جماعت اور ہر مسلک خاندان بنتا جاتا ہے۔ کسی ایک خاندان کی اجارہ داری کا ایسا چلن آسمان نے کاہے کو کبھی دیکھا تھا؟ پھر اس پر طرفہ ستم کہ خاندان کے بااثر افراد وشیوخ باہم دست گریباں ہیں۔ وجہ صرف اتنی ہے کہ مشیخت کے اس بلند وبالا منبر ومسند سے وابستہ شہرت، دولت اور عزت صرف ان کے ہاتھ آتی ہے۔ علماء کرام کا نام نہاد طبقہ تو بدنام وبدکردار تھا ہی

Marfat.com

اب تو مشائخ اور سجادہ نشینوں میں بھی انہیں خزف ریزوں کی طلب رہ گئی ہے۔

بطورِ مثال صرف ایک واقعہ موازنۂ خیر و ریا کے لئے پیش ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک سال رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کے لئے صحن مسجد میں اپنا خیمہ لگوایا۔ بعض ازواجِ مطہرات نے دیکھا دیکھی اپنے اپنے خیمے لگوا لئے۔ رسول اکرم ﷺ نے تمام خیمے اکھڑوا دیئے کہ عبادت میں اس طرح کی ریس ریاکاری کے مترادف ہے اور اس سال اعتکاف شوال میں کیا۔ اس کے مقابل آج کل کے مشائخ و اکابر، علماء و صوفیہ اور اصحابِ شریعت و طریقت اخبارات میں اعلان کرکے اعتکاف کرتے ہیں اور اپنے حوالی موالی اور دوسروں کو دعوت اور بلاوا دے کر وہاں بلاتے ہیں اور دوسروں پر رعب جماتے ہیں کہ ہمارے یہاں اتنے معتکف تھے۔

دین و شریعت، عبادت و ریاضت اور خالص الٰہی طاعات میں اس فطرتِ مسابقت نے بڑے اختلافات پیدا کئے ہیں۔ ان سے سب سے بڑا مرض اکابر پرستی کا پیدا ہوا ہے۔ ہر ادارہ، مسلک، جماعت اور تنظیم وغیرہ کے اپنے احبار و رہبان ہیں جن کو ارباب بنایا لیا گیا ہے۔ جو فطرتِ یہود تھی وہ اختلاف پسندی اور اکابر پرستی کے سبب علامتِ مسلم بن گئی ہے۔ ان جماعت کی آستینوں کے اصنام نے قیامت ڈھائی ہے اور اس اصنام پرستی کا تقاضا علیحدگی اور اختلاف ہے کہ شرک دوئی پسند ہی نہیں جماعت میں تفریق، معاشرت میں اختلاف اور عقائد و اعمال میں بہت سے خداؤں کو شامل کرتا ہے۔

پہلے کتاب کے متن اور سنت و حدیث کے اصل کو سمجھا جاتا تھا اور جہاں سمجھ میں نہ آتا وہاں ماہرین کے اقوال سے مدد لی جاتی تھی۔ اب ہر جماعت و مسلک، ادارہ اور تنظیم اپنے اکابر کی تعبیرات و تشریحاتِ قرآنی و حدیثی سے کتاب و سنت کو سمجھتا ہے، خواہ ان تشریحات و تفسیرات کا کوئی واسطہ متن قرآن و حدیث سے نہ ہو، دراصل وہ اپنے من چاہے خیالات و افکار کے مطابق تفہیم ہوتی ہے۔ ہر طرح کے اختلاف کے دور کرنے کا اصل الاصول عہد نبوی اور دور صحابہ

Marfat.com

کرام میں یہ تھا کہ ان کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاتے تھے، آج بھی وہی حکم باقی ہے کہ تمام نزاعات کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر پیش کر کے ان کا حل تلاش کرو اور اسی پر عمل کرو۔ مگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف آج کے علماء وفقہا، بالعموم اپنے اختلافات کو نہیں لوٹاتے، اپنے اکابر کی طرف لوٹاتے ہیں اور اکابر اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے کے لئے یہودی احبار اور عیسائی رہبان کی مانند ان کو حل کرنے کے بجائے اور ان کو ہوا دیتے ہیں۔ امت اسلامی کی یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔ ان کے باہمی اختلاف نے ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور قرآن مجید کے بیان کے مطابق ان کی ہوا اکھڑ گئی ہے اور ان کا رعب و داب اور طاقت وشوکت سب حدیث کے مطابق کثرت تعداد کے باوجود مذاق بن کر رہ گیا ہے۔

اس تحقیقی مطالعہ میں عہد نبوی کے اختلافات کی جہات، انواع اور اقسام اور ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔ اس کو بنیادی طور سے دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے: اوّل مبحث رسول اکرم ﷺ سے اختلافات صحابہ کو پیش کرتا ہے۔ دوسرا مبحث صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کا تجزیہ کرتا ہے۔ لازمی طور سے ان بنیادی مباحث کے ذیلی مباحث وتقسیمات ہیں۔ مبحث اوّل میں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کے اختلافات کو الگ رکھا گیا کہ وہ عام جماعت صحابہ کا اختلاف تھا۔ اس کا دوسرا ذیلی حصہ رسول اکرم ﷺ سے ازواج مطہرات کے اختلافات کو پیش کرتا ہے جس میں نوع بہ نوع چیزیں ہیں۔ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں ایسی دو الگ اور واضح تقسیمات نہیں ہیں کہ وہ دونوں اقسام عام وخاص کو محیط ہیں۔ البتہ مضامین و وجوہِ اختلاف اور جہات و ابعاد اختلاف کی بنا پر ان کی معروف تقسیمات ضرور کی گئی ہیں جو بہت ساری ہیں۔

ان دونوں بنیادی مباحث میں دینی وتشریعی اختلافات، فوجی امور، معاشرتی معاملات، مالی مسائل، معاشی اور اقتصادی چیزوں پر اختلافاتِ عہد کو پیش کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں متعدد خانے ہیں۔ پیش کش و بیانیہ کے دوران ہی ان کے وجوہ،

Marfat.com

نوعیتوں اور ان کے حل کے تینوں ابعاد و جہات یا پہلوؤں کو اجاگر کر دیا گیا ہے تا کہ بعد میں ان کے الگ الگ بیان و تجزیہ سے تکرار و اطناب کا سقم بیانیے میں نہ در آئے۔ اختصار و جامعیت بھی برقرار ہے۔ وضاحت و تبصرہ کی بروقت ضرورت محسوس کی گئی تو وہ بھی اسی جگہ کر دیا گیا تا کہ نوعیت و اصلیت بالکل روشن ہو جائے۔

آخری بحث تنقیدی ہے اور وہ ''محاکمہ'' کے جلی عنوان اور خاتمہ کتاب اختلاف کے خفی سرخی کے ساتھ ہے۔ اس میں تمام انواع و مضامین و موضوعات اختلافات اور ان کے وجوہ واسباب اور ان کے ازالہ اور حل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ مفصل بحث کا تقاضا کرتا تھا تاہم جامعیت و اختصار کی خاطر اس میں بھی بہت مختصر بحث و تحلیل کی گئی ہے۔ اس پوری کتاب الاختلاف میں تمام تر ماخذ اصلی کی بنا پر صورت گری کی گئی ہے۔ قرآن کریم اور سب سے زیادہ حدیث شریف ماخذ ہیں اور اس کی معتبر کتابوں بالخصوص بخاری، مسلم، صحیحین کے علاوہ شرح بخاری فتح الباری سے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے، کتب سیرت و تاریخ کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا کہ وہ بھی ہمارے معتبر و محترم اور وسیع و عریض ماخذ ہیں اور جن میں دوسری جہات بھی ملتی ہیں، جدید اہل قلم سے بھی استفادہ کیا گیا ہے مگر وہ صرف ثانوی ہی ہے کہ ان کے فکر و نتیجہ ان کے خیال و فہم پر مبنی و استوار ہوتے ہیں۔

کتابِ اختلافات کا خیال کبھی ذہن و قلب کے کسی گوشہ اور حاشیہ پر بھی نہیں آیا تھا لیکن فیضان و تحریک کا کوئی رخ متعین نہیں ہوتا۔ تین چار ماہ پہلے اچانک ایک ٹیلیفون کال پر صدائے غیب چمکی کہ موضوع یہ ہے اور آپ کو اس سمینار میں شرکت ضرور کرنی ہے۔ مقالے کی فرمائش کی گئی تھی اور خاصی مدت قبل اسے بھیجنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ فکر و ذہن کو موضوع بہت بھا گیا حالانکہ مزاج اختلافی ہے نہ فکر، مگر عہد نبوی سے اس کے تعلق خاطر نے تحریک کا کام کیا۔ فیضان کے سوتے قلب و نظر اور فکر و خیال پر پھوٹ پڑے اور پورا موضوع اور اس کے تمام مباحث و مضامین بیک نظر سمجھا گئے۔

Marfat.com

عادت کے مطابق ذہن و دماغ میں اس خیال و موضوع کو پکاتا رہا اور جب اس کی فکری صورت گری ہو گئی تو حسب معمول ایک کاغذ پر پورے مضمون و مقالہ کا ایک خاکہ بلکہ نقشہ بنا لیا۔ اس نے سمجھا یا کہ یہ تو پوری کتاب تحقیق کا نقشہ ہے۔ بہرحال سیرت نبوی اور صاحب سیرت ﷺ کی ذات والا صفات سے وابستہ ایک اہم موضوع نے پوری توجہ اپنی طرف مبذول کرالی اور سارے کام چھوڑ کر اور دوسرے فرائض منصبی اور کار ہائے علمی کو کنارے کر کے اس مقالہ و کتاب کو دو طویل مرحلوں میں مکمل کر لیا۔ اصل مقالہ کی نگارش اتنی جان لیوا نہیں تھی جتنی حواشی و تعلیقات کی ترتیب و تالیف، بہرحال دونوں وقت پر مکمل ہو گئے۔

یہ کتاب اختلافات عہد نبوی دراصل آئی او ایس سنٹر فار عربک اینڈ اسلامک اسٹڈیز نئی دہلی کی فرمائش پر ان کے نومبر ۱۴، ۱۵، ۲۰۰۹ء میں منعقد ہونے والے سمینار بعنوان ''ادب اختلاف'' کے لئے لکھی گئی۔ خاکسار راقم اس کے محبت آگیں اور کرم فرما چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب مدظلہ اور ان کے بعض رفقاء کا ممنون ہے کہ انہوں نے خاکسار راقم سے یہ محنت کروالی۔ اس لئے اس کا سارا شرف ''مرکز الدراسات العربیہ والاسلامیہ لمعہد الدراسات الموضوعیہ'' کے سر مبارک کو جاتا ہے کہ وہی محرک اول اور کرم فرمائے دنیاوی ہیں۔ ورنہ اصل کرم و فیضان تو ذات الٰہی کا ہے جس نے توفیق دی، والدین ماجدین کا ہے جنہوں نے تعلیم و تربیت کی، اساتذہ کا ہے جنہوں نے تہذیبِ نفس کی اور اہلیہ و اہل خانہ کا ہے جنہوں نے میری ہر طرح کی دیوانگی برداشت کی اور ایسی خدمت و محبت کی کہ ہر فکر و غم سے بیگانہ کر دیا۔ اب تو بس یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور میرے لئے تمام بزرگوں اور گھر والوں کے لئے توشۂ آخرت بنائے: فللّٰہ الحمد فی الاولیٰ و الآخرۃ

الامین، ۶۴-احمد نگر-علی گڈھ | خادم علم وعلماء
۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۳۰ | محمد یٰسین مظہر صدیقی
۲۰ر ستمبر ۲۰۰۹ء

Marfat.com

Marfat.com

مبحث اوّل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلافاتِ صحابہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اختلاف انسان کی فطرت میں ہے اور شاید فطرت الٰہی بھی۔ کیونکہ مختلف انسان مختلف صلاحتیں رکھتے ہیں۔ صلاحیتوں اور لیاقتوں کا اختلاف ان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس رکھا ہے۔ تمام انسانوں کو مختلف درجات میں پیدا کیا حتیٰ کہ منتخب روزگار اور فخر آدم انبیاء علیہم السلام کے درجات فضیلت بنائے اور بعض کو بعض پر سرفرازی عطا کی (۱) حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمی ﷺ کو رسول آخر الزماں، خاتم النبیین اور سید المرسلین بنایا اور سب سے پہلے نور محمدی کو خلق فرمایا گرچہ ظہورِ محمدی کو سب رسولوں سے مؤخر کیا تا کہ وہ سب کے کمالات وفضائل کے جامع اور سلسلہ انبیاء کے خاتم بھی بنیں (۲)

انسانی اختلاف کا ذکر اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات قرآنی میں کیا ہے۔ ان کے تجزیے سے اس کی دو نوعیتیں معلوم ہوتی ہیں: ایک فطری اختلاف اور دوسرا حق سے اختلاف۔ یہ دوسرا اختلاف دراصل مخالفت کے معنی میں ہے۔ جب حق جاننے کے باوجود انسان اختلاف کرتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے۔ آیات الٰہی میں اس اختلاف/مخالفت حق کو بالعموم منکرین کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ان میں اہل کتاب اپنے وسیع تر تناظر اور عام معنی میں یہود و نصاریٰ پر مشتمل ہیں اور دوسرے منکرین میں مشرکین اور منافقین بھی شامل ہیں۔ اوّل الذکر فطری اختلاف

Marfat.com

عام سادہ انسانوں میں بالعموم اور اہل ایمان و ایقان میں بالخصوص پایا جاتا ہے اور وہ قابل نفرت نہیں ہے۔ (۳)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ، سیرت مقدسہ اور اسوۂ کاملہ کو رہتی دنیا تک تمام انسانیت کے لئے ایک کامل نمونہ اور لائق تقلید طریقہ بننا تھا لہٰذا دوسری چیزوں کے علاوہ اختلاف کے اصول وضوابط، آداب وطریقے بھی سکھانے تھے (۴) اسی لئے عہد نبوی جیسے آدرش زمانے اور خیر القرون عہد میں گوناگوں اختلافات وجود میں آئے۔ ان کی مختلف نوعیتیں ملتی ہیں:

۱-رسول اکرم ﷺ سے اختلاف صحابہ ۲-محمد رسول اللہ ﷺ سے اختلاف ازواجِ مطہرات ۳-پیغمبر آخر الزماں ﷺ سے اختلاف منافقین ۴-صحابہ کرام کے باہمی اختلافات ۵-ازواج مطہرات کی سوتیا چاہ پر مبنی اختلافات ۶-اہل کتاب کے اختلافات اور ۷-ان تمام اختلافات کی انواع واقسام ذیلی جوہر ایک عنوان کی شاخیں ہیں۔ آخر میں ان اختلافات کی وجوہ واسباب اور ان کے حل وحلال کے تجزیے سے بھی بحث کی جائے گی۔ (۵)

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ سے اختلافاتِ صحابہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (احمد بن عبدالرحیم فاروقی، ۱۴رشوال ۱۱۱۴/ ۲۰راگست ۱۷۰۳-۲۹رمحرم الحرام ۱۱۷۶/ ۲۰رفروری ۱۷۶۲) نے صحابہ کرام کے باہمی اختلافات فقہ و شریعت کے ضمن میں متعدد وجوہ واسباب اور عوامل کا ذکر کیا ہے(۲) ان پر بحث تو اس کے خاص مقام پر آتی ہے لیکن رسول اکرم ﷺ سے اختلاف صحابہ کے عنوان سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ اسی جگہ کرنا ضروری ہے، مبادا صحابہ کرام کو دشمنان دین و دانش کی فکر کج کلاہانہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے رسول آخریں ﷺ کی مخالفت کا ملزم سمجھ لیا جائے۔ وہ دین وشریعت میں صحابہ کرام کے اختلاف فہم سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ انسان تھے، مختلف سطح فکر رہتے تھے، متن قرآن ومنشائے حدیث اور حکمت اسلام سمجھنے میں مختلف درجات کی صلاحیتوں کے فطری حامل تھے، لہٰذا ان کو کبھی کبھی اختلاف کی فطرت کا مظاہرہ کرنا پڑتا تھا۔ یہ اختلافِ صحابہ دراصل ان کے قصورِ فہم یا ظاہر کی فریب کاری پر مبنی ہوتا تھا۔ نعوذ باللہ وہ مخالفت رسول کا پیدا کیا ہوا نہیں تھا۔

اختلاف صحابہ کرام کی مختلف انواع واقسام ہیں جس طرح دوسری سرخیوں کے تحت ان کی نوعیتیں آئیں گی۔ ان میں دینی اختلاف بھی شامل ہے جس کی اپنی ذیلی قسمیں ہیں جیسے تفسیر قرآن بلکہ متن قرآن پر لفظی اختلاف یا معنوی اختلاف، حدیث وفقہ پر اختلاف فہم و اطلاق، بالخصوص قرآن وحدیث اور فقہ کے اطلاق پر مختلف صحابہ کرام کا اختلاف۔ اسی میں طبقات اختلاف بھی ہیں۔ ان کے علاوہ مالی معاملات میں اختلافات بہت اہم اور پریشان

Marfat.com

خاطری کا باعث تھے بلکہ بسااوقات ایذاء نبوی دینے کا باعث بھی بنے۔ متعدد انتظامی معاملات پر اختلاف کیا گیا۔ ان میں فوجی امور اور حربی معاملات کے اختلافات کافی دور رس نتائج کے حامل بھی بنے۔ بعض معاشرتی معاملات و واقعات پر اختلاف صحابہ کرام ہوا۔ ان میں بعض خالص امور دنیا بھی تھے اور امورِ دین و دانش بھی تھے۔

ان تمام گوناگوں اختلافاتِ صحابہ کرام کو ان کے سارے ذیلی اقسام و انواع کے ساتھ الگ الگ سرخیوں کے تحت بیان کیا جارہا ہے۔ بطورِ تمہید یہ پہلے ہی ذہن نشین کرانے کی التجا کی جارہی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کرام کے اختلاف کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھا جائے۔ یہ وہ اختلافات صحابہ ہیں جن کی اجازت فطرت ید الٰہی نے اولاً دی تھی اور ان کی اجازت و سہولت رسول اکرم ﷺ نے بھی عطا کی تھی۔ اصل یہ حکمت تھی کہ تعبیر قرآن مجید کے مطابق مسلمان بالعموم اور صحابہ کرام بالخصوص آیات قرآنی اور ارشادات نبوی پر اندھے بہرے ہوکر نہ گریں بلکہ ان کی حکمت و حقیقت کو معلوم کریں، ان کے منشا و مقصد سے واقف ہو جائیں تاکہ تنزیل کا مقصود پورا ہو اور فطرت انسانی کی بھی پوری تسکین ہو۔ اس طرح یہ اختلاف صحابہ فکر انسانی کی آزادی کے حق کو تسلیم کر کے معاشرہ میں بہتری کی صورت پیدا کرنے کے مترادف تھے۔

Marfat.com

دینی وفقہی اختلاف

اگرچہ رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کرام کے دینی اور فقہی اختلاف کا وجود میں آنا قابل فہم نہیں لیکن قصور فہم سے وہ بھی پیدا ہوا۔ بعض اوقات صحابہ کرام اپنی جلد بازی، فطری عجلت پسندی، طبیعت کی بے چینی، بشریت کی ضرب کاری اور غلط فہمی سے اختلاف کر جاتے تھے۔ ایسے اختلافات کی تعداد کم ہے کیوں کہ صحابہ کرام اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ نبوی کے پابند ہی نہیں، محبت وعقیدتِ محمد ﷺ کے خوگر بھی تھے۔ وہ فطرت الٰہی، منشائے ربانی اور حکمت خداوندی سے پوری طری واقفیت نہ رکھنے کے سبب بعض معاملات میں اپنی رائے پر عمل چاہتے تھے۔ حکمت نبوی سے خاطر خواہ واقفیت نہ رکھنے کی بنا پر بھی وہ بعض معاملات میں اپنی رائے و فکر کا اظہار کر دیتے تھے جو اختلاف نظر آتا تھا۔

نماز میں اختلاف

اس کی کئی نوعیتیں نظر آتی ہیں جبکہ بظاہر نماز میں اختلاف کا تصور بھی محال اور مخالفت حق نظر آتا ہے۔

اعتدال: کو اگر اسلام کا ضمیر اور دین کا خمیر کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ متعدد آیات قرآنی اور مختلف احادیث نبوی میں اعتدال کو اس کی حکمت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ تمام عبادات ومعاملات میں بلکہ اخلاق میں بھی مطلوب ہے کہ فطرت الٰہی اسی کا تقاضا کرتی ہے اور انسانی فطرت بھی اسی سے ہم آہنگ ہے۔ نماز تو رکن اعظم ہونے کے سبب اور بھی اعتدال و

Marfat.com

توازن کا تقاضا کرتی ہے لیکن فطرت انسانی میں جو افراط و تفریط کی جبلت رکھ دی گئی ہے وہ اسے راہ اعتدال سے ہٹا دیتی ہے اور وہ نماز جیسی عبادت میں بھی ان دونوں کا شکار ہو جاتا ہے۔(۷) ان کے بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

فرض اور با جماعت نمازوں میں ہدایت اور اسوۂ نبوی اعتدال کے ساتھ اختصار بلکہ توسط کا تھا۔ اور نوافل میں دونوں طریقے ملتے ہیں: طویل نمازیں اور مختصر نوافل۔ ان دونوں کا حکیمانہ فرق یہ تھا کہ احوال، تقاضائے طبیعت اور غلبۂ محبت وغیرہ کا لحاظ ہر حال میں کیا جائے۔ بعض صحابہ کرام نے اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھا اور افراط و تفریط دونوں کی سرحدوں تک جا پہنچے۔

حضرت معاذ بن جبل خزرجیؓ عظیم ترین صحابہ اور فقیہ ترین اکابر میں شمار ہوتے ہیں تاہم شوق فراواں کے ہاتھوں خود فراموشی تک بھی جا پہنچتے تھے۔ روایاتِ سیرت و حدیث میں آتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے امام تھے لہٰذا ان کو فرض نمازیں پڑھاتے تھے، طویل قراءت کیا کرتے تھے اور رکوع و سجود وغیرہ بھی طویل ترین ہوتے تھے۔ ان کے مقتدیوں میں سے بعض کو اختلاف ہوا اور انہوں نے ایک دو بار اپنی نمازیں الگ پڑھ لیں اور رسول اکرم ﷺ سے شکایت بھی کی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو ہدایت کی کہ فرض نمازیں ہمیشہ مختصر پڑھایا کریں۔ یہ واقعہ شاید ایک سے زیادہ مرتبہ پیش آیا۔ دوسرے امام سجدہ و نماز حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی اسی شوق تپاں کے ہاتھوں مجبور تھے۔ ان کے بارے میں بھی ایسی بعض روایات آتی ہیں۔ بظاہر یہ صحابہ کا باہمی اختلاف ہے لیکن وہ فرمان و اسوۂ نبوی سے بھی اختلاف ہے۔(۸)

تفریط کا ایک معاملہ حدیث میں بالعموم مسیٔ الصلوٰۃ (نماز خراب کرنے والے) صحابی کے حوالے سے آتا ہے۔ ان کا نام بالعموم نہیں لیا جاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں مسجد آئے اور جلدی جلدی نماز پڑھی جس میں قیام و رکوع اور سجود وغیرہ اعتدال سے ادا نہیں کئے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو دوبارہ نماز پڑھنے کی اور اعتدال کے ساتھ پڑھنے کی ہدایت کی۔(۹)

Marfat.com

اسی تفریط و افراط کا ایک واقعہ ان صحابی کا ہے جنہوں نے اپنے ازار (تہمد) کو ٹخنوں کے نیچے لٹکا رکھا تھا اور اسی بنا پر ان کو "مسبل" ازار کہا جاتا ہے۔ وہ اسبال ازار کے حکم نبوی سے واقف تھے۔ اسی حالت اسبال میں انہوں نے اپنی نماز ادا کی تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے نہ صرف نماز دہروائی بلکہ ان سے تازہ وضو بھی کروایا۔ شارحین حدیث نے بالعموم یہ معنی نکالے ہیں کہ ان کی غلطی کی تاکید پر وضو کا حکم دیا تھا ورنہ فقہی طور سے اسبال ازار سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کی خوب تشریح فرمائی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ مختصر یہ کہ نیا وضو کرنے سے اسبال ازار کا گناہ صغیرہ جھڑ گیا کہ وضو میں اعضاء کے دھونے سے گناہ جھڑتے ہیں اور نماز دہرانے سے عمل پورا ہو گیا۔ (۱۰)

شدت پسندی دین میں بھی بڑے گل کھلاتی ہے اور وہ اعتدال کے خلاف بھی ہے اور حکم نبوی و اسوہ رسول سے اختلاف بھی ہے۔ نماز میں شدت پسندی کے متعدد واقعات صحابہ و صحابیات سے ملتے ہیں جو اسی غیر معتدل شوقِ فراواں کے شاخسانے تھے:

۱- ایک صحابی حضرت ابو اسرائیلؓ نے ہمیشہ روزہ رکھنے، کھڑے رہنے، سایہ نہ کرنے اور بات نہ کرنے کی نذر مان لی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس دن کا روزہ پورا کرلیں مگر دھوپ سے آکر سایے میں بیٹھیں اور بات چیت کریں۔ (۱۱)

۲- مشہور صحابیہ حولاءؓ بنت تویت /اسد بن عبدالعزیٰ بہت عبادت گذار تھیں اور رات رات بھر جاگ کر عبادت کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور رسول اکرم ﷺ کے سامنے سے وہ گذریں تو حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو بتایا کہ وہ رات کو بالکل نہیں سوتیں۔ آپ ﷺ نے اس پر حیرت کا اظہار کر کے فرمایا: تم اتنا ہی عمل کرو جتنے کی تم میں طاقت ہے، اللہ تو تھکے گا نہیں البتہ تم خود تھک جاؤ گے۔ (۱۲)

حضرت زینبؓ نامی ایک اور انتہائی عبادت گذار صحابیہ تھیں۔ انہوں نے مسجد کے دو ستونوں سے ایک رسی باندھ رکھی تھی، جب تھک جاتیں تو اس سے لٹک جاتیں اور عبادت کرتی

Marfat.com

رہتیں۔ رسول اکرم ﷺ نے وہ رسی کھلوا دی اور ان کو ہدایت کی کہ صرف نشاط رہنے تک عبادت کرنی چاہئے۔ تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ اور آرام کرو۔ (۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سہمیؓ جوانی میں دینی شدت پسندی میں مبتلا ہو گئے اور قسم کھالی کہ ہمیشہ روزے رکھا کریں گے اور ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کریں گے۔ ان کے والد ماجد کو خبر ہوئی تو وہ اس کی تصدیق کے لئے ان کے گھر گئے۔ ان کی بیوی اور اپنی بہو سے انہوں نے دریافت حال کیا تو محترمہ نے شکایت کی کہ حضرت عبداللہؓ کو ان سے کوئی مطلب ہی نہیں رہا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسول اکرم ﷺ کو خبر دی۔ رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس حضرت عبداللہؓ کے گھر گئے اور ان کو مختلف نصیحتیں کیں: ۱- ہر ماہ صرف تین روزے رکھا کرو اور ان کے اصرار شدید پر صوم داؤد (ایک دن چھوڑ کر روزے رکھنے) کا اختیار دیا۔ ۲-قرآن کی تلاوت ایک ماہ میں پوری کیا کرو اور اصرار پر تین راتوں میں ختم کر لینے کی رخصت دی اور اس سے کم مدت میں نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اس پر عمل پیرا رہے لیکن بڑھاپے میں افسوس کرتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کی عطا کردہ رخصتیں قبول کر لیتا تو آج اتنی تنگی کا شکار نہ ہوتا۔

صحیحین کے ایک واقعہ وحدیث سے تین صحابہ کرام کی دینی شدت پسندی اور اس سے رسول اکرم ﷺ کے اختلاف کا حال واضح ہوتا ہے۔ ان تین مخلص وطالب حق اکابر نے ازواج مطہرات سے رسول اکرم ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا اور جب ازواج مطہرات نے ان کو معمولات نبوی بتائے تو ان کو کم سمجھا اور رسول اکرم ﷺ کے مغفور اور رسول ہونے پر ان کو محمول کیا۔ ایک نے عہد کیا کہ وہ ساری رات ہمیشہ نماز پڑھا کریں گے، دوسرے نے ہمیشہ روزے رکھنے کا اور گوشت نہ کھانے کا عہد کیا، تیسرے نے نکاح نہ کرنے اور عورتوں سے دور رہنے کا عہد کیا۔ ان کی بات چیت جاری تھی کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے احوال سنے تو فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ متقی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں، مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں

Marfat.com

اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں اور یہ میری سنت ہے اور جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (۱۴)

نماز کے باب میں سب سے اہم اور مشہور اختلاف حضرت عمر فاروقؓ نے منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی کی نماز جنازہ پڑھنے پر رسول اکرم ﷺ سے کیا تھا۔ احادیث وروایات سیرت میں اس اہم واقعہ اور اصولی اختلاف پر کافی مواد ہے۔ حضرت فاروقؓ کا استدلال تھا کہ ایسے دشمن اسلام کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ وہ منافقین ودشمنان دین کے استغفار کے مترادف ہے۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو نہ صرف زبانی بلکہ عملاً روکنے کی کوشش کی تھی اور بعض روایات کے مطابق مصلیٰ پر جانے سے بھی روکا تھا۔ رسول اکرم ﷺ رحمت للعالمین تھے اس لئے وہ سب کے لئے استغفار کرنے کے حق میں تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اس سے صراحتاً روکا نہیں گیا ہے۔ بہر حال آپ ﷺ نے سردار منافقین کی نماز جنازہ پڑھادی مگر بعد میں آیات کریمہ اتریں کہ منافقوں میں سے کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ ان کے لئے استغفار کرنے کی بھی ممانعت کردی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کو کبھی معاف نہ فرمائے گا خواہ ان کے لئے آپ ﷺ ستر بار استغفار کریں۔ یہ معاملہ بھی حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق وحی الٰہی کے اترنے کے باب سے متعلق ہے۔ (۱۵)

حضرت خرباق ذوالیدینؓ کے حوالہ سے یہ واقعہ کتب حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن نماز عصر میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اور جا کر دور ایک تنے کے پاس کھڑے ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام بشمول حضرات شیخینؓ خاموش رہے لیکن کچھ صحابہ کرام نے آپس میں بات کی کہ کیا نماز کم ہو گئی ہے۔ ان کی بہر حال ترجمانی حضرت ذوالیدینؓ نے رسول اکرم ﷺ کے پاس جا کر کی کہ کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ سے سہو ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ مجھ سے سہو ہوا اور نہ نماز میں قصر ہوئی۔ حضرت ذوالیدینؓ نے سہو نبوی کی بات کہی اور دوسرے صحابہ کرام نے ان کی تائید کی، ان کی یاد دہانی پر آپ ﷺ نے نماز عصر پوری کر کے

Marfat.com

سلام پھیر کر دو سجدے کئے۔ بخاری اور دوسری کتب حدیث میں نماز کی کتاب کے ابواب سہو میں اور احادیث بھی ہیں۔ (۱۶)

طلاق

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو زمانہ حیض میں طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر رسول اکرم ﷺ سے کیا اور آپ نے ان کے ذریعہ ہدایت بھجوائی کہ وہ اس طلاق سے رجوع کریں اور اپنی بیوی کو پاک ہونے کے بعد چاہے نکاح میں رکھیں چاہے مباشرت سے پہلے طلاق دے دیں۔ اسی سے یہ فقہی حکم نافذ ہوا۔ (۱۷)

طلاق کے معاملہ پر کتب بخاری و مسلم وغیرہ میں متعدد اختلافات نبوی منقول ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام سے ہوئے تھے ان تمام اختلافات میں یہ نکتہ قابل لحاظ ہے کہ صحابہ کرام کے عمل و فعل سے رسول اکرم ﷺ نے اختلاف کیا تھا اور ان کو صحیح قدم اٹھانے کو کہا تھا۔ مزید برآں رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ دوسرے اختلافات طلاق ہیں جیسے ابنۃ الجون کا اختلاف وتعوذ: حدیث ۵۲۵۴-۵۲۵۵، امیمہ بنت شراحیل کا نکاح نبوی سے کراہت کا اظہار: حدیث ۵۲۵۶-۵۲۵۸؛ زوجۂ رفاعہ قرظی کا اپنے دوسرے شوہر عبدالرحمٰن بن قرظیؓ سے خلوت و جماع کے بغیر طلاق لینے کے ارادہ سے اور سابق شوہر رفاعہ کے پاس مباشرت سے قبل جانے کے منصوبے سے: حدیث: ۵۲۶۰-۵۲۶۱ وغیرہ نیز حدیث: ۵۲۶۵ (بیوی کو حرام ہے مجھ پر حَرَامٌ عَلَیَّ کہنے کا باب) ہے ان کے علاوہ متعدد دوسرے اختلافات ہیں۔

Marfat.com

فوجی معاملات میں اختلاف صحابہ کرام

مدنی دور حیات میں ہجرت کے واقعہ کے چھ ماہ بعد ہی سے سرایا و غزوات کا ایک طویل اور دور رس نتائج کا حامل سلسلہ چل پڑا۔ وہ حالات کی ناگزیری یا جغرافیائی سیاست (geo-politics) کے جبر کا نتیجہ تھا اور ایک طرح سے فطری بھی تھا۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام میں سے بعض حضرات امراء و سالاران اور سپاہیوں کے درمیان بعض معاملات و امور پر متعدد بار اختلاف ہوا۔ ان میں سب سے اہم اختلاف فکر و نظر کا سبب فنی مہارت اور حربی تکنیک کا تھا اور اس کے مختلف وجوہ و اسباب بھی تھے۔ ان اہم واقعات و احوالِ سیرت میں چند اختلافات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سریۂ نخلہ

حضرت عبداللہ بن جحش اسدیؓ کو مکہ و طائف کے درمیان واقع مقام نخلہ تک جا کر قریشی ارادوں کے بارے میں پتہ لگانے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ان کے چھ/آٹھ اصحاب کے ساتھ بھیجا تھا۔ وہ بنیادی طور سے خبر رساں دستہ (طلیعہ) تھا، فوجی دستہ نہیں۔ حسن اتفاق سے طائف سے ایک قریشی کاروان تجارت آ رہا تھا اور اس سے سریہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ پہلے تو معاملہ کا حل سمجھ میں نہ آیا۔ صحابہ/سپاہ سریہ میں بھی اقدام کے بارے میں اختلاف ہوا مگر حالات کی نزاکت نے مسلم سریہ کو کاروان تجارت پر حملہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ ایک دو مارے گئے اور ایک قید ہوئے اور باقی فرار ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

جحشؓ ان کا سامان تجارت اور ایک قیدی لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے اقدام سے اختلاف کیا اور مال غنیمت کے بارے میں توقف فرمایا اور پایان کار وحی الٰہی نے اس کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو امیر کارواں و امیر سریہ کا حق میں تھا۔ قرآن مجید میں شہر مقدس/ ماہ رجب میں قتال کے بارے میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱۸)

غزوۂ بدر

۲ھ/۶۲۴ء کے آغاز میں قریش مکہ نے ایک غیر معمولی کاروانِ تجارت ابوسفیان بن حرب اموی کی قیادت میں شام بھیجا۔ بظاہر وہ کاروان تجارت تھا لیکن اس میں تمام ساکنان مکہ کے خطیر رقم لگانے اور دوسرے انتظامات نے رسول اکرم ﷺ کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اس تجارتی کارروائی کے پیچھے اسلامی ریاست مدینہ اور رسول اکرم ﷺ کے خلاف کوئی سازش کام کر رہی ہے لہٰذا آپ ﷺ نے کاروانِ قریش کو اس کی شام سے واپسی پر روک لینے کی تدبیر نکالی جس سے سب کو اتفاق تھا۔ حکمت و تدبیر الٰہی کا فیصلہ کچھ اور تھا لہٰذا کاروانِ قریش امیر کارواں کی فوجی سوجھ بوجھ کی بنا پر راستہ بدل کر مدینہ کی گرفت سے نکل گیا۔

قریشی لشکر سے مقابلہ

قریشی میر کاروان نے فراست نبوی کو بھانپ کر مدینہ منورہ کے قریب پہنچنے سے قبل ہی اکابر قریش کو تجارتی کارواں پر مدنی گھات کے خدشہ بلکہ خطرہ سے آگاہ کر دیا تھا لہٰذا اپنے مالا مال کارواں کی حفاظت کے لئے مکہ مکرمہ سے ایک لشکر جرار چل پڑا۔ تجارتی کارواں کے بچ نکلنے اور قریشی لشکر سے متصادم ہونے کے خطرہ کے پیش نظر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مسلم اقدام کے بارے میں مشورہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ اور بیشتر صحابہ کرام کی رائے تھی کہ بڑھ کر قریشی لشکر کا مقابلہ کرنا چاہئے مگر ایک طبقہ مکی طاقت سے ہراساں تھا اور جنگ کے خلاف تھا۔ بہر حال فیصلہ مقابلہ کرنے کا ہوا کہ اکثریت کا یہی عزم تھا البتہ دوسری رائے والے لرزاں ترساں تھے اور اسے جان جوکھم کا کام سمجھتے تھے۔ وہ اس سے پہلو تہی نہیں کر سکے مگر جنگ کو اپنی تباہی کا

Marfat.com

سامان سمجھتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے رویہ کو موت کے منہ جانے سے تعبیر کیا ہے۔ (۱۹)

بدر کے قیدیوں کا مسئلہ: فدیہ یا قتل

غزوۂ بدر میں مسلمان کو عظیم الشان فتح کے نتیجے میں بیش قیمت اموالِ غنیمت ہاتھ لگے اور ستر اکابر قریش جنگی قیدی کے طور پر ملے۔ اسیرانِ بدر کے ساتھ سلوک کے معاملہ پر مشورہ ہوا تو صحابہ کرام کی رائے مختلف تھی۔ حضرت ابوبکرؓ اور رسول اکرم ﷺ کے علاوہ متعدد صحابہ کرام اس حق میں تھے کہ وہ اپنے ہی اعزہ واقرباء ہیں لہٰذا ان کو فدیہ لے کر آزاد کر دینا چاہئے۔ اسلامی رحمت کا بھی یہی تقاضا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب عدویؓ اور متعدد دوسرے صحابہ کرام کا خیال تھا کہ وہ سخت دشمنان دین واسلام ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کو سخت تکالیف دی ہیں لہٰذا ان کو قتل کر دینا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ قریب ترین عزیز اپنے عزیز ورشتہ دار قیدی کو خود قتل کرے تاکہ قبائلی قصاص کا چکر نہ چل پڑے۔ رسول اکرم ﷺ نے رحمت بیکراں کی بنا پر اسیرانِ بدر کو فدیہ لے کر آزاد کر دینے کا فیصلہ فرمایا جس کو فریق مخالف نے بھی بخوشی تسلیم کر لیا مگر وہ اپنی رائے اور موقف کے حق ہونے پر آخر تک جمے رہے۔ روایات تفسیر و آیات قرآنی نے ان کے موقف کی یک گونہ تائید بھی کی۔ (۲۰)

حربی تدابیر

اس عظیم الشان غزوہ کے دوران بعض اور اختلاف آراء کا بھی ذکر ملتا ہے جو دراصل فنی مہارت اور جنگی تکنیک اور حربی تدبیر وغیرہ سے زیادہ متعلق ہے لیکن بہر حال وہ اختلاف فکر ونظر ہے اس لئے ان کا مختصر مختصر حوالہ دینا ضروری ہے:

——بدر کے میدان میں اسلامی لشکر گاہ کے مقام کے بارے میں ماہر فن جنگ حضرت حباب بن منذر اوسیؓ نے رسول اکرم ﷺ سے اختلاف کیا کہ جنگی نقطۂ نظر سے وہ صحیح نہیں ہے۔ چونکہ انتخاب میدان وحی الٰہی پر مبنی نہیں تھا بلکہ حربی تدبیر نبوی پر مبنی تھا لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے ان کی رائے قبول کر کے دوسرا مقام لشکر/لشکر گاہ منتخب کیا۔

Marfat.com

— بدر کے اسلامی لشکر گاہ کے قریب ترین واقع کنوئیں کے علاوہ دوسرے تمام کنووَں کو اندھا کرنے کا مشورہ بھی حضرت حبابؓ کا تھا جو رسول اکرم ﷺ نے قبول فرمایا اگر چہ بعض حضرات صحابہ کو اس سے اختلاف تھا۔ (۲۱)

غزوہ احد

غزوہ بدر میں اپنی قومی شکست کا بدلہ لینے کے لئے اکابر قریش نے بڑی تیاری کے بعد ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ساکنان مدینہ کو خبر ملی تو وحشت نے ان کو گھیرا۔ مجلس مشاورت کا بہر حال انعقاد ہوا۔

شہر میں یا میدان میں مقابلہ

رسول اکرم ﷺ اور متعدد صحابہ کرام کے علاوہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی کی رائے تھی کہ شہر میں محصور ہو کر مقابلہ کیا جائے جب کہ جوشیلے صحابہ کرام، جن میں بعض تجربہ کار اور صاحبِ تدبیر حضرات جیسے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمیؓ کا خیال تھا کہ کھلے میدان میں مقابلہ ہو۔ دونوں طرف وزنی دلائل تھے اور جسارت بھرے بیانات۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک تھا کہ اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کھلے میدان میں کرنا مشکل ہے، مسلم فوج کمزور ہے، تعداد کے لحاظ سے بھی اور اسباب حرب وجنگ کے اعتبار سے بھی۔ شہر میں رہ کر وہ بہترین دفاع کرسکیں گے۔ دوسری طرف جوش وولولہ کا آہنگ یہ تھا کہ شہر میں محصور رہ کر دفاع غیرت کے خلاف ہے کہ اس سے قبل انصار نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اور اس سے مسلم موقف کی کمزوری ظاہر ہو جائے گی جو فوجی، سیاسی اور قومی کسی بھی اعتبار سے اسلامیان مدینہ منورہ کے حق میں نہ ہوگی۔ اس بے مثال جوش جہاد کے سامنے رسول اکرم ﷺ نے تدبیر وفراست کی سپر ڈال دی اور بنفس نفیس ہتھیار اور جنگی لباس زیب تن کر کے میدان جنگ میں لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جوشیلے صحابہ کرام کو احساس ہوا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی مرضی کے خلاف آپ پر اپنی رائے ٹھونس دی ہے لہٰذا وہ اولین موقف نبوی کی طرفدار بن گئے

Marfat.com

مگر رسول اکرم ﷺ نے ان کی تبدیلی رائے کو اس لئے تسلیم نہیں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگی ہتھیار جسم اطہر پر سجالیں تو پھر میدان جنگ ہی میں جانا ان کا نبوی فریضہ ہے۔ اختلاف فکر ونظر باقی رہا مگر اہل ایمان نے فیصلہ نبوی پر سر تسلیم خم کردیا۔ البتہ رئیس المنافقین اپنے ڈھائی تین سو سپاہیوں کے ساتھ اسلامی لشکر سے نکل گیا کہ اس کی رائے نہیں مانی گئی تھی۔ بعد میں یہ منافقانہ روش بھی اسلامی ریاست کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ (۲۲)

تیر انداز دستہ کا اختلاف

قریشی لشکر کے جبل احد کے قریب پہنچنے کے بعد اسلامی لشکر پہنچا تو موزوں لشکر گاہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ بہرحال رسول اکرم ﷺ نے احد پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھتے ہوئے صفیں آراستہ کیں اور ایک عقبی درے پر پچاس تیر اندازوں کا دستہ تعینات فرمایا۔ ان کو ہدایت فرمائی کہ فتح ہو یا شکست کسی حال میں بھی وہ درہ خالی نہ چھوڑیں تا آں کہ رسول اکرم ﷺ ان کو کوئی دوسرا حکم دیں۔ تیر اندازوں کے دستہ نے اول وہلہ ہی میں مسلمانوں کی فتح دیکھی اور بعض مجاہدین کو مال غنیمت حاصل کرتے پایا تو درے میں اپنے مقامات چھوڑنے چاہے کہ مقصد پورا ہوگیا۔ مگر دس تیر اندازوں نے اپنے امیر کے ساتھ درہ چھوڑنے سے اختلاف کیا اور ان کو ہدایت نبوی کا مفہوم سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اپنی تعبیر ہدایت پر اڑے رہے اور امیر اور رفقاء کی مخالفت کرکے جگہیں خالی کردیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قریشی لشکر کے فرار ہوتے ہوئے ایک سالار شہسوار اور ماہر جنگ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے پہلے درے کے سپاہ وامیر کو ختم کیا اور پھر اسلامی لشکر پر پیچھے سے حملہ کرکے مسلم فتح کو شکست میں بدل دیا۔ (۲۳)

سلب اور تدفین شہداء

غزوہ احد کے دوران بعض اور اختلافات نے بھی سر اٹھایا:

— بعض دشمنوں کے ساز وسامان (سلب) پر اختلاف ہوا کہ وہ کس کا حصہ ہے۔

— مال غنیمت کی معمولی چیزوں پر اختلاف ہوا۔

Marfat.com

— بعض شہداءِ غزوہ کی تدفین کے مقامات پر اختلاف رونما ہوا ان کی لاشوں کو شہر مدینہ لے جایا گیا اور بعض کو پھر حکم نبوی پر میدان احد میں شہادت گاہ میں دفنایا گیا۔ (۴۴)

غزوۂ خندق/احزاب

قریش مکہ نے اپنے اتحادی قبیلوں (احزاب) سے مل کر اسلامی ریاست مدینہ کو ختم کرنے کے لئے لشکروں کے ایک جم گھٹ کے ساتھ ۵/ ۶۲۷ میں زبردست حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کی مجلس شوریٰ بلائی اور بحث و مباحثہ کے بعد بالآخر حضرت سلمان فارسیؓ کی تجویز پر ایرانی جنگی تدبیر قبول کر کے خندق کھودنے کا فیصلہ کیا۔ شہر کی شمالی سمت میں، جدھر سے حملہ کا واحد موقعہ تھا، ایک طویل و عریض اور نہایت گہری خندق کھودی گئی۔ عرب بالخصوص قریش اس جنگی طریقۂ مدافعت سے واقف نہ تھے لہٰذا وہ حیران وششدر رہ گئے اور محاصرہ پر اکتفا کرنے پر مجبور ہوئے۔

مصالحت کی تجویز

طویل محاصرہ کے دوران دوسری مشکلات کے علاوہ سب سے بڑی دقت سامان رسد کی فراہمی کے بارے میں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے تجویز رکھی کہ قریشی احزاب (متحدہ لشکر) کے ایک طاقتور قبیلے غطفان کو مدینہ منورہ کی ایک تہائی پیداوار دے کر قریشی اتحاد سے نکل جانے اور محاصرہ مدینہ اٹھا لینے پر آمادہ کیا جائے تاکہ قریش کے محاصرہ کے اتفاق میں دراڑ پڑ جائے۔ حضرات سعدین — سعد بن عبادہ خزرجی، سعد بن معاذ اوسیؓ — اور دوسرے انصاری صحابہ نے اس تجویز سے اختلاف کیا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ ہم نے بدترین صورت حال میں بھی ایسی تدبیر نہیں اختیار کی کہ وہ ہماری قومی حمیت اور اسلامی وقار کے خلاف ہے۔ حضرات انصار اور تجویز نبوی کے مخالف اکابر نے پہلے یہ پتہ لگا لیا تھا کہ آیا تجویز نبوی وحی الٰہی اور ہدایت ربانی پر تو مبنی نہیں۔ جب ان کو محض رائے نبوی پر اس کے مبنی ہونے کا علم ہوا تو اس سے اختلاف کیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے اختلاف کو تسلیم کر کے اپنی رائے اور تجویز واپس لے لی اور

Marfat.com

قریشی اتحاد کو توڑنے کے لئے حضرت نُعَیم بن مسعود اشجعی کی خدمات حاصل کیں۔ (۲۵)

صلح حدیبیہ

غزوۂ حدیبیہ اصلاً غزوہ یا فوجی اقدام نہیں تھا بلکہ وہ عمرہ کرنے کے لئے ایک دینی سفر تھا مگر محدثین کرام اور سیرت نگاروں دونوں نے اس کو غزوہ قرار دیا ہے محض اس لئے کہ وہ ہر سفر نبوی کو غزوہ بنا دیتے تھے۔ (۲۶) بہرحال اس دینی سفر سعادت میں بھی فوجی نوعیت کا شائبہ موجود تھا کہ اس وقت قریش مکہ مدینہ سے برسرپیکار تھے۔ اس سفر زیارت اور عظیم غزوہ نبوی کے دوران صحابہ کرام نے بعض معاملات پر اختلاف فکر ونظر کا اظہار کیا جن کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

ہتھیاروں کے ساتھ سفر

—اوّلین مسئلہ یہ تھا کہ اس دینی سفر میں بھی ہتھیاروں کے ساتھ سفر کیا جائے یا بلا اسلحہ زیارت کی جائے۔ نبوی تجویز یہ تھی کہ عمرہ کے سفر میں ہتھیار سجا کر جانے کا مطلب ہوگا کہ قریشی اکابر کو اشتعال دلایا جائے اور وہ اسے فوجی کارروائی سمجھیں۔ صحابہ کرام میں سے متعدد کی رائے تھی کہ قریشی اکابر بہرحال دشمنی پر آمادہ ہی نہیں متعدد جنگیں مدینہ منورہ پر تھوپ چکے ہیں۔ بہرحال دونوں فریقوں کے درمیان جنگی صورت حال موجود ہے اس لئے ضروری اسلحوں کا لے جانا ناگزیر ہے کہ وقت ضرورت کام آسکیں۔ بالآخر اس مصالحانہ تجویز پر عمل ہوا کہ ذخیرہ اسلحہ تو ساتھ لے جایا جائے مگر جسم پر صرف تلوار رہے کہ وہ مسافر کا بھی ہتھیار ہے اور اسلحہ کا ذخیرہ کسی محفوظ مقام پر چھپا دیا جائے اگر عمرہ کی اجازت وموقعہ مل جائے۔ (۲۷)

سفیر نبوی کا انتخاب

—قریشی اکابر سے صلح و معاہدہ کی گفتگو کا دور شروع ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو سفیر نبوی بنا کر مکہ مکرمہ بھیجنا چاہا۔ غالباً اس تجویز نبوی کے پیچھے یہ مصلحت کارفرما تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ نہ صرف عظیم مدبر اور مرد جری تھے بلکہ قریشی ملا (مجلس) کے ایک اہم منصب ''سفارۃ'' پر فائز رہنے کے سبب سفارت کاری کی باریکیوں سے بھی بخوبی آگاہ

Marfat.com

تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو تامل ہوا کہ مکہ مکرمہ میں اس وقت ان کے خاندان بنو عدی اور دوسرے حلیفوں کی غیر موجودگی میں ان کا جانا خطرناک ہے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عثمان بن عفان امویؓ کو سفیر نبوی بنا کر بھیجنے کا متبادل رکھا کہ ان کے حمایتی وہاں بہت زیادہ اور بااثر تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی متبادل تجویز کو قبول کر کے حضرت عثمانؓ کو سفیر نبوی بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا تھا۔ (۲۸)

راستہ اور لشکر کا انتخاب

حدیبیہ نامی گھاٹی میں اسلامی جماعت معتمرین (عمرہ کرنے والوں) کی قیام گاہ پر بھی اختلاف ہوا تھا اور بعض اہم ترین ماہرین جنگ کے مشورے سے وہ مقام منتخب کیا گیا جہاں حدیبیہ کا کنواں تھا اور جو بالآخر مقام صلح وصفا بنا تھا۔ (۲۹) اس سے قبل اسلامی لشکر کی راستہ کی تبدیلی کا معاملہ پیش آیا تھا جس کی وجہ سے سخت چٹانی راستہ سے بعض مجاہدین کو شکوہ ہوا تھا اور انہوں نے نرم زمین پر یعنی عام راستہ پر چلنے کا خیال ظاہر کیا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے ان کو بنو اسرائیل کی مانند استغفار کرنے اور ''حطہ'' کہنے کا حکم دیا تھا۔

معاہدۂ صلح

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر صحابہ کرام کو سب سے بڑا اختلاف معاہدہ صلح کی نوعیت پر تھا جس کو وہ دب کر صلح کرنے کے مترادف قرار دیتے تھے۔ خاص کر اس کی دو شقیں ان کے لئے سوہان روح تھیں: ایک یہ کہ مکہ رقریش کا کوئی بھی شخص، خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم مدینہ چلا جائے تو اسے بہر حال واپس کرنا ہوگا اور دوسری یہ کہ مدینہ کا کوئی شخص مکی اکابر یا مکہ شہر سے جا ملے تو اس کی واپسی ضروری نہیں ہوگی۔

واقعۂ ابو جندلؓ

ابھی صرف شرائط صلح زبانی طے ہوئی تھیں اور معاہدہ لکھا نہیں گیا تھا کہ قریش مکہ کے نمائندے اور سفیر کبیر سہیل بن عمرو عامری قریشی کے مسلم فرزند حضرت ابو جندل عمرو بن سہیل

Marfat.com

عامریؓ کسی طرح زنداں سے نکل کر خدمت نبوی میں پہنچ گئے۔ ان کے خستہ و نزار جسم و بدن پر زخموں کے نشانات تھے اور ہاتھوں اور پیروں میں بیڑیاں ان کی کسمپرسی بڑھا رہی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے سفیر قریش سہیل عامریؓ سے ان کے فرزند مسلم کی آزادی کی بات کی مگر وہ قانونی سہارا لے کر اڑ گئے کہ بلاشبہ معاہدہ ابھی لکھا نہیں گیا تاہم شرائط تو زبانی طور سے طے ہو چکی ہیں لہٰذا وفائے عہد کا یہ پہلا امتحان ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی بات مان لی اور حضرت ابوجندلؓ کے واپس جانے کے انتظامات کئے جن میں ان کی قید کی حالت میں جوار و تحفظ کی ضمانت بھی شامل تھی۔

موقفِ فاروقی

صحابہ کرام میں سے بیشتر اور بالخصوص حضرت عمر بن خطابؓ حضرت ابوجندلؓ کی لاچار واپسی کے منظر سے بھڑک اٹھے اور معاہدہ کی شقوں سے بلکہ ایسے ذلت آمیز معاہدہ صلح سے ہی برملا اختلاف کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور رسول اکرم ﷺ سے بھی اس کا غضبناک اظہار کیا حتی کہ مسلمانوں کے حق پر ہونے اور رسول اکرم ﷺ کے رسول صادق ہونے کے باوجود باطل کو تسلیم کر لینے کا سوال اٹھایا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے ہر سوال کا جواب دیا اور ان کے اختلاف سے اتفاق نہیں کیا اور معاہدہ نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ (۳۰)

موقفِ مرتضیٰؓ

حضرت علی بن ابی طالب ہاشمیؓ معاہدہ صلح لکھنے بیٹھے تو سرنامہ عہد قریشی "باسمک اللھم" کی جگہ پورا بسملہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) لکھا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر فریق اوّل کی حیثیت سے کیا۔ سفیر قریش کو رسول اللہ پر بھی اعتراض تھا اور بسملہ پر بھی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے "رسول اللہ" کا فقرہ حق مٹانے کو کہا لیکن انہوں نے باادب اس سے انکار کر دیا اور آپ ﷺ نے ان سے مقام رسالت پوچھ کر اختلافی فقرہ دست مبارک سے محو کر دیا۔

Marfat.com

عمرہ کی بشارت

رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کرام میں بہت سے حضرات نے اس پر بحث کی کہ امسال بلا عمرہ کئے ہوئے واپسی ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''ہم عمرہ کریں گے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے یہ کہا تھا مگر یہ کب کہا تھا کہ اسی سال عمرہ کریں گے۔

مناسکِ عمرہ

معاہدہ کے خاتمہ پر رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو عمرہ کے مناسک وہیں حدیبیہ میں ادا کرنے کی ہدایت کی لیکن غم و اندوہ کے مارے صحابہ کرام کے کانوں تک وہ نہیں پہنچی۔ بالآخر کار رسول اکرم ﷺ نے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی تجویز پر عمل کر کے خود مناسک یعنی قربانی وغیرہ، حلق وغیرہ ادا کئے اور صحابہ نے متابعت نبوی میں ان کو عالم خود فراموشی میں ادا کر دیا مگر غم کے اثر سے نہ نکل سکے۔ (۳۱)

غزوہ ذو قرد سے قبل کا غزوہ

صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ غزوہ ذو قرد سے قبل رسول اکرم ﷺ نے عسفان کے مقام پر کئی دنوں تک کسی مصلحت سے قیام کیا۔ صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا کہ یہاں ہم بیکار پڑے ہیں اور ہمیں اپنے مدینہ میں اپنے اہل و عیال کی طرف سے کافی فکر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی سنی تو ان سے فرمایا کہ مدینہ میں ہر گھاٹی پر فرشتے حفاظت کے لئے مامور ہیں۔ بہر حال آپ ﷺ نے واپسی کا حکم دیا اور اس کے چند دنوں کے اندر یا اسی دن غطفان کے ایک گروہ نے مدینہ پر حملہ کر کے سرکاری اونٹنیاں ہانک لے گئے، یہی غزوہ ذو قرد ہے۔ (۳۲)

غزوۂ خیبر: ۶۲۹/۷

حدیبیہ سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو خیبر کے غزوہ کے لئے جانے کا حکم دیا اور بنفس نفیس روانہ ہوئے۔ خیبر پہنچ کر آپ ﷺ نے اوّل قلعہ کے پاس ہی پڑاؤ ڈالا۔

Marfat.com

حضرت حباب بن منذرؓ اور غالباً بعض دوسرے ماہرین جنگ کے مشورہ پر آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر اس قلعہ کے قریب خیمہ نصب فرمایا جن میں یہودی جنگجو موجود اور قلعہ بند تھے۔ ان ہی کے مشورے پر آپ ﷺ نے ان کے دوسرے قلعوں کی بھی ناکہ بندی کی۔ اس غزوہ کے دوران بعض اور معاملات پر بھی صحابہ کرام نے اپنی اختلافی رائے ومشورہ سے خدمت کی۔ (۴۳)

فتح مکہ: رمضان ۸/ جنوری ۶۳۰

دشمن کو خبر رسانی:

۱- قریش مکہ کے خلاف آخری غزوہ تھا۔ اس دوران بہت سے واقعات واختلافات پیش آئے۔ مشہور بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ لخمیؓ نے اپنے اہل وعیال کو جو مکہ میں مقیم تھے، بچانے کی خاطر اور اکابر قریش کی خیر سگالی پانے کے لئے شیوخ مکہ کو ایک خط بھیجا تھا جس میں خدشہ ظاہر کیا تھا کہ شاید اسلامی افواج کا رخ اس بار مکہ کی طرف ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اقدام کی سمت کو خفیہ رکھا تھا اور حضرت عائشہؓ نے جانتے ہوئے بھی محض راز نبوی کی حفاظت سے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی نہیں بتایا تھا۔ بہرحال بذریعہ وحی رسول اکرم ﷺ کو حضرت حاطبؓ کے خط اور خط کے قاصد کے بارے میں اطلاع ہوگئی اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ و زبیرؓ کے ذریعہ اس خط کو راستہ ہی میں اس کی قاصد (عورت) سے حاصل کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حاطبؓ کے اس طرز عمل پر سخت ردعمل کا اظہار کیا اور ان کو قتل تک کر دینے کی اجازت مانگی مگر رسول اکرم ﷺ نے حضرت حاطبؓ کا عذر مان لیا اور بدری ہونے کے سبب معاف کر دیا۔ (۴۴)

علمبردار اور قائد کی تبدیلی

۲- فتح مکہ کی خاطر افواج نبوی جب چہار سمت سے مکہ میں داخل ہوئیں تو اس کے ایک علمبردار و سالار حضرت سعد بن عبادہ خزرجیؓ نے حضرت عباسؓ و ابوسفیانؓ وغیرہ شیوخ

Marfat.com

قریش کو دیکھ کر اور عام جوش جہاد میں بھی فرمایا کہ آج تو ہلاکت کا دن ہے اور آج کعبہ بھی حلال ہو جائے گا۔ ان دونوں شیوخ قریش نے رسول اکرم ﷺ کے دستہ کے گذرتے وقت آپ کو حضرت سعد خزرجیؓ کا قول سنایا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر آج قریش ہلاک ہو گئے تو وہ قیامت تک کے لئے فنا ہو جائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سعد نے غلط کہا، آج تو کعبہ کی بزرگی و عظمت کا دن ہے اور قبیلہ خزرج کا علم حضرت سعدؓ کے ہاتھ سے لے کر ان کے فرزند حضرت قیسؓ کو عطا فرما دیا۔ (۳۵)

دارالامان کا اعلان

۳۔حضرت ابوسفیان امویؓ کے گھر کو دارالامان بنانے کے اعلان کے پیچھے ان کی دلداری تو کارفرما تھی ہی، ان کے خلاف عام صحابہ کی ناپسندیدگی کو بھی دور کرنا تھا۔ صحیح مسلم کے باب فضائل ابی سفیانؓ میں ان کا احساس نقل ہوا ہے کہ مسلمان ان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور نہ ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ (۳۶)

غزواتِ حنین و طائف وغیرہ

بعد کے دوسرے غزوات میں خاص کر حنین و طائف اور تبوک کے غزوات کے دوران بھی بعض صحابہ کرام نے کسی نہ کسی وجہ سے اور کسی نہ کسی معاملہ پر اختلاف کیا تھا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے باہمی اختلاف دونوں کو محیط تھا۔ ان کے متعدد واقعات ملے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر آگے بھی آتا ہے۔ خالص حربی اور فوجی اختلافات میں صحابہ کرام سے بعض افراد و طبقات کی میدان جنگ سے فرار کا واقعہ بھی اس اختلاف کا مظہر ہے۔ طائف کے قلعہ کے محاصرے اور ان کے بعض غلاموں کی خود سپردگی وغیرہ پر بھی اختلاف ملتا ہے۔ ان کا ذکر محض اختصار کی خاطر چھوڑا جا رہا ہے۔ وہ تمام معتبر کتابوں میں بہر حال تفصیلات کے ساتھ ملتے ہیں۔

Marfat.com

انتظامی معاملات میں اختلافِ صحابہ

مدینہ منورہ کی شہری ریاست رہی ہو یا بعد کی پورے جزیرہ نمائے عرب کی وسیع و عریض اسلامی ریاست وحکومت، رسول اکرم ﷺ کو بطور رسول اللہ اور بطور سربراہ وسیع ترین اختیارات حاصل تھے جن میں بسااوقات شوریٰ کا بھی دخل نہیں ہوسکتا تھا، تاہم رسول اکرم ﷺ ہدایت الٰہی کے مطابق مسلمانوں سے تقریباً ہر معاملہ میں مشورہ کرتے تھے (۴۷) اور ان کے بعض اختلافات کو بھی انگیز کرتے تھے۔ صحابہ کرام بھی ان معاملات میں مشورہ دینے کی جسارت نہیں کرتے تھے جن کا تصفیہ وحی الٰہی کے ناگزیر فیصلہ سے ہوتا تھا کہ وہ حکم الٰہی تھا۔ بسا اوقات انتظامی معاملات میں بعض صحابہ کرام نے اپنی فہم وفراست کے مطابق مشورہ بھی دیا اور اختلاف بھی کیا۔

موالی کی تقرری پر اختلاف

مہاجرین وانصار کی خاندانی عظمت کی جبلی سماجی گرہ نے بعض اوقات اس معاملہ میں جلوہ دکھایا۔ رسول اکرم ﷺ نے خاندانی اور غیر خاندانی، اشراف و اجلاف کا فرق مٹانے اور سماجی مساوات قائم کرنے کی غرض سے بعض موالی کا تقرر بعض اہم ترین عہدوں پر کیا۔ ان میں مولائے رسول اکرم ﷺ حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ غالباً اہم ترین شخصیت اور ہدف اختلاف تھے۔ ان کو رسول اکرم ﷺ نے ان کی فوجی صلاحیت اور انتظامی لیاقت کے مدنظر سب سے زیادہ سرایا میں سالار وامیر کے منصب پر مقرر کیا تھا۔ صحابہ کرام کے بعض طبقات و افراد کو اس

Marfat.com

تقرری اور اس کے مستقل تسلسل پر نہ صرف تحفظات تھے بلکہ خاصے وزنی اختلافات تھے۔ ان کا دبے لفظوں میں اظہار ہوتا رہا تھا مگر جب حیاتِ مستعار کے آخر میں رسول اکرم ﷺ نے ان کے نوجوان فرزند حضرت اسامہ بن زید کلبیؓ کو ایک انتہائی اہم بلکہ بین الاقوامی مہم کا سالارِ اعظم مقرر کیا جس میں تمام اکابر صحابہ کرام ان کے ماتحت بن گئے تھے تو اختلاف زبانوں پر آگیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک عظیم الشان خطبہ میں، جو جلال و جرأت سے لبریز تھا، ان دونوں باپ بیٹے کی تقرری کو ان کی صلاحیتوں کے سبب صحیح ٹھہرایا اور صحابہ کرام کے معترض افراد و طبقات کی نہ صرف زبان بندی کر دی بلکہ ان کے دلوں کو اطمینان و رضا سے بھی بھر دیا۔ (۳۸)

نابینا کی تقرری

حضرت ابن ام مکتومؓ نابینا ہونے کے باوجود رسول اکرم ﷺ کی مدنیہ منورہ سے غیر حاضری کے دوران سب سے زیادہ مرتبہ "خلیفہ نبوی" مقرر کئے گئے جو محض امام نماز کی نیابت نہیں تھی بلکہ سربراہ ریاست کی نیابت و خلافت تھی۔ اس پر بعض افراد نے اعتراض و اختلاف کیا مگر ان کو بلا وجہ قرار دے کر مسترد فرما دیا گیا کیونکہ حضرت موصوف امامت کے نہ صرف اہل تھے بلکہ مدتوں بالخصوص ہجرت مدینہ کے بعد امامت کا فرض انجام دیتے رہے تھے۔ (۳۹)

نوجوانوں کی تقرری

رسول اکرم ﷺ کی انتظامی حکمت عملی کا ایک عظیم الشان اور حکیمانہ اظہار یہ تھا کہ آپ ﷺ بالعموم نوجوانوں کی تقرری انتظامی مناصب اور دوسرے عہدوں پر کیا کرتے تھے۔ ان کی مصالح اور حکمتوں کا ابھی تک ادراک نہیں کیا گیا۔ اکابر پرستی کے مارے عرب معاشرے میں بھی بعض اصحاب ایسے تھے جن کو ان نوجوانوں کی تقرری سے اختلاف ہوتا تھا۔ جس طرح بعد کے بعض مفکرین اسلام نے اسے ایک خلیفہ راشد کے خلاف الزام بنا کر اکابر صحابہ کرام کو نظر انداز کر دینے کا خطرناک منظر نامہ بنا کر پیش کیا۔ بعض افراد و طبقات کی طرف سے اکابر

Marfat.com

کے مقابلے میں نوجوانوں اور نوخیزوں کی تقرری سے اختلاف کا اظہار ہوا۔ ان میں حضرت اسامہ بن زید کلبیؓ کے معاملہ میں وضاحت سے اور دوسری تقرریوں کے بارے میں مضمر و واضح دونوں انداز سے اظہار کیا گیا تھا۔ (۴۰)

نومسلموں کی تقرری

اپنی حکیمانہ انتظامی پالیسی کے تحت رسول اکرم ﷺ نے تازہ تازہ مسلمان ہونے والے نوجوانوں کو عظیم ترین مناصب پر مقرر فرمایا۔ ان میں مکہ کی گورنری پر فائز ہونے والے صحابی حضرت عتاب بن اسید امویؓ اور طائف کے گورنر حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ جیسے عمال و امراء اہم ترین تھے۔ بعض افراد و طبقات کو ان تقرریوں سے اختلاف تھا کہ ابھی تو یہ حضرات اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے ہیں اور بہت سے معاملات و امور سے آگاہ نہیں لیکن رسول اکرم ﷺ نے ان کے اختلاف کو تسلیم نہیں کیا اور ان کی تقرری کو مصالح امت اور تقاضائے لیاقت کے مطابق قرار دیا۔ اس کی ایک عظیم ترین مثال حضرت ولید بن عقبہ امویؓ کی بنوالمصطلق کی ایک شاخ قبیلہ پر بطور عامل صدقات تقرری تھی۔ ان پر کیا کیا نہ الزام لگائے گئے اور ان کی کیسی کیسی مخالفت نہ کی گئی مگر رسول اکرم ﷺ نے ان کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا اور تاحیات برقرار رکھا۔ ایسے بہت سے نومسلموں کی تقرری کے واقعات ملتے ہیں۔ (۴۱)

خاندانِ بنوہاشم کے افراد کا مطالبۂ تقرر

بزرگ تر خاندان بنوعبد مناف کے بعض اکابر نے رسول اکرم ﷺ سے دو نوجوان افراد کی عامل صدقات کے عہدے پر تقرری کی درخواست کی مگر رسول اکرم ﷺ نے ان کی صلاحیت و لیاقت کے پیش نظر اس کو مسترد کر دیا۔ اس کا مفصل ذکر اختلافات صحابہ کے خاص باب میں آرہا ہے۔ (۴۲)

عامل بنانے کی درخواست

حضرت ابو ذر غفاریؓ قدیم ترین صحابہ میں سے ایک تھے۔ انہوں نے رسول

Marfat.com

اکرم ﷺ سے عامل (امیر و منصب دار) بنانے کی۔ درخواست کی آپ ﷺ نے ان کی درخواست مسترد کردی کہ وہ کمزور شخص تھے اور عامل کا منصب ایک امانت ہے جو مستحق و ایماندار شخص کی ذمہ داری ہے ورنہ وہ قیامت میں باعث رسوائی و ندامت ہوگی۔ (۴۳)

امرائے سرایا سے صحابہ کرام کا اختلاف

بظاہر یہ معاملہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے باب سے متعلق ہے مگر فریقین کے معاملہ اختلاف کی تیسری جہت رسول اکرم ﷺ کی بطور سربراہ ریاست اور سالارِ اعظم سے وابستہ ہونے کی بنا پر وہ اختلاف کے اس زمرے میں بھی آتا ہے۔ سرایا کے امراء رہے ہوں یا ولایات (صوبوں) کے ولاۃ (گورنر) یا دوسرے مناصب پر فائز عمال، بسا اوقات ان کے ماتحتوں، سپاہیوں اور دوسرے متعلق لوگوں کو ان سے کسی نہ کسی معاملہ پر اختلاف ہو جاتا ہے جو فطری بھی ہے۔ ان کا آخری تصفیہ بہرحال رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے اور اختلاف جاتا رہتا تھا۔ یہاں ان کے چند اہم ترین واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (۴۴)

حضرت خالد بن ولید مخزومیؓ

قریشی ملا/مجلس میں شہسوار فوج کے سالار اعلیٰ رہ چکے تھے اور اسلامی فوجی نظام میں بھی ان کو اسی اہم عہدے پر غزوات میں فائز کیا گیا اور آزاد و خود مختار سرایا میں ان کو کئی مواقع پر امیر و قائد کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ حضرت خالید بن ولید مخزومیؓ کی فوجی صلاحیت، قائدانہ لیاقت، حربی مہارت اور بہت سی صفات عالیہ کا سب کو اعتراف تھا تاہم ان کی بعض کارکردگیوں سے متعدد صحابہ کرام کو بالخصوص ان کے فوجی اقدامات کے ماروں کو شدید ترین اختلافات تھے۔ ان میں بنو جذیمہ کے قبیلہ پر ان کے حملہ کرکے ان کے متعدد لوگوں کو قتل کر دینے اور ان کے مال و اسباب لوٹنے کا واقعہ خاصا باعث اختلاف بنا۔ ان کے سالاروں اور سپاہیوں میں سے متعدد کو ان کے فوری اقدام سے اختلاف تھا کہ مبادا حریفوں میں مسلمان بھی شامل ہوں۔ ان کا خدشہ صحیح نکلا، متعدد مسلمان مارے گئے اور ان کے اموال لوٹے گئے۔ ان

Marfat.com

کشتہ تیغ ستم کے مسلمان عزیزوں نے دربار نبوی میں حضرت خالدؓ کے خلاف شکایت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے عاجلانہ اقدام پر ان کی معذرت قبول کر لی اور اموال واپس کردئے اور ان کے مقتولوں کی دیت بیت المال سے ادا کر دی۔ (۴۵)

-حضرت خالد بن ولید مخزومیؓ کے اسی طرح بعض اقدامات سے ان کے ماتحتوں نے اختلاف کیا خاص کر مال غنیمت پر رسول اکرمؐ نے اپنے مقررہ امیر کے تجاوزات پر تو پابندی لگائی مگر ان کی برطرفی یا ان سے قصاص لینے کا مطالبہ مسترد کر دیا۔ (۴۶)

- فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت خالدؓ کو واضح حکم نبوی کے باوجود بعض مشتعل اہل مکہ سے قتال کر کے ان کو قتل کرنا پڑا کہ وہ خود چڑھ دوڑے تھے۔ (۴۷)

- غالباً حضرت عمر بن خطابؓ کو حضرت خالدؓ کے فوجی اقدامات کی عاجلانہ نوعیت اور سخت گیر اقدامیت سے کافی اختلاف تھا۔ وہ عہد نبوی اور خلافت صدیقی میں بھی کھل کر سامنے آیا۔ اپنی خلافت میں حضرت خالد کو سپہ سالاری کے منصب اعلیٰ سے معزول کر دیا۔

حضرت علی بن ابی طالب ہاشمیؓ کو بھی بطور سالار وامیر بعض طبقات صحابہ بالخصوص ان کے اپنے ماتحت سالاروں اور سپاہیوں سے اختلاف کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے اختلافات کا تصفیہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے عہد میں فرمایا۔

- یمن کے سریہ سے واپسی پر حضرت علیؓ حجۃ الوداع میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سیدھے مکہ پہنچے۔ جلدی میں خود جناب نبوی میں حاضر ہو گئے اور فوج کو ایک ماتحت سالار کی نگرانی میں پیچھے آنے کے لئے کہہ گئے۔ سالارانِ سریہ اور عام سپاہ دونوں اموال غنیمت کی تقسیم کا مطالبہ کرتے رہے تھے لیکن حضرت علیؓ نے اس کو متعدد وجوہ سے درخوراعتنا نہیں سمجھا۔ بہر حال پہلی فرصت میں نائب سالار نے اموال کو تقسیم کر دیا اور جب حضرت علیؓ کو واپسی پر اس کا علم ہوا تو ان کے جسموں سے قبے، جبے اور قلادے نوچ نوچ کر چھین لئے۔ سپاہ وافسران دونوں کو سخت شکایت ہوئی اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے

Marfat.com

تصفیہ کرایا۔ (۴۸)

- حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر رسول اکرم ﷺ کو ان عام شکایات واختلافات کی خطرناکی کا احساس ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی حمایت میں خطبہ دیا جس کو شیعان ملت نے خلافت کا پروانہ تقرری بنادیا۔ (۴۹)

- غزوۂ تبوک میں اپنی غیر حاضری کے دوران رسول اکرم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ کو اپنا خلیفہ ونائب مقرر کیا اور حضرت علیؓ کو امیر خاندان نبوت۔ بعض صحابہ کرام کو اختلاف مناصب کا صحیح ادراک نہیں ہوا لہٰذا حضرت علیؓ کو اپنی خلافت و نیابت کا خیال بھی پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں نے پیچھے چھوڑ دئے جانے کی وجہ سے بزدلی اور کمزوری پر بھی ان پر طعن کیا۔ حضرت علیؓ نے مدینہ منورہ سے کئی دنوں کی مسافت پر مقیم لشکر نبوی میں پہنچ کر رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کر کے صورت حال بیان کی اور آپ ﷺ نے ان کی تسلی تشفی کی اوران کے منصب وفرض کی وضاحت بھی فرمائی۔ (۵۰)

Marfat.com

مالی امور میں اختلاف صحابہ کرام

مال ومنال کی محبت انسان کے دل میں خون کی مانند گردش کرتی ہے اور اکثر و بیشتر حرص وہوس اور لالچ تک لے جاتی ہے۔ اور توفیق الٰہی نہ ہو تو اس کے طمع ولالچ سے بچنا ناممکن ہے اور جس کو اس سے بچالیا جاتا ہے وہ بقول الٰہی خیر کثیر اور حکمت سے نوازا جاتا ہے۔ (۵۱) دنیا کی تاریخ میں اس مال کی محبت ولالچ نے بڑے گل کھلائے ہیں اور بڑے بڑے اختلافات، نزاعات اور فسادات پیدا کئے ہیں۔ عہد نبوی کے معاشرے میں بھی اموال و جائداد، سونے چاندی، خزانوں، دفینوں اور مال کے دوسرے اژدہوں نے افراد وطبقات کو ڈسا تھا۔ (۵۲)

اسی مفرطانہ محبت مال کی کاٹ کرنے اور صبر وقناعت کا درس دینے کے لئے قرآن و حدیث اور اسوۂ نبوی میں فقیری کا سبق پڑھایا گیا ہے ورنہ مال بذات خود تو قرآنی تعبیر میں خیر ہے اور باعث خیر بھی۔ (۵۳) اسی سے بعض ارکان اسلام کی بجا آوری، امت کے مقاصد کی تکمیل، ریاست کا نظام، انسانیت کی فلاح اور دنیاوی اور اخروی بہبود کی بارآور صورتیں وابستہ ہیں، اس نے بہرحال اختلافات کو جنم دیا تھا۔

صحابہ کرامؓ میں سے بیشتر تو مال ومنال کی طمع وحرص سے بچ گئے تھے اور بہت سے خود مالدار اور صاحب اموال بھی تھے۔ متعدد اکابر صحابہ اور دوسرے بدوی حضرات نے بعض مالی معاملات میں رسول اکرم ﷺ سے اختلاف کیا تھا اور وہ بالعموم اموال غنیمت کی تقسیم سے متعلق اور ان ہی کا زائیدہ بھی ہوتا تھا۔ بعض مثالیں اور واقعات میں درج ذیل اسباب ووجوہ

Marfat.com

کا بھی پتہ چلتا ہے۔

سلب کا معاملہ

بعض غزوات وسرایا میں مقتول دشمن کے سلب/اسلاب کی تقسیم یا حق میں اختلاف ہوا اور اس کا تصفیہ رسول اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کا ذکر صحابہ کرام کے باہمی اختلافات ونزاعات میں مالی امور سے متعلق فصل میں آئے گا۔ (۵۴)

مالِ غنیمت کی تقسیم

مختلف غزوات کے اموال غنیمت کی تقسیم کے بعد بعض اصحاب وطبقات کو عادلانہ تقسیم نہ کرنے کی شکایت ہوئی اور اس نے اختلاف ومخاصمت کی صورت اختیار کرلی۔ ایک بدوی صحابی نے تقسیم اموال کے بعد اپنی چادر یا رسول اللہ کی چادر مبارک کو اتنے زور سے جھٹکے دے کر اپنا حصہ رسدی مانگا کہ گردن مبارک پر رگڑ سے خراشیں آگئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ اور مال ہوتا تو میں اسے بھی تم میں تقسیم کردیتا۔ ایک بدوی صحابی کو نبوی تقسیم پر اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عدل وانصاف کرنے کی بات بھی کہہ ڈالی، آپ ﷺ نے بڑے رسان سے فرمایا کہ اگر میں عدل وانصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟ حدیث وسیرت میں ایسے بعض واقعات اور بھی مل سکتے ہیں۔ (۵۵)

بلا فدیہ رہائی

غزوہ بدر کے جنگی اسیروں میں رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب بھی شامل تھے۔ انصار کے بعض اکابر نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ عباس ہمارے بھانجے ہیں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو ان کو بلا فدیہ رہا کردیا جائے۔ آپ نے فرمایا: نہیں ایک درہم بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ (۵۶)

مالِ دیگر پر قبضہ

۶۲۵/۳ میں شراب خانہ خراب کی تحریم کے نفاذ سے پہلے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب

Marfat.com

ہاشمی نے بحالت نشہ حضرت علیؓ کی دو اونٹنیوں کے کوہان، جگر، گردے وغیرہ کاٹ کر پکوائے اور ان کی دعوت پر دوستوں کی محفل جمائی، حضرت علیؓ اپنے محترم چچا کے پاس خود جانے کی جسارت نہ کر سکے تو رسول اکرم ﷺ سے طالب فریاد ہوئے، آپ ﷺ ان کے ساتھ محفل حمزہؓ میں پہنچے تو ان کو سرشار پایا۔ ابھی آپ ﷺ نے ان سے کچھ کہنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عم محترم نے نشہ کی ترنگ میں کھری کھری سنانی شروع کردی اور آپ ﷺ توبہ واستغفار کرتے ہوئے ان کی مجلسِ اکل شرب اور بزم رنگ وآہنگ سے الٹے پیروں لوٹ آئے۔ (۵۷)

مؤلفۃ القلوب کے عطایا

غزوہ حنین ۸/۶۳۰ کے کثیر اموال غنیمت کی تقسیم بالخصوص ریاستی حصہ خمس کی عطا نے بڑے اختلاف پیدا کیے۔ رسول اکرم ﷺ نے متعدد اکابر قریش اور شیوخ قبائل کو ان کی تازہ تازہ اسلامیت کو مستحکم کرنے اور ان کی تالیف قلب کرنے کی خاطر ان کو نقد بالخصوص اموال/جنس میں بڑے بڑے عطایا دئے۔ اسی وجہ سے ان کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا ہے جو ایک قرآنی اصطلاح بھی ہے اور صدقات اسلامی کا ایک مصرف بھی۔ وہ قدیم عرب جاہلی روایت بھی تھی کہ شیخ قبیلہ بعض اکابر کو مالی عطایا سے نوازتا تھا۔ بعض اہل علم نے مؤلفۃ القلوب صحابہ کرام کو غیر مخلص مسلمان اور ادھ کچرا مومن قرار دینے کی جسارت بیجا کی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔ بہر حال مؤلفۃ القلوب کے عطایا نے بہت سے افراد اور طبقات کو نہ صرف تقسیم سے اختلاف پر آمادہ کیا بلکہ بدگمانی میں بھی مبتلا کردیا۔

انصار کا شکوہ

ان میں بالعموم انصار کے تمام شیوخ وجوان اور سپاہ وسالار شامل تھے کہ ان کو ان عطایائے خاص سے کچھ نہیں ملا تھا۔ شیوخ واکابر تو قانع ومطمئن تھے مگر جوانوں کے دلوں میں گرہ پڑگئی اور ان کی زبانوں پر شکوہ آگیا۔ رسول اکرم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کرکے اپنی پالیسی کی وضاحت فرمائی اور آخر میں حکمت کی بات کہی: کیا تم

Marfat.com

لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور مویشی اور مال و سامان اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ''۔ یہ فرمان عالی شان سنتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ان سے ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں اور وہ روتے ہوئے کہتے جاتے تھے کہ اللہ کی قسم ہم اس پر راضی و مطمئن ہیں۔ (۵۸)

قیدیوں کی رہائی

اسی غزوہ کے جنگی قیدیوں میں رسول اکرم ﷺ کی رضاعی رشتہ دار خواتین۔ خالائیں، بہنیں، بیٹیاں- شامل تھیں۔ بنوسعد بن بکر/ثقیف کے اکابر وشیوخ کی جذباتی التجا پر رسول اکرم ﷺ نے اپنے خاندان بنوعبدالمطلب کے تمام غازیوں کے قیدیوں کو آزاد فرمایا، بیشتر مسلم سالاروں اور سپاہیوں نے بھی اپنے اپنے حصہ کے قیدیوں کو آزاد کردیا مگر بنوفزارہ وغیرہ کے بعض شیوخ واکابر نے اس سے اختلاف کیا اور اپنے اسیروں کو آزاد کرنے سے صاف انکار کردیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حق تسلیم کیا اور اس کریمانہ اسوہ نے بالآخر ان سے بھی ان کے اسیروں کو آزادی کا تحفہ دلا دیا۔ (۵۹)

بنوعبدمناف کا مطالبۂ مال

خمس- اموال غنیمت کے پانچواں حصہ- کی تقسیم بلکہ ملکیت بطور سربراہ ریاست رسول اکرم ﷺ کی تھی اور آپ ﷺ اس حصہ مال کو قرآنی حکم کے مطابق یتامیٰ، مساکین، ضرورت مندوں اور رشتہ داروں میں بالخصوص اور ریاستی مصارف میں خرچ فرماتے تھے۔ اعزہ واقرباء میں رسول اکرم ﷺ بالعموم بنوہاشم اور بنومطلب کے دو خاندانوں کے عزیزوں کے علاوہ ان کے مساکین کو بھی دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے بزرگ تر خاندان بنوعبدمناف کے بقیہ دوارکان/بطون- بنوعبدشمس/امیہ اور بنونوفل- کو اپنی محرومی پر شکوہ سے زیادہ قلق ہوا۔ ان کے بعض عظیم شیوخ جن میں حضرت عثمان بن عفان اموی اور حضرت جبیرؓ بن مطعم نوفلی بھی شامل تھے، خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اپنے حق کے طالب ہوئے کہ وہ بھی بنوہاشم اور بنومطلب کی

Marfat.com

مانند آپ ﷺ کے اقرباء میں شامل ہیں لیکن آپ ﷺ نے ان کے مطالبہ کو مسترد فرما دیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں متحدہ خاندان تھے جنہوں نے مکی دورِ جاہلیت و اسلام میں حمایت و نصرت نبوی کا فریضہ وفاداری سے انجام دیا تھا۔ جبکہ بنو امیہ/عبدشمس اور بنو نوفل کے افراد نے اپنی انفرادی حیثیت سے تو حمایت و نصرت کی تھی مگر ان کے بطون الگ تھلگ رہے تھے۔ (۶۰)

جائداد کی واپسی

رسول اکرم ﷺ انا (حاضنہ) حضرت ام ایمنؓ- برکہ حبشیہ- کو ہجرت مدینہ کے بعد انصارِ شہر کی بیکراں فیاضی کی وجہ سے ایک باغ نخیل پر مشتمل آراضی ملی تھی جس کی ملکیت وعطا حضرت انس بن مالک خزرجیؓ کی ماں کی طرف سے تھی۔ بنوالنضیر کے اموال ملنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین سے تمام انصاری جائدادیں ان کے اصل مدنی مالکوں کو واپس دلوادیں کیوں کہ مہاجرین کو یہودی اموال سے کافی جائیداد و آراضی مل گئی تھی۔ حضرت انسؓ نے یہ خبر سنی تو اپنی جائداد کی واپسی کی خواہش ظاہر کی، حضرت ام ایمنؓ کو پتہ چلا تو خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور ماں کی حیثیت سے خوب گرجیں برسیں اور اپنی جائداد واپس کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بہتر جائداد و مال عطا فرمانے کا وعدہ کیا بلکہ دے بھی دیا لیکن وہ اس موہوبہ آراضی سے دستبردار ہونے پر کسی طرح رضامند نہیں تھیں۔ بہت مشکل سے ان کو اس پر راضی کیا گیا۔ (۶۱)

رزقِ عمالہ (تنخواہ) پر اختلاف

عہد نبوی میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو عامل مقرر فرمایا اور ان کو معاوضۂ خدمت میں مال دیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے لینے سے گریز کرتے ہوئے عرض کیا کہ اسے کسی محتاج کے حوالے کر دیجئے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے لو یہ تمہارے کام کا معاوضہ ہے۔ اس مال سے تم صدقہ وخیرات کے ذریعہ مزید ثواب کما سکتے ہو۔ حدیث بخاری: ۱۴۷۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت عمرؓ کو یوں بھی مالی عطیات دیتے

Marfat.com

رہتے تھے اور حضرت عمرؓ تامل کرتے تھے مگر ان کو بلا سوال و لالچ عطیہ ملتا تھا۔ (۶۲)

مال کی حرص و ہوس

مال کی حرص و ہوس کا ایک اہم واقعہ جو بعض حریصوں کی سماجی سوچ کا بھی آئینہ دار ہے حضرات بلالؓ و ابوموسیٰؓ کے واقعہ میں نظر آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک بدوی سے کہا کہ بشارت قبول کرو۔ اس نے کہا بشارت تو بہت دے چکے اب کچھ مال دلوایئے۔ رسول اکرم ﷺ نے دونوں اکابر صحابہ سے بشارت قبول کرنے کو کہا اور انہوں نے قبول کر لی۔ یہ بدوی کی تعلیم نبوی کا حکیمانہ طریقہ بھی تھا اور مال کی حرص و ہوس کو روکنے کا ایک ذریعہ بھی۔ (۶۳)

زکوۃ وصدقات پر اختلاف صحابہ

مال وصدقات کے بارے میں قرآن مجید نے دو طبقات کا ذکر خاص فرمایا ہے: ایک اہل ایمان وایثار جو مرضی وتقرب الٰہی کے حصول کی خاطر خوب خرچ کرتے تھے اور اپنے صدقات کو تقرب الٰہی کا باعث سمجھتے تھے۔ دوسرے جو ان کو مالی بوجھ اور زبردستی کا محصول سمجھتے تھے اور گریزاں رہتے تھے۔ اُن میں منافقین بھی شامل تھے۔ بلکہ وہی اکثریت میں تھے۔ لیکن بعض صحیح العقیدہ اور اکابر اصحاب کرام کا صدقات کے باب میں اعراض وگریز کا معاملہ تھا۔ بعض کا طرز عمل عاملین صدقات کے نزدیک قابل گرفت تھا مگر رسول اکرم ﷺ نے اس کی توجیہ فرمادی تھی۔ بہر حال اس معاملہ اختلاف کا دو طرفہ فکر و عمل نظر آتا ہے: رسول اکرم ﷺ سے اختلاف اور عامل صدقات سے اختلاف۔ (۶۴)

صدقات نہ ادا کرنے والے

۔حضرت عمرؓ عہد نبوی میں بنوطے کے عامل صدقات کے علاوہ مدینہ منورہ کے بھی عامل صدقات تھے اور ان سے زکوۃ بھی وصول کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے تمام صاحبان مال سے زکوۃ وصول کر لی مگر تین اکابر نے زکوۃ نہیں دی۔ ۱۔ابن جمیلؓ ۲۔حضرت خالدؓ ۳۔حضرت عباسؓ۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی اطلاع پر فرمایا:

Marfat.com

۔ ابن جمیلؓ تو اس لئے نہیں دیتا کہ وہ پہلے فقیر تھا اور اب اللہ نے اسے غنی کر دیا ہے مگر وہ ناشکری کرتا ہے۔

۔ خالدؓ پر تم زیادتی کرتے ہو کیونکہ انہوں نے اپنے سارے ہتھیار اللہ کے راستے میں دے دیئے ہیں۔

۔ رہے عباسؓ تو تم جانتے ہو کہ چچا باپ کے برابر ہوتا ہے، اس لئے ان کا صدقہ مجھ پر واجب ہے بلکہ اس جیسا اور بھی جو مال ہے اور وہ میں ادا کروں گا۔ (٦٥)

صدقہ کی خرید واپسی

حضرت عمرؓ نے ایک صحابی کو ایک گھوڑا دیا کہ اس پر چڑھ کر جہاد کیا کریں۔ اسی گھوڑے کو کچھ عرصہ بعد بازار میں بکتا ہوا دیکھا تو چاہا اسے خرید لیں۔ رسول اکرم ﷺ نے صدقہ کا جانور یا کوئی دوسری چیز دوبارہ خریدنے سے منع فرما دیا چاہے وہ معمولی قیمت پر ہی مل رہا ہو۔ (٦٦)

آلِ محمد پر صدقہ حرام ہے

حدیث بخاری: ۱۴۸۵ کے مطابق کھجوروں کی فصل پکنے پر اس کے صدقات خدمت نبوی میں لائے جاتے اور ڈھیر بن جاتے۔ حضرات حسنینؓ ان کھجوروں کے ڈھیر سے کھیلتے رہتے۔ ایک بار ان میں سے کسی نے ایک کھجور منہ میں رکھ لی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا: صدقہ آلِ محمدؐ پر حرام ہے۔

عاملِ صدقات کی سرزنش

۱۔ حضرت ابن اللتبیہ اسدیؓ کو رسول اکرم ﷺ نے بنو سلیم کا عامل صدقات مقرر کیا۔ وہ ان کے صدقات وصول لائے تو حساب کے مطابق رقومِ صدقات دیں اور عرض کیا کہ یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی سرزنش کی کہ عامل صدقات تحائف نہیں لے سکتا۔ (٦٧)

Marfat.com

۲۔ حضرت ولید بن عقبہؓ اموی بنوالمصطلق کے عامل صدقات تھے۔ وہ جب ان کے علاقے میں وصولیابی کے لئے گئے تو کچھ اکابر علاقہ سے باہر نکل آئے۔ حضرت ولیدؓ کو خدشہ ہوا کہ وہ مخالفت کے لئے آئے ہیں اور واپس جا کر رپورٹ دی کہ وہ لوگ صدقات دینے کے منکر ہیں۔ رسول اکرم ﷺ بنوالمصطلق کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو سوچ رہے تھے کہ بنوالمصطلق کے اکابر سفارت پر آئے کہ ہم تو ان کا استقبال کرنے نکلے تھے۔ بہرحال یہ غلط فہمی کا معاملہ تھا۔ بعد میں حضرت ولیدؓ نے ان سے اور ان کے لوگوں سے صدقات وصول کئے۔ (۶۸)

Marfat.com

معاشرتی معاملات میں اختلاف صحابہ کرام

سماجی زندگی میں طبائع کے اختلاف، فہم و دانش کے قصور، میلان و رُجحان کی کارگذاری اور دوسری بشری کمزوریوں کی بنا پر تمام انسانوں میں اختلافات و نزاعات ہوتے رہے ہیں۔ عہد نبوی کا معاشرہ اپنی تمام تر صالحیت کے باوجود بہر حال انسانی تھا۔ صحابہ کرام کی غالب اکثریت فنا کے مقام پر فائز تھی کہ رسول اکرم ﷺ کی پسند ان کی پسند تھی اور آپ ﷺ کی ناپسند ان کی ناپسند بن گئی تھی۔ مگر سماج میں بعض افراد و طبقات کچھ اسباب سے بعض سماجی اور معاشرتی معاملات میں اختلاف بھی کرتے تھے جو ان کا حق بھی تھا اور باعث خیر بھی۔ ان کے حق کے باعث خیر ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے سماجی اختلافات میں اسلامی احکام و آداب کی تشکیل و تعمیر ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے بعض اختلاف کو تسلیم کیا اور بعض کو مسترد، دونوں صورتوں میں ان کی وجوہ واقدار اور اصول بھی بیان کر دیئے۔ ان سماجی اختلافات کا ایک مختصر تذکرہ مختلف عناوین کے تحت ذیل میں کیا جا رہا ہے۔ (٦٩)

تعذیب مشرکین پر بددعا کرنے سے انکار

حضرت خباب بن ارت تمیمیؓ کی روایت ہے کہ جب کمزور مسلمانوں پر قریشی اکابر کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو وہ سب مل کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے ظالموں پر بد دعا کرنے اور مظلوموں کو عذاب سے بچانے کے لئے دعاء کرنے کی التجا کی۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن کو صبر کرنے کی ہدایت کی کہ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں، اگلے

Marfat.com

مومنین کو تو آروں سے چیر دیا گیا تھا اور تم اتنے ہی پر گھبرا گئے۔ صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ کی وضاحت و بیان کے بعد صبر کا مظاہرہ کیا۔(۷۰)

دعوتِ مشرکین قبول کرنے سے اختلاف

رسول اکرم ﷺ اپنے غیر مسلم اعزہ واقرباء کے علاوہ بعض دشمن کافروں کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے۔ مکی دور میں مشہور دشمن جان ودین ابی بن خلف جمحی کی دعوت طعام بعض لوگوں کے اختلاف و اعتراض کے باوجود آپ نے قبول فرمائی تھی۔ دراصل رسول اکرم ﷺ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر اور اپنی نرم خوئی اور صلح جوئی کے سبب ان کو برداشت کر لیتے تھے۔(۷۱)

نکاح پر اختلاف

غالباً معاشرتی معاملات میں اختلاف سب سے زیادہ نکاح اور شادی بیاہ کے مسئلہ پر ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ان میں خاندان والوں کی پسند و ناپسند، زوجین کی مرضی و نامرضی، ریت و رواج کے دباؤ اور مذہب و دین کے اختلاف جیسے اسباب زیادہ کارگذاری کرتے ہیں۔ عہد نبوی کے دونوں ادوارِ طیبہ میں ان معاشرتی معاملات میں کافی سماجی اختلاف ملتا ہے اور اس میں سے بعض واقعات رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کرام کے اختلافِ فکر و نظر کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ ان کی چند مثالیں اس معاملہ کو کافی مدلل و مستند بنا دیں گی:

دینی بھائی کی لڑکی سے شادی

عرب جاہلی معاشرے میں ممنوع تھی اور غالباً اس کا اثر اسلامی دور میں بھی ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نابالغ دختر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جب آپ ﷺ نے ایک خاتون کے ذریعہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے جاں نثار و عبقری صحابی اور صدیق امت کو بھی تامل واختلاف ہوا کہ میں تو رسول اکرم ﷺ کا بھائی ہوں اور عائشہؓ ان کی بھتیجی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے خیال کی تصحیح کی کہ بلاشبہ حضرت صدیقؓ آپؐ کے دینی بھائی ہیں

Marfat.com

لیکن ان کی دختر سے ان کی شادی ہو سکتی ہے۔ وضاحت کے بعد حضرت صدیقؓ نے پہلی نسبت کے ختم ہونے کی شرط پر اپنی مرضی کا اظہار کیا اور جب خاندانِ جبیر بن مطعم بن عدی نوفلی نے ان کی نسبت خود توڑ دی کہ عائشہ جیسی مسلم لڑکی ان کے گھر آئے گی تو اسلام بھی لائے گی لہٰذا ایسی لڑکی سے شادی نہیں کی جا سکتی، تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کا نکاح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ (۷۲) اس نکاح میں کچھ غیب کا اشارہ اور مولیٰ کی مرضی کا عندیہ بھی تھا۔

متبنیٰ کی بیوی سے نکاح

ایک اور جاہلی روایت یہ تھی کہ عرب معاشرے میں کسی لڑکے کو متبنیٰ (لے پالک) بنا لیا جاتا تھا اور اس کو حقیقی فرزند سمجھا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے قبل بعثت حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ کو غلامی سے آزاد کر کے متبنیٰ کر لیا تھا۔ مدنی دور میں جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن اور خاندان بنو جحش کے ایک عظیم فرزند کی دختر حضرت زینبؓ بنت جحش اسدی خزیمی سے کرنی چاہی تو متعدد معاشرتی اختلافات وجود میں آئے جن کا ذکر ذرا آگے ایک خاص ضمن میں آتا ہے۔ بہر حال رسول اکرم ﷺ نے سب کو رام کر کے یہ شادی کرا دی۔ فریقین بلکہ زوجین کے طبائع، مزاج، سماجی پس منظر وغیرہ کے سبب وہ زیادہ دنوں نہیں چل سکی۔ عام سیرت نگاروں نے اس فسخ نکاح کی ذمہ داری حضرت زینبؓ بنت جحش کے گرم مزاج پر ڈالی ہے لیکن قرآن مجید نکاح ختم کرنے کا ذمہ دار حضرت زید بن حارثہؓ کو قرار دیتا ہے۔ بہر حال ختم نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس ان کی شادی رسول اکرم ﷺ سے کر دی۔ اس پر جاہلی عربوں کے ساتھ ساتھ متعدد صحابہ کرام کو بھی اختلاف تھا۔ (۷۳)

سماجی اونچ نیچ کا مسئلہ

حضرت زینب بنت جحش اسدیؓ سے حضرت زید بن حارثہؓ کلبی کی شادی کے مسئلہ نے متعدد مسائل اور اختلافات کو ہوا دی۔ ان میں سے اوّلین سماجی اونچ نیچ کا مسئلہ تھا جو عرب معاشرت بالخصوص قریشی طرز فکر میں خاصا حساس و نازک مسئلہ تھا۔ وہ خاندان کی عزت،

Marfat.com

پیدائش کی بنا پر نجابت وشرافت، شریف ورذیل کے فرق اور وقار خاندان وقبیلہ کے بڑے قائل تھے۔ شادیاں وہ ہمسروں میں کرتے تھے خواہ وہ قریشی بطون وخاندان ہوں یا بدوی قبائل۔ کمتروں اور رذیلوں میں شادی ممنوع تھی۔ صحابہ کرام یوں تو مساوات وشرافت انسانی کے قائل تھے مگر شادی بیاہ میں کفاءت (کفو ہونے) کا پرانا تصور ونظریہ رکھتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش اسدیؓ سے نکاح کا پیغام حضرت زیدؓ کے لئے ان کے گھر والوں کو دیا تو ان کو اس سے سخت اختلاف ہوا کہ حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ تمام تر اوصافِ ذاتی اور محبوب نبوی ہونے کے باوجود بہر حال غلام رہے تھے لہٰذا برابر کے جوڑ نہ تھے۔ خود حضرت زینبؓ کو بھی اس رشتہ سے اختلاف تھا کہ وہ سر آسماں کسی چاند کی منتظر تھیں اور حضرت زیدؓ ان کی نظر میں خاک زمین تھے۔ (۷۴) رسول اکرم ﷺ کو اس مسئلہ سے نمٹنے اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے بہت محنت کرنی پڑی۔ وہ بہر حال دور تو ہوا مگر بادل نخواستہ۔ غلام/موالی اور سادات قریش، خاندانی اور غیر خاندانی اور شریف ورذیل کے سماجی مسئلہ پر خاصا اختلاف اور بھی معاملات میں ملتا ہے۔ ان کا ذکر وحوالہ بعض دوسرے عناوین سے آگے آتا ہے۔

ازدواجی تعلق برقرار رکھنے پر اختلاف

حضرت زیدؓ کی حضرت زینبؓ سے شادی کے باب میں اور تو اور حضرت زیدؓ کو رسول اکرم ﷺ سے بھی اختلاف تھا مگر مارے محبت کے وہ اس کا اظہار یا اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ وہ گھریلو زندگی کی ناخوشگواری کی بنا پر حضرت زینبؓ سے علیحدگی چاہتے تھے اور حضرت زینبؓ بھی اس کی خواہاں تھیں۔ مگر دونوں رسول اکرم ﷺ کی مرضی بھی چاہتے تھے جس کے لئے آپؐ راضی نہ تھے۔ حضرت زیدؓ نے تمام سمجھانے بجھانے کے باوجود بالآخر حضرت زینبؓ کو طلاق دے ہی دی۔ رسول اکرم ﷺ اس حادثہ کے عواقب کو چھپانا چاہتے تھے۔ قرآن مجید نے اسی کو لوگوں کے خوف سے تعبیر کیا ہے۔ ازدواجی تعلق کے جوڑے رکھنے پر دونوں میاں بیوی نے بالآخر اختلاف ہی کو ترجیح دی اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے اس حق اختلاف کو

Marfat.com

بالآخر تسلیم فرمالیا۔ (۷۵)

ایسا ہی ایک اختلاف زوجین حضرت بریرہؓ کے معاملہ میں ملتا ہے۔ ان کے مالک و آقا نے ان کی غلامی کے زمانے میں ان کی شادی اپنے ایک اور غلام حضرت مغیثؓ سے کردی تھی۔ اسلامی قانون کے مطابق حضرت بریرہؓ نے آزاد ہوتے ہی اپنا نکاح فسخ کردیا۔ حضرت مغیثؓ ان کی محبت میں روتے پھرتے اور فریاد کرتے رہتے تھے۔ لیکن حضرت بریرہؓ کا دل کسی طرح نہ پسیجا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے بھی ان کی سفارش کروائی۔ حضرت بریرہؓ کا موقف اختلاف بڑی حکمت رکھتا ہے۔ سفارش نبوی پر انہوں نے سوال کیا: کیا یہ حکم نبوی ہے؟ فرمایا نہیں، صرف مشورہ وسفارش۔ حضرت بریرہؓ نے عرض کیا تو پھر میں تعمیل سے مجبور ہوں۔ حق اختلاف اسی طرح باقی رہا۔ (۷۶)

دخترِ نبوی پر سوت کی ممانعت

عرب اسلامی معاشرے میں تعدد ازواج کی اصلاح کے باوجود چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کی اجازت تھی۔ متعدد صحابہ کرام کی ایک سے زیادہ بیویاں بیک وقت ہوتی تھیں۔ ازواج مطہرات کا معاملہ استثنائی اور خصوصی تھا۔ ایسا ہی ایک اور خصوصی معاملہ سامنے آیا۔ حضرت زینبؓ بنت رسول اکرم ﷺ شوہر حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع عبشمی اور حضرت ذوالنورین عثمان بن عفان امویؓ نے حضرت رقیہؓ اور ان کے بعد حضرت ام کلثومؓ کی زندگی میں دوسری شادی کا خیال بھی نہیں کیا۔ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اکرم ﷺ سے حضرت علیؓ کی شادی کے ایک مدت بعد۔ فتح مکہ کے بھی بعد۔ حضرت علیؓ نے مشہور دشمن اسلام ابوجہل مخزومی کی مسلم دختر حضرت جویریہؓ سے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ کو اس ارادہ کی خبر ملی تو سخت اختلاف فرمایا بلکہ برسرعام خطبہ ارشاد فرمایا: ''بنت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بنت دشمن اسلام'' جمع نہیں کی جاسکتی کہ وہ خلاف مصالح ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی صراحت فرمادی تھی کہ میں کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال نہیں ٹھہرا رہا: ''وانی لست احرم حلالاً، ولا

Marfat.com

احلل حراماً..." حضرت علیؓ اور ان سے زیادہ رسول اکرم ﷺ کو اس مشکل سے بچانے کا عملی اقدام حضرت عتابؓ بن اسید اموی نے کیا اور انہوں نے حضرت جویریہؓ بنت ابوجہل مخزومی سے خود شادی کر لی اور فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو صرف راحت پہنچانے کے لئے یہ نکاح کیا ہے۔ (۷۷) اس پورے معاملہ میں اختلاف کی متعدد جہات اور کئی دقیق نکات ہیں جن کی تفہیم کے بغیر اختلاف کی حقیقت واضح نہ ہوگی:

۱- حضرت فاطمہؓ نے خود آ کر رسول اکرم ﷺ سے شکایت کی تھی کہ علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔

۲- ان کا ایک تمہیدی جملہ مزاج نبوی کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے پہلے کہا تھا کہ آپ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی خفا نہیں ہوتے۔

۳- حضرت علیؓ نے بنت ابوجہل سے شادی کا پیغام رسول اکرم ﷺ کی اجازت و علم کے بغیر بھیجا تھا۔

۴- البتہ ہشام بن مغیرہ کے خاندان والے اس پیغام رسانی کے بعد اجازت نبوی حاصل کرنے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

۵- رسول اکرم ﷺ نے اس کے بعد خطبہ دیا اور اس میں اپنے بڑے داماد حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع کی تعریف کی کہ انہوں نے خوب نباہا۔

۶- حضرت فاطمہؓ کو اس مجوزہ نکاح سے تکلیف پہنچی لہٰذا آپ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا البتہ حضرت فاطمہؓ کو طلاق دینے کے بعد مجوزہ نکاح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

بعض امور دنیا میں اختلاف

اگرچہ اسلام میں دین و دنیا کے معاملات کے درمیان خط تفریق کھینچنا اور دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا مشکل ہے تاہم بعض کاموں کو رسول اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے امورِ دنیا فرمایا۔ ان میں اختلاف صحابہ اور اس سے اتفاق نبوی کا ذکر ملتا ہے۔

Marfat.com

بالعموم کھجور کے نر و مادہ درختوں میں قلم لگانے کا واقعہ اس ضمن میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے مالکان کھجوروں کے باغات کے مالک اور کاشتکاران دونوں کو ملا کر قلمیں لگاتے تھے جن کی وجہ سے پیداوار عمدہ آتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے کسی وجہ سے منع فرما دیا۔ اس برس پیداوار بہت خراب رہی۔ آپ ﷺ نے اپنی ممانعت واپس لے لی اور قلم لگانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنے امور دنیا کو بہتر جانتے ہو: "اَنْتُمْ أعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ" دراصل یہ مسئلہ زراعت کے فن اور اس کی باریکیوں اور عملی تجربوں سے تھا جن کا انصار کو خاص علم تھا۔ (۷۸)

ایسے واقعات میں فوجی معاملات کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے اور بعض دوسرے اختلافات کو بھی مثلاً

— حضرت ام سلیم بنت ملحان خزرجیؓ کی ایک خادمہ بچی خدمت نبوی میں کسی کام سے آئی تو آپ نے اس کو عمر نہ بڑھنے کی دعا دی، بچی روتی ہوئی اپنی مالکہ کے پاس واپس گئی کہ میں اب اتنی ہی رہ جاؤں گی۔ حضرت ام سلیمؓ اس کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوئیں اور معاملہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری بددعا دعا بن جاتی ہے کہ میرے رب کا مجھ سے یہی وعدہ ہے۔ (۷۹)

— مزاح نبوی کے متعدد واقعات کو بھی اسی زمرے میں بیان کیا جاسکتا ہے: ۱- آپ ﷺ کی انا حضرت ام ایمنؓ نے اپنی سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ ﷺ نے مزاحاً فرمایا کہ میں تو اونٹنی کا بچہ عطا کروں گا۔ وہ تہہ تک نہ پہنچ سکیں اور ناراض ہوگئیں، حقیقت جانی تو ہنس پڑیں۔ (۸۰)

— ایک بڑھیا نے جنت میں جانے کی دعا کے لئے درخواست کی۔ فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی۔ وہ روتی بلکتی واپس ہوئی تو اسے بلا کر فرمایا کہ جنت میں ہر شخص جوان ہو کر جائے گا۔ (۸۱)

Marfat.com

— شبلی اور محب طبری نے دوسرے واقعات مزاح کو بھی نقل کیا ہے اور ان میں محب طبری کی فصل بہت مفصل ہے۔ (۸۲)

مشوروں میں اختلاف آراء

اللہ تعالیٰ کے حکم و فرمان پر رسول اکرم ﷺ بیشتر بلکہ تمام امورِ امت پر مشورے کرتے تھے اور صحابہ کرام اپنی اپنی فکر کے مطابق مشورے دیتے تھے۔ ان میں بسا اوقات فکر و نظر، فہم و بصیرت اور تجربہ و مہارت کی بنا پر اختلاف آراء بھی ہو جاتا تھا جو ناگزیر بھی تھا۔ ان کی رائیں اور مشورے کبھی دو اور کبھی دو سے زیادہ ہوتے تھے۔ ان پر کبھی کبھی اختلاف کرنے والوں کے درمیان بحث و تمحیص یا مناقشہ بھی ہو جاتا تھا۔ اختلاف کا حق اور رائے و مشورہ دینے کا حق دونوں مسلم تھے اور اختلافی فکر و مشورہ کے حاملین بھی اس کے پوری طرح قائل اور ان پر عامل تھے۔ تندی اور تیزی اور گرمی اور خفگی کو پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ اور ایسا کرنے والے بہرحال نادم ہوتے تھے اور فریق مخالف سے معذرت و معافی مانگتے تھے۔ (۸۳)

رسول اکرم ﷺ اُن کے مختلف مشوروں یا رنگارنگ تجویزوں میں سے کوئی ایک قبول فرمالیتے تھے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ نے کوئی ایک رائے یا مشورہ قبول نہیں فرمایا اور اپنے عزم و صلابت اور نبوی فراست سے فیصلہ فرمایا جسے تمام صحابہ کرام بخوشی تسلیم کرتے تھے۔ الٰہی ہدایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے تو پابند تھے مگر ان کے مشوروں کو قبول کر لینے یا جوں کا توں تسلیم کرنے کے پابند نہ تھے۔ بہرحال ان نبوی مجالس شوریٰ کے گوناگوں مشوروں، رایوں، تجویزوں اور فکروں میں فرق تو ہوتا تھا مگر وہ کبھی اختلاف نہیں رہتا تھا کیونکہ آخری فیصلے کے بعد اختلافی رائے والے متفق ہو جاتے تھے۔ لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے نقطۂ نظر اور موقف سے بھی دستبردار بھی ہو جاتے ہوں۔ (۸۴)

— مثلاً قریشی اسیرانِ بدر کے قتل کرنے کے موقف کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ مضبوط و مستحکم رہے۔ ان کی فکر و فراست میں وہی تجویز صحیح تھی، اگرچہ فیصلہ نبوی

Marfat.com

کے بعد بلاچون وچرا وہ قیدیوں کے زرفدیہ پر رہائی اور آزادی کے مشورہ سے متفق ہو گئے تھے۔(۸۵)

–ازواجِ مطہرات کے حجاب خالص اوران کے گھروں سے باہر نکلنے پر وہ سخت موقف کے حامل تھے اور اسی کو ضروری سمجھتے تھے مگر نبوی اجازتوں اور اسلامی سہولتوں کو اطاعت رسول ﷺ میں بادل نخواستہ قبول کرلیا تھا۔(۸۶)

–عیدین، عاشوراء اوردوسری تقریبات شادی پر حضرت عمرؓ بلکہ حضرات شیخینؓ موسیقی اور غنا کے باب میں متفق تھے کہ ان کی سرے سے اجازت نہ ہونی چاہئے اور مزامیر کو آلات شیطان قرار دے کر ان کی بارگاہ نبوی میں موجودگی کو حیرت انگیز سمجھا۔ رسول اکرم ﷺ کی موقعہ محل کی مناسبت اور انسانی فطرت کی طلب مسرت کی بناپر وہ اجازت نبوی سے متفق ہو گئے تھے۔(۸۷)

–طلائی انگوٹھی کے استعمالِ صحابہ کرام سے متعدد صحابہ کرام بشمول حضرت عمر فاروقؓ اختلاف رکھتے تھے خاص کر حضرت براء بن عازبؓ کے مستقل استعمال خاتم سے، تاہم وہ اپنے موقف پر جمے رہے اور دوسروں کو اس سے متفق کرنے کی کوشش کرتے رہے اور کہیں کامیاب بھی ہوئے اور کہیں ناکام بھی۔ اس باب میں یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ انگوٹھی جیسی تھوڑی مقدارِ طلا کے جواز سے ان کے استعمال کرنے والے صحابہ کرام بھی دستبردار نہیں ہوئے تھے۔اس مسئلہ میں خاص کر صریح حدیث اور تعامل بعض صحابہ کرام کا اختلاف دوسروں کے استنباط واطلاق سے ہوا تھا۔(۸۸)

–ریشمی لباس پر بھی اسی طرح کا ایک مشورہ بلا طلب ملتا ہے۔ مسجد نبوی کے دروازے پر عمدہ حلے بکتے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے رسول اکرم ﷺ کو مشورہ دیا کہ ایک ریشمی جوڑا/ حلہ آپ بھی خرید لیں اور جمعہ اور وفود کی آمد پر اس کو پہنا کریں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے انکار کردیا کہ وہ متقین کے لے مناسب نہیں (۸۹) دونوں کے نزدیک اپنی اپنی

Marfat.com

مصالح تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اخروی زندگی کی ترجیح کا اظہار فرما رہے تھے۔
- دوسرا واقعہ اس سے متعلق ہے مگر اختلاف کا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان (عمرؓ) کو ایک ریشمی جوڑا ہدیے میں دیا تو وہ فوراً حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے تو منع کیا تھا مگر مجھے کیوں بھجوا دیا۔ فرمایا کہ تمہارے پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ اپنے کسی عزیز کو ہدیہ کر دو۔ حضرت عمرؓ نے وہ حلہ ریشمی مکہ میں مقیم اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔ اسی طرح دوسرا حلہ دیا تھا جو بکوا دیا اور اس کی رقم سے استفادہ کا موقعہ دیا۔ (۹۰)
- ایسا ہی ایک اور واقعہ حضرت علیؓ کے بارے میں ملتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو ایک ریشمی حلہ دیا جسے انہوں نے پہن لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر شدید ناراضی کا اظہار فرمایا۔ حضرت علیؓ نے فوراً اس ریشمی لباس کو گھر کی خواتین میں بانٹ دیا۔ (۹۱)

امام بخاری اور دوسرے محدثین و شارحین نے ان سب معاملات کے بارے میں متعدد ابواب باندھے ہیں جن میں حدیثیں لائے ہیں۔ ان کے بعض ابواب اصولی باتیں بھی بتاتے ہیں جیسے مردوں کے لئے ریشم پہننے کے ترجمۃ الباب میں یہ اضافہ ہے کہ اس کی کتنی مقدار جائز ہے: ''لبس الحریر للرجال' وقدر مایجوز به'' لباسِ ریشم اور لباسِ فاخر دونوں کے بارے میں ایسے ابواب واصول ان میں ملتے ہیں۔ اسی طرح حجاب، پردہ، سونے کی انگوٹھی وغیرہ کے بارے میں بھی مقدار جائز'' کا ذکر ملتا ہے جس پر بحث محاکمہ میں آتی ہے۔ مفصل بحث کے لئے خاکسار کی ضخیم کتاب ''عہد نبوی کا تمدن'' کا متعلقہ باب ملاحظہ ہو۔

سوالات صحابہ کرام

صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ سے مختلف قسم کے سوالات پوچھا کرتے تھے اگرچہ محتاط واکابر صحابہ ان سے گریز کرتے تھے۔ یہ سوالات مختلف معاشرتی، دینی، مالی اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے متعلق ہوتے تھے اور آپ ﷺ ان کے جوابات بھی عطا فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سوالات کی نوعیت پریشان خاطری کی ہوتی تھی اور وہ کثرت اور بلاوجہ سوال کرنے کے

Marfat.com

خاص جذبے اور عادت کی بنا پر ہوتی تھی۔ ان پر رسول اکرم ﷺ غصہ اور ناراضی کا اظہار فرماتے تھے جو آپ ﷺ کے اختلاف کو اجاگر کرتا تھا۔ (۹۲) اس قسم کے بعض واقعات کو ذیل میں برائے غور وفکر پیش کیا جاتا ہے:

—صحابہ کرام کے سوالات کی کثرت پر رسول اکرم ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہو پوچھو''۔ ایک شخص نے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون تھے۔ آپ نے فرمایا: وہ حذافہ تھے۔ دوسرے نے بھی اپنے باپ کا نام پوچھا: آپ نے فرمایا: سالم۔ لوگ اسی طرح سوالات کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ غیظ وغضب نبوی دیکھ کر دو زانو بیٹھ گئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہیں، اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں'' رسول اکرم ﷺ کا غصہ فرو ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ وغیرہ کے والد کے بارے میں بعض لوگوں کو غلط فہمی تھی اور ان کو اس سے تکلیف پہنچتی تھی لہٰذا زبان رسالت مآب سے اس کی تصدیق کرائی اور لوگوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔ اس تصدیق نبوی کے واقعہ کے بعد حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کی ماں نے فرزند کو سخت سست کہا کہ تو نے ایسا سوال کر کے اپنی ماں پر الزام لگایا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے ان سے اختلاف کر کے تصدیق نبوی کی اہمیت بتائی۔ (۹۳)

—رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو مال دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص زہریؓ سوال کر بیٹھے: یا رسول اللہ آپ نے اس شخص کو مال نہ دیا مگر میں اُسے تو مومن سمجھتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ فرمایا: مومن یا مسلم؟ حضرت سعد خاموش ہو گئے۔ زیادہ دیر تک خاموش نہ رہ سکے اور دوسری بار بلکہ تیسری بار یہی سوال کیا اور وہی جواب پایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد میں جس شخص کو کچھ نہیں دیتا وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو کچھ دیتا ہوں۔ اور اس شخص کو اس لئے دیتا ہوں کہ وہ مفلسی کی وجہ

Marfat.com

سے مرتد نہ ہو جائے۔(۹۴)

—— سوالات صحابہ کرام کی نوعیت مختلف ہے: کچھ بلکہ بیشتر سوالات کا تعلق دین و شریعت کے احکام کے بارے میں ہوتا تھا۔ جیسے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی بیماری میں اپنی بیٹی کے لئے ترکہ کے بارے میں سوالات کئے تھے۔

—— حدیث بخاری: ۵۲۹۲ میں گمشدہ بکری (ضالۃ الغنم)، گمشدہ اونٹ (ضالۃ الابل) اور لقطہ (گری پڑی چیز) کے بارے میں صحابہ کرام کے سوالات کرنے اور آپ ﷺ کے جوابات دینے کا ذکر ہے اور اس میں آپ ﷺ کے غصہ اور ناراضی کا بھی ذکر ہے۔

—— بہت سے سوالات کا تعلق کسی نہ کسی معاشرتی معاملہ سے ہوتا تھا خواہ ان کا تعلق نبوی زندگی سے ہو یا صحابہ کی زندگی سے مثلاً حضرت عمرؓ نے واقعہ ایلاء کے بارے میں خانہ نبوی پر جا کر سوالات کئے تھے۔

—— کچھ سوالات کسی فرمان نبوی اور ہدایت ربانی کی تشریح کے لئے پوچھے جاتے تھے۔ بعض کا تعلق باہمی تعلقات اور مزاج شناسی سے ہوتا تھا۔ ان سوالات کی نوعیت کو محدود کرنا بہت مشکل ہے۔(۹۵)

—— حدیث بخاری: ۴۶۲۲ میں حضرت ابن عباسؓ کے مطابق کچھ لوگ بطور استہزا رسول اکرم ﷺ سے سوالات کرتے تھے کہ میرا باپ کون ہے اور میرا گمشدہ اونٹ کہاں ہے؟ وغیرہ۔ یہ منافقین کا طرزِ عمل تھا۔

صحابہ کرام کے بلا طلب مشورے

عہد نبوی کے بہت سے واقعات ہیں جن کے مطابق صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کو بلا طلب وخواہش نبوی مشورہ دیتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک اعلان مرحمت فرمایا یا کوئی رائے ظاہر کی یا کسی بشارت کا اظہار کیا اور بعض صحابہ نے اس سے اختلاف کیا اور رسول اکرم ﷺ کو اس کے خلاف کسی مصلحت عامہ سے مشورے دئے اور

Marfat.com

آپ ﷺ نے وہ قبول فرمالئے اور اپنی رائے بدل دی یا اعلان واظہار موقوف کرا دیا۔ بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے بلا طلب مشوروں پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔ ان تمام صورتوں میں بہر حال فکر نبوی سے اختلاف صحابہ کی ایک صورتِ شائستہ نکلتی ہے جو اختلافات کی ایک اور نوع کو اجاگر کرتی ہے۔(۹۶)

بشارت نبوی کے اعلان کے خلاف مشورہ

رسول اکرم ﷺ نے ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے نعلین مبارک بطور نشانی عنایت فرمائے اور ہدایت کی کہ ''ہر اس شخص کو جو اللہ پر کامل ایمان وایقان رکھتا ہو اسے جنت کی بشارت دے دو''۔ حضرت ابو ہریرہؓ اس باغ وقیامگاہ نبوی سے باہر نکلے تھے کہ حضرت عمرؓ سے ان کی ملاقات ہوگئی اور جیسے ہی ان کو اعلانِ بشارت کا علم ہوا وہ حضرت ابو ہریرہؓ کو زبردستی واپس خدمت نبوی میں لائے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کی زیادتی کی شکایت بھی کی اور زور زبردستی واپس لانے کا قصہ بھی سنایا۔ حضرت عمرؓ نے رسول اکرم ﷺ کے استفسار پر عرض کیا کہ اعلان بشارت روک دیجئے ورنہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ آپ ﷺ نے ان کا مشورہ قبول کر لیا اور حضرت ابو ہریرہؓ کو اعلانِ مسرت وبشارت سے روک دیا۔ حضرت عمرؓ کے زور زبردستی پر بھی کچھ نہ کہا۔ اس مشورے کی بہت اہم جہات ہیں جن پر بحث آخری تجزیہ میں آئے گی۔(۹۷) یہاں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اہل ایمان کے لئے جنت کی ضمانت بھری بشارت بھی موجود تھی اور اب بھی موجود ہے مگر اس کے اعلان واظہار پر روک لگانے پر صحیح اسلامی طریقہ واضح کیا گیا۔

درخت نہ کاٹنے کا مشورہ

غزوہ بنی النضیر میں جب یہودی اپنے قلعوں میں محصور ہوگئے تو ان پر دباؤ ڈالنے کیلئے آپ ﷺ نے ان کے کھجوروں کے باغوں (باغ ہائے نخیل) کے بعض درخت کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے درختوں کی کٹائی دیکھی تو رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ایسا نہ کریں، اس میں ہمارا ہی نقصان ہے۔ آپ ﷺ نے ان کا مشورہ مان لیا۔ قرآن مجید نے

Marfat.com

دونوں طریقوں کی حکمت بتائی ہے۔ (۹۸) اور دونوں کو اذنِ الٰہی قرار دیا ہے۔

اونٹ ذبح نہ کرنے کا مشورہ

جنگ تبوک کے دوران زادراہ یا سامان رسد کی کمی کے سبب بعض صحابہ کرام نے اپنے اونٹوں کو کھانے کے لئے ذبح کرنے کی اجازت مانگی اور آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے خلاف مشورہ دیا کہ اس صورت میں سواری کے جانوروں کی کمی ہو جائے گی لہٰذا بچے کھچے سامان رسد پر برکت کی دعاء کیجئے اور کھانے کا انتظام کیجئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے دونوں مشورے مان لئے۔ (۹۹)

غلام و باندی کی تقسیم وعطا

غزوۂ خیبر کے اسیروں میں سے کسی باندی کو لے لینے کی درخواست حضرت دحیہ کلبیؓ نے قبول فرمالی اور انہوں نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کر کے لے لیا۔ ایک صحابی نے خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے سرداروں کی دختر کو دحیہؓ کے حوالے کر دیا۔ وہ آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی کے لئے موزوں نہیں۔ حضرت دحیہؓ کو رسول اکرم ﷺ نے بلا کر کسی دوسری باندی کو لے لینے کو کہا اور ان کے انکار و تامل پر حضرت رسول اکرم ﷺ نے سات باندیاں دے کر حضرت صفیہؓ کو ان سے خرید لیا اور پھر بعد میں صحابہ ہی کے مشورے پر ان سے آپ ﷺ نے نکاح فرمالیا۔ (۱۰۰)۔ اس پورے واقعہ میں دو اہم نکات قابل لحاظ ہیں: ایک حضرت دحیہؓ کا تجویز نبوی ماننے میں تامل، دوسرے صحابہ کرام کے مشورے ہی پر حضرت صفیہؓ سے آپ کا نکاح۔

نکاح کی فرمائش

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کی بہن عزہؓ سے نکاح کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لیے حلال نہیں، تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔ (۱۰۱) حدیث/احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دیگر خواتین

Marfat.com

نے بھی بلا طلب مشورے کے طور پر اپنی بہن اور بیٹیوں سے نکاح کرنے کی درخواست رسول اکرم ﷺ سے کی تھی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے بعض دوسری خواتین کے ساتھ اپنا نفس آپ ﷺ کو ہبہ کیا تھا مگر آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا۔ (۱۰۲)

پردہ اور حجاب کے بارے میں مسلسل مشورہ فاروقی

صحیحین کی احادیث اور ان کی شروحِ شارحین سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ رسول اکرم ﷺ سے بار بار ازواج مطہرات کے حجاب و پردے کے سخت احکامات کے نفاذ پر اصرار کرتے رہے تھے لیکن رسول اکرم ﷺ نے پردہ کا حکم دیا اور نہ حضرت عمرؓ کا مشورہ مانا۔ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ ان کو حجاب پر بار بار مشورہ دینے سے روکا بھی نہیں اور جب احکام حجاب آگئے تو بھی حضرت عمرؓ کے بعض اور بلا طلب مشوروں کو نہیں تسلیم کیا۔ (۱۰۳)

صحابہ کرام کی تعریف و تحسین

صحابہ کرام بسا اوقات اپنے رفقاء و اعزہ کی تعریف و تحسین کر دیتے تھے جس سے آپ ﷺ کو اختلاف تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایسے کلمات کہہ گذرتے یا صفات بیان کر جاتے جن کا علم ان کو نہ ہوتا تھا، وہ صرف ان کے گمان و حسن ظن پر مبنی ہوتے تھے:

- حضرت ام العلاء انصاریہؓ نے اپنے مہمان حضرت عثمانؓ بن مظعون جمحی کی وفات پر ان کو بزرگ قرار دے کر تعریف کی۔ آپ ﷺ نے ان کو منع کیا۔ اس واقعہ میں یہ بھی اہم نکتہ ہے کہ حضرت عثمان جمحی حضرت ام العلاءؓ کے گھر میں ہی بطور مہمان رہتے تھے اور وہیں وفات پائی تھی۔ (۱۰۴)

- صحابہ کرام کی باہمی تعریف و تحسین کے واقعات کافی ہیں اور ان کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔ ان میں سے کسی میں صحابہ کی طرف سے اپنے دوستوں، عزیزوں اور رفیقوں کی تحسین و توصیف کا اقدام ملتا ہے اور کبھی رسول اکرم ﷺ کی طرف سے استفسار پر ان

Marfat.com

کی تعریف ملتی ہے۔ بسا اوقات وفات کے بعد مرحومین کی تعریف و تحسین کا ذکر زیادہ ملتا ہے کہ وہ فطری بھی ہے اور اسی کی اسلامی تعلیم بھی ہے۔ ایسی تحسین شناسی بھی بلا طلب مشورے یا مجلسی زندگی کے اظہار میں آسکتی ہے۔ (۱۰۵)

تنقید وطنز

بعض گناہوں کی سزا بھگتنے یا اس کے ارتکاب پر بعض اصحاب ایسے مجرموں پر طنز و تعریض کرتے یا لعنت بھیجتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ اچھی صفات کے مالک تھے یا توبہ کر کے سزا کے بعد مغفرت کے مستحق ہو چکے تھے:

- حضرت عبداللہؓ حمار کے لقب کے ساتھ مشہور تھے۔ وہ شراب کے عادی تھے۔ ان کو شراب نوشی کے الزام و جرم میں مار پیٹ کی سزا دی جاتی تھی۔ ایک بار بعض صحابہ نے ان پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر لعنت نہ کرو کہ ان کے دل میں اللہ ورسول کی محبت موجود ہے اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ (۱۰۶)
- حضرت ماعزؓ کی سنگساری کے بعد بعض حضرات نے ان کے بارے میں سخت الفاظ کہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھوں نے ایسی توبہ کی ہے اگر پوری امت پر تقسیم کر دی جائے تو سب ہی کے لئے کافی ہو جائے۔ بالکل یہی واقعۂ اختلاف حضرت غامدیہؓ کے بارے میں بھی آتا ہے۔ (۱۰۷)
- حضرت عتبانؓ بن مالک کے گھر سماجی زیارت کے دوران محلّہ کے لوگ جمع ہو گئے اور حضرت مالک بن الدخشنؓ کی عدم موجودگی پر بعض لوگوں نے ناراضی ظاہر کی اور ان کو منافق کہا اور اللہ ورسول کی محبت سے خالی بتایا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو منع کیا کہ وہ مومن ہیں اور انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ (۱۰۸)

Marfat.com

ازواج مطہرات کا اختلاف

تعددِ ازواج ایک مردانہ رعائت ہے تو متعدد سماجی اختلافات اور معاشرتی نزاعات کو جنم دینے والی مصیبت بھی۔ عہد نبوی کے عرب معاشرے میں اس کی تمام قباحتوں کے باوجود عدل وانصاف کی شرط پر ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کی اجازت دی گئی تھی اور اسلامی معاشرے میں بھی وہ اسی طرح مشروط اجازت ہے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ تعدد ازواج محض اجازت ہے، اسے سماجی رعائت، مردانہ فطرت گونا گونی کی تسکین اور ایک ناگزیر بلکہ ناپسندیدہ مروت بھی کہا جاسکتا ہے۔ وہ اسلامی قانون نہیں ہے۔ اس لئے تعددِ ازواج سے سماجی اختلافات تو جنم لیتے ہی ہیں شوہر اور ان کی ازواج کے درمیان بھی تعلقات کافی متاثر ہوتے ہیں۔ (۱۰۹)

رسول اکرم ﷺ کے تعدد ازواج کا معاملہ خاص رعایت الٰہی پر مبنی تھا اور وہ اسلام و امت کی مصالح کی بھی رعایت تھی تاہم رسول اکرم ﷺ کو اس کے متعدد مسائل، نزاعات و اختلافات سے دوچار ہونا پڑا اور ازواجِ مطہرات کے درمیان تو اختلافات ونزاعات کا ایک مسلسل سلسلہ تھا جو تازندگی چلتا رہا۔ سماجی لحاظ سے ازواج مطہرات کے معاملہ میں رسول اکرم ﷺ کا ازدواجی اسوہ قائم ہونا تھا۔ اسی طرح ازواج کے درمیان باہمی تعلق ورشتہ کا ایک ماڈل (Model) اور مثال کا قیام بھی مقصود ومطلوب تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ازواجِ مطہرات کا تعلق خاطر ایک عنوان محبت تھا تو ازواجِ مطہرات کے درمیان باہمی ارتباط دوسرا

Marfat.com

عنوان الفت ومحبت۔ اردو زبان وادب میں ''سوتیاڈاہ'' کی ایک کرخت اور ناپسندیدہ روایت ہے جو اکثر و بیشتر ظلم وزیادتی تک لے جاتی ہے کہ اقدار سے محروم ہے۔ ازواجِ مطہرات کے باہمی تعلقات اور رسول اکرم ﷺ سے ان کے روابط نے ''سوتیا چاہ'' کی نئی اسلامی روایت اور نبوی قدر کی طرح ڈالی تھی۔ (۱۱۰)

اصل مسئلہ یہ نہیں تھا کہ رسول اکرم ﷺ ان کے ساتھ عدل وانصاف نہیں فرماتے تھے۔ ازواجِ مطہرات تو خیر اس کی قائل ہی تھیں، دشمنانِ دین و دانش بھی ایسے اعلیٰ معیارِ انصاف وعدل کی مثال لانے سے قاصر ہیں۔ یہاں بھی اسوہ کاملہ ہی تھا۔ معاملہ دراصل تعلق خاطر کا تھا کہ ہر زوجہ مطہرہ فطری طور سے رسول اکرم ﷺ کی ذات عالی صفات کو اپنے اور اپنی محبت کے لئے خاص کرنا چاہتی تھی۔ دلی تعلق اور خاطر کے اندرون میں موجزن محبت کے سوتوں پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا تاہم رسول اکرم ﷺ اس کا اظہار کر کے اسوہ کاملہ کو رسوا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ازواج مطہرات کے اپنے دلوں میں ''سوتیا چاہ'' کے موبزن چشموں نے ان کو باہمی اختلافات پر بھی آمادہ کیا تھا اور بسا اوقات وہ رسول اکرم ﷺ سے ازدواجی بلکہ ازواجی اختلاف کرتی تھیں۔ یہ دل پذیر باب متعدد مثالوں اور ان پر علمی بحثوں کا تقاضا کرتا ہے۔ (۱۱۱)

- ''سوتیاچاہ'' کا ایک عجیب وغریب اور انتہائی محبت آگیں مظاہرہ اس طرح ہوا کہ ازواجِ مطہرات کے دو خیمے بن گئے: ایک خیمہ یا جماعت ازواج کی سربراہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تھیں اور ان کے ساتھ دوسری ازواج تھیں: حفصہ صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن۔ دوسری حریف جماعت کی صدارت وامارت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تھی اور ان کی مؤید ازواج تھیں: جویریہ، زینب، ام حبیبہ، میمونہ رضی اللہ عنہن۔ ان کے باہمی اختلاف کا مرکزی نقطہ رسول اکرم ﷺ تھے اور دونوں کا اصرار تھا کہ ان سب کو عدل وانصاف کے ساتھ برابر کی توجہ اور تعلق بھی ملے۔ ان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف رسول اکرم ﷺ

Marfat.com

کے خاص میلان اور دلی رجحان سے اختلاف تھا، ورنہ باہم ان میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں جماعتوں بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مخالف جماعت کو اس اختلاف اور الجھن سے نکالنے کی کوشش کی لیکن دل کی لگی کہیں نکلتی ہے؟ لہٰذا اس کے مختلف مواقع پر بلکہ تا حیات طیبہ بڑے البیلے مظاہرے اور محبت آگیں اظہارات ہوتے رہے۔ (۱۱۲)

۔حضرت ام سلمہؓ نے انفرادی طور سے کئی بار رسول اکرم ﷺ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ترجیح دینے کی شکایت کی تاہم آپ ﷺ ان کی اس شکایت سے اتفاق نہیں کرتے اور ان کو سمجھا بجھا کر ہر بار واپس کر دیتے۔

۔تمام ازواجِ مطہرات نے حضرت ام سلمہؓ کی قیادت میں رسول اکرم ﷺ سے اس باب میں بات چیت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عائشہؓ کے بارے میں تنگ کرنے سے منع فرمایا۔

۔حریف جماعت نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معاملے میں حضرت فاطمہؓ بنت رسول اکرم ﷺ کو اپنا وکیل بنا کر خدمت اقدس میں بھیجا۔ رسول اکرم ﷺ نے بقول شبلی ان سے فرمایا "جان پدر کیا تم اس کو نہیں چاہتیں جس کو میں چاہتا ہوں"۔ جناب سیدہؓ کے لئے اتنا کافی تھا۔ واپس جا کر ازواج مطہرات سے کہا کہ میں اس معاملہ میں دخل نہ دوں گی"۔ حدیث کی بعض روایات میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ مجھ کو عائشہؓ کے معاملہ میں تنگ نہ کرو اور وجہ خاص بھی بیان کر دی کہ سوائے عائشہؓ کے اور کسی زوجہ کے لحاف میں وحی مجھ پر نہیں اتری۔ یہ وجہ خاص بھی ہے اور وجہ ترجیح بھی، اس کی متعدد جہات ہیں۔

۔حضرت زینب بنت جحش اسدیؓ کو ہمسری کا دعویٰ بھی تھا اور اس کا ناز بھی کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں اور اس امر واقعہ پر فخر بھی کہ ان کی شادی براہِ راست اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ ان کے علاوہ ان کے اوصاف حمیدہ ان کے فخر ومباہات کے لئے کافی تھے۔ حضرت فاطمہؓ کی سفارت کے بعد وہ وکیل جماعنت بن کر آئیں اور بہت شدومد اور

Marfat.com

دلائل کے ساتھ اپنی جماعت کا موقف رکھا۔ حضرت عائشہؓ موجود تھیں، ان کی بات سنتی اور چہرہ انور ﷺ کی طرف بار بار دیکھتی رہیں اور منشائے نبوی پا کر حضرت زینبؓ کی ایک ایک دلیل کے پرخچے اڑا دیئے۔ حضرت زینب لاجواب اور حیران و ششدر رہ گئیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیوں نہ ہو! عائشہ ابوبکر کی دختر ہے۔ دونوں فصیح البیان تھے۔ (۱۱۳)

براہ راست رسول اکرم ﷺ سے ازواج مطہرات کے ایک انتہائی محبت آگیں اختلاف کا واقعہ ورق دل پر لکھنے کے لائق ہے۔ صحابہ کرام خاص کر رسول اکرم ﷺ کے پڑوسی انصاری صحابہ عظام رسول اکرم ﷺ کے لئے روزانہ کھانے کے خوان بھیجا کرتے تھے اور وہ اس زوجہ محترمہ کے گھر میں آتے تھے جس میں رسول اکرم ﷺ کا ان کی باری پر قیام ہوتا تھا تاہم آپ ﷺ تمام ازواج کو اس میں شریک کرتے۔ حضرات صحابہ رسول اکرم ﷺ کے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف میلان محبت کے راز سے واقف تھے کہ خود بھی صاحبان اسرار محبت تھے، اس لئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں رسول اکرم ﷺ کی شب بسری کے دن خوانوں کی جھڑی لگ جاتی اور اتنی کثرت سے آتے کہ دوسری ازواج مطہرات کی ''باریوں'' کے زمانے میں نہ آتے تھے۔ اس نے ازواج مطہرات کو شکایت و اختلاف کرنے پر مجبور کر دیا اور انہوں نے متحدہ طور سے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اختلاف کا اظہار کیا اور تجویز رکھی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کو ہدایت فرمائیں کہ دوسروں کی باری پر اسی طرح جھڑی لگایا کریں یا حسب معمول حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر بھی اسی طرح بھیجا کریں۔ آپ ﷺ نے ان کی تجویز قبول نہیں فرمائی کہ ہدایا علامات محبت ہیں اور ان کے سیل پر بند نہیں باندھا جا سکتا۔ ازواج مطہرات بھی یہ سمجھتی تھیں مگر عزت نفس اور سوتیا چاہ دونوں مل کر ان کو اختلاف محبت کرنے پر آمادہ کر دیتی تھیں۔ (۱۱۴)

واقعۂ مغافیر:

ایک دلچسپ واقعہ محبت، جو صورتِ اختلاف کر گیا، واقعہ مغافیر ہے۔ رسول اکرم ﷺ

Marfat.com

کو شہد مرغوب تھا۔ دوسری طرف ازواجِ مطہرات کو رسول اکرم ﷺ کی تا دیر صحبت مجلس بہت پسند تھی اور وہ آپ ﷺ کو ہر طرح اپنے پاس روکنا چاہتی تھیں۔ آپ ﷺ کا روزانہ کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تھوڑی دیر ملاقات زیارت فرماتے اور چکر پورا کرنے کے بعد باری والی زوجہ محترمہ کے ہاں شب گذارتے۔ ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کو روکے رکھنے کے حیلے بہانے بھی اختیار کرتیں۔ ایک بار سے زیادہ ایسا ہوا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں شہد پیش کیا۔ اس کے نوش فرمانے میں تاخیر ہوگئی تو کئی ازواج کو اس کا شکوہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں کو ملال زیادہ تھا لہٰذا دونوں نے مل کر ایک منصوبۂ محبت بنایا کہ رسول اکرم ﷺ جب ان دونوں کے ہاں باری باری تشریف فرما ہوں تو دونوں آپ ﷺ سے یہ عرض کریں کہ آپ ﷺ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ ان پھولوں کو بو ناگوار ہوتی ہے اور ایسی بو آپ کو سخت ناپسند تھی۔ بہرحال پہلے حضرت حفصہؓ نے اور پھر حضرت عائشہؓ نے جب بو آنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے قسم کھالی کہ آئندہ شہد استعمال نہ کریں گے۔ سورہ تحریم-۱:۳ کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے شہد کا استعمال دوبارہ شروع کر دیا اور حضرت عائشہؓ وحفصہؓ نے توبہ کرلی۔ بخاری حدیث: ۵۲۶۷ میں یہ واقعہ ہے اور اس میں حضرت عائشہؓ وحفصہؓ کا اتحاد حضرت زینب بنت جحشؓ کے پیالہ شہد کے بارے میں ملتا ہے۔ احادیث بخاری: ۵۲۶۸ وغیرہ میں ہے کہ حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کے پاس ان کی کسی عزیزہ نے شہد کی کپی ہدیہ بھیجی تھی جس سے انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی تواضع کی اور اس میں کافی دیر ہوگئی۔ حضرت عائشہؓ کو اس پر رشک آیا (فَـغِـرْتُ)۔ انہوں نے حضرت حفصہؓ کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بنایا اور اس میں حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور حضرت صفیہؓ بنت حی کو بھی شامل کرلیا۔ ان تینوں سے پہلے سے تیار شدہ مکالمات کے ذریعہ مغافیر کی بو کا ذکر کیا اور رسول اکرم ﷺ نے قسم کھالی جب آپ حفصہؓ کے گھر گئے تو انہوں نے پھر شہد پیش کرنا چاہا مگر آپ ﷺ نے منع کر دیا۔ حضرت سودہؓ

Marfat.com

نے اظہار کیا کہ ہم نے اس کو حرام کیا ہے۔ حضرت حفصہؓ نے ان کو خاموش کر دیا۔ حافظ ابن حجرؒ کے مطابق حضرت سودہؓ نے بھی شہد پلایا تھا اور اس کی وجہ سے تاخیر ہوئی اور حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ سے مل کر اختلاف پیدا کر دیا تھا جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت میں ہے۔ حافظ موصوف نے واقعہ شہد کے تعدد کو تسلیم کر کے حضرت سودہؓ وغیرہ کے اس معاملہ میں شامل ہونے پر مختلف محدثین کا نقد بھی نقل کیا ہے۔ اگرچہ تفسیر سدی کی روایت کو شاذ قرار دیا ہے تاہم اس میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھی شہد نوش کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ اس کی تصدیق یا اس کا شاہد کتب سیرت میں موجود ہے، تفسیر طبری میں بھی اس کی روایت موجود ہے۔ (۱۱۵)

واقعہ مظاہرہ:

سورہ تحریم کی مذکورہ بالا آیات کریمہ میں ایک اور اختلاف ازواج کا قرآنی ذکر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک راز کی بات حضرت حفصہؓ سے کہی اور ان کو تاکید بھی کر دی کہ اسے افشا نہ کریں مگر انہوں نے حضرت عائشہؓ کو وہ بات بتا دی۔ اللہ تعالیٰ نے راز نبوی کے فاش کئے جانے کی خبر رسول اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی بتائی اور آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے استفسار فرمایا۔ ان دونوں ازواج مطہرات نے شہد کے واقعہ کی طرح اس حادثہ پر بھی توبہ کی اور رسول اکرم ﷺ نے ان کو معاف کر دیا۔ ان دونوں واقعات پر مفسرین اور شارحین نے خوب خامہ فرسائی کی ہے، خاص کر اس راز نبوی کی حقیقت کے بارے میں جس کا ذکر آیات میں ہے۔ (۱۱۶)

واقعۂ ایلاء و تخییر:

ازواج مطہرات رسول اکرم ﷺ کی سادہ بلکہ فقیرانہ زندگی کی خوگر بن گئی تھیں اور صبر و قناعت سے زندگی بسر کرتی تھیں۔ ریاست اسلامی کی آمدنی میں اضافہ کیساتھ ان کو بھی خیال ہوا کہ ان کے نان نفقہ میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ ان میں سے ہر ایک کو سال بھر کا ضروری اسلامی نان نفقہ عطا فرمایا کرتے تھے مگر وہ ان کی فیاضی کی

Marfat.com

نذر ہو جاتا۔ بہر حال ازواج مطہرات نے مل کر یہ طے کیا کہ رسول اکرم ﷺ سے نان نفقہ میں اضافہ کی درخواست باقاعدہ متحدہ طور پر کی جائے۔ بقول شبلی ''آنحضرت ﷺ کے سکونِ خاطر میں یہ تنک طلبی اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپ ﷺ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواجِ مطہرات سے نہ ملیں گے...آپؐ نے بالا خانہ پر تنہا نشینی اختیار کی...'' ایک ماہ کی مدتِ ایلاء میں طرح طرح کی بدگمانیاں ہوئیں۔ آخر آخر میں یہ افواہ اڑ گئی کہ آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کو طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ کی جسارت سے اس کی تردید ہوگئی۔ انتیس دن کے مہینہ کے بعد آپ ﷺ بالا خانے (مشربہ) سے نیچے اترے اور ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت عائشہ کو تخییر کی آیات کریمہ سنائیں کہ دنیاوی عیش وعشرت کی طلب ہو تو ان کو بصد احترام ومحبت رخصت کر دیا جائے اور صحبت نبوی اور مرضی مولیٰ کی چاہ ہو تو اسی طرح فقیرانہ نبوی زندگی گذارنی ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو جلد جواب یا اختیار کا حق استعمال کرنے سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کرنے کی رائے دی لیکن انہوں نے فوراً رسول اکرم ﷺ کو اختیار کر لیا۔ حضرت عائشہؓ کے سوتیا چاہ یا رشک صحبت نے یہاں اظہار کیا کہ رسول اکرم ﷺ ان کی تخییر کے واقعہ کو دوسری ازواج مطہرات کو نہ بتائیں۔ شاید گمان تھا کہ اسی طرح بعض سے راحت ملے مگر وہ سب کی سب اللہ ورسول کی محبت واطاعت کی اسی طرح عاشق تھیں۔ سب نے بلا تردد صحبت نبوی اختیار کر لی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عشرت دنیا ہو سکتی تھی۔ مطالبۂ توسیع تو صرف ایک اظہار محبت تھا۔ واقعۂ ایلاء وتخییر نے رسول اکرم ﷺ سے ازواجِ مطہرات کے متحدہ اختلاف کا ایک محبت آگیں نمونہ پیش کیا تھا۔ (۱۱۷)

واقعۂ اعتکاف:

رسول اکرم ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنے کے لئے صحن مسجد میں خیمہ لگواتے تھے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ نے بھی ایک سال خیمہ لگایا تو حضرت حفصہؓ نے بھی اجازت مانگی اور ان کی خبر سن کر حضرت زینبؓ نے اپنا خیمہ لگایا۔ صحن مسجد ازواج

Marfat.com

مطہرات کے خیموں سے آراستہ ہوگیا تو رسول اکرم ﷺ کو یہ آراستگی محفل پسند نہ آئی اور تمام خیمے اکھڑوا دئے اور اس سال رمضان کے بجائے شوال میں اعتکاف فرمایا اور کسی دوسرے کو خیمہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ یہ دراصل اعتدال وتوازن اور اخلاص نیت کی تعلیم وحکمت نبوی تھی، محض رشک ومحبت میں عبادت کا نظریہ وخیال اور عمل خاصا خطرناک بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ (۱۱۸)

نماز کی امامت پر اختلاف:

مرض الوفاۃ میں رسول اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ ابوبکرؓ کو کہیں وہ نماز کی امامت کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ وہ بہت رقیق القلب شخص ہیں، آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکیں گے لہٰذا حضرت عمرؓ کو امامت کا حکم دیجئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم سب یوسف کی صواحب (بہکانے والی عورتیں) ہو، ابوبکرؓ کو امامت کرنے کا حکم پہنچاؤ۔ آخرکار حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کی حیات میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ روایات واحادیث میں آتا ہے کہ آخری دن غالباً حضرت ابوبکرؓ صدیق کی سُنح جانے کی وجہ سے ان کی عدم موجودگی میں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تھی اور وہ بھی ایک صحابی کے مشورے پر۔ (۱۱۹)

واقعۂ لد:

بیماری کی شدت سے غشی طاری ہوجانے پر حضرت ام سلمہؓ اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے بتایا کہ حبشہ میں ایسی حالت میں کھلی اور تیل کی مرکب دوا پلاتے ہیں اور اس سے مریض کو افاقہ ہوجاتا ہے اور ان کے مشورے پر رسول اکرم ﷺ کو مرضی کے خلاف وہ دوا پلا دی گئی۔ ہوش میں آتے ہی آپ ﷺ نے پہچان لیا کہ کیا ہوا اور ان دونوں خواتین کا مشورہ بھی سمجھ لیا کہ وہ دونوں حبشہ میں رہ چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے بطور سزا کمرے میں موجود تمام لوگوں کو وہ دوا پلوائی جو اس دوا پلانے کے حق میں تھے لیکن حضرت عباسؓ وغیرہ بعض صحابہ کرام کو اس سے مستثنیٰ کردیا کہ وہ شریک واقعہ نہ تھے۔ (۱۲۰)

Marfat.com

ازواج مطہرات کے باہمی اختلافات

سماجی اختلافات میں بھی بسا اوقات اختلاف تو دو فریقوں میں ہوتا تھا مگر وہ اپنی اثرانگیزی کے لحاظ سے ایک طبقہ کو اور کبھی کبھی سماج کے متعدد طبقات کو لپیٹ لیتا تھا اور رسول اکرم ﷺ بطور رسول آخرالزماں اور بحیثیت قائد امت بھی متاثر ہوتے تھے۔ ازواج مطہرات یں دو فریقوں کا اختلاف کس طرح تمام طبقہ ازواج کو محیط ہو جاتا تھا اور کس طرح رسول اکرم ﷺ کے سکون خاطر میں خلل ڈالتا تھا بلکہ کیوں کر آپ ﷺ کی بیکراں مہر و محبت کو ابھارتا تھا اور کیسے مثالی ہدایت نما عطا کرتا تھا متعدد واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے اختلاف ازواج کے واقعات میں سے بعض کا حوالہ آچکا، اب باقاعدہ باہمی اختلاف کے تذکرہ میں ان جہات کا ذکر آتا ہے۔

سوتیاچاہ کے نمونے: ہدایائے طعام کے واقعات

رسول اکرم ﷺ کی خاطر عاطر اور توجہ و محبت کی طلب مستقل دل کی لگی تھی۔ ازواجِ مطہرات ہر طرح سے اور ہر آن منشائے نبوی اور مرضی خاوندی کی جستجو میں رہتی تھیں، خواہ ان میں سے کسی کے پاس آپ ﷺ رہیں۔ باری والی زوجہ محترمہ کے گھر میں رہائش، کھانے پینے، استراحت و خواب اور دوسرے تمام کاروبار زیست کرنے کا انتظام رہتا تھا۔ دوسری ازواجِ مطہرات اپنی باری کے علاوہ دوسرے ایام محرومی میں بھی اپنے محبوب شوہر نامدار ﷺ کی محبت میں باری والی زوجہ محترمہ کے گھر کھانے اور دوسرے ہدایا بھیجنے کا اہتمام کرتی تھیں۔ اس

Marfat.com

میں عام سماجی ریت وروایت کا بھی دخل تھا اور اسلامی طریقہ وآداب طعام کا بھی۔ مگر بعض اوقات سوتیا چاہ کا جذبہ دوسرا رنگ اختیار کرلیتا جو اختلافِ محبت بن جاتا اور خاطر نبوی اور مہر والفت محمدی کا رنگ دکھاتا۔ اس کے بعض دلچسپ واقعات کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

- اوّلین ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد اسدیؓ کو محبوب ترین زوجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیکھا بھی نہ تھا مگر زبانِ رسالت مآب ﷺ سے ان کے اتنے محبت آگیں تذکرے مستقل سنا کرتی تھیں کہ بقول خود ان سے اتنی رشک بھری محبت کرتی تھیں کہ کسی اور عورت سے کبھی نہ کی۔ رسول اکرم ﷺ جب کبھی بکری ذبح کرتے یا دوسرے کھانے پینے کا اہتمام فرماتے حضرت خدیجہؓ کے اعزہ واقرباء خاص کر ان کی سہیلیوں کے گھر پارچہ، گوشت اور ہدیہ طعام ضرور بھیجا کرتے اور حضرت عائشہ کو اس پر رشک آتا۔

- محبت بھرے ذکر خدیجہؓ پر حضرت عائشہؓ ایک بار چڑھ گئیں تو زبان سے نکل گیا کہ ایک بڑھیا کے لئے جس کے جسم وبدن کا یہ حال تھا، آپ ﷺ تڑپتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسین ترین عورتیں عطا کی ہیں۔ فرمایا: ''عائشہ ایسا نہ کہو، خدیجہ نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب تکذیب پر آمادہ تھے۔ انہوں نے میرے لئے اپنا مال وقف کردیا، وہ میری اولاد کی ماں ہیں۔'' (۱۲۱)

- حضرت صفیہؓ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا خود بیان ہے کہ وہ بہت عمدہ کھانے پکاتی تھیں اور اس باب میں ان جیسی کوئی اور عورت نظر نہیں آئی۔ ازواجِ مطہرات کی عادت شریفہ اور روایت اسلامی تھی کہ وہ آپ ﷺ کے لئے کھانا بھیجا کرتی تھیں۔ اسی کے مطابق حضرت صفیہؓ نے آپ ﷺ کے لئے ایک دن کھانا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں ایک باندی کے ہاتھ بھیجوا دیا۔ حضرت عائشہؓ کو اس دن رشک سے غصہ آگیا اور باندی کے کھانے والے ہاتھ پر اپنا ہاتھ ایسا مارا کہ پیالہ ٹوٹ گیا اور کھانا گر گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے بڑے رسان سے خادمہ سے کہا کہ ''تمہاری ماں کو غصہ آگیا'' اور بنفس نفیس کھانا اٹھا کر ایک

Marfat.com

دسترخوان پر چن کر رکھ دیا اور پیالہ کے ٹکڑوں کو جمع کر لیا۔ بعد میں ان کو تاروں سے باندھ دیا۔ حضرت عائشہؓ کو پشیمانی میں دیکھا تو فرمایا کہ "اس ٹوٹے پیالہ کو اپنے پاس رکھ لو اور اپنا اچھا پیالہ صفیہؓ کو بھجوا دو۔" حضرت عائشہؓ نے پیالہ اور کھانا دونوں بھیجوائے۔ (۱۲۲)

– کھانا کے پیالہ کے گرانے کا واقعہ حضرت حفصہؓ کے بارے میں بھی بعض روایات میں آتا ہے۔ (۱۲۳)

– کھانے کے سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک بار اور اختلاف حضرت صفیہؓ سے ہوا تھا۔ دولت کدہ نبوی میں کچھ مہمان تھے۔ حضرت عائشہؓ ان کے لئے کھانا تیار کر رہی تھیں مگر اس میں تاخیر ہوتی جاتی تھی۔ اسی دوران حضرت صفیہؓ کے گھر سے خوان نعمت آگیا۔ اس کو دیکھ کر حضرت عائشہ کو غصہ آگیا اور کھانے لانے والے خادم کو بہت سی صلواتیں سنادیں اور حضرت صفیہؓ کو خوب کہا سنا۔ (۱۲۴)

دوسرے واقعات طنز وتعریض

دل میں خلش ہو تو زبان پر اس کا اثر دل خراش بن جایا کرتا ہے۔ سوتیا چاہ تو ایک مستقل خلش تھی۔ حضرت صفیہؓ کے بارے میں اس نے جلن کی شکل اختیار کر لی تھی کہ وہ بہت حسین وجمیل خاتون تھیں، یہودی قبیلہ بنو النضیر سے تھیں، بہترین کھانا پکاتی تھیں اور بہت سی صفات کی حامل تھیں۔ غزوہ خیبر کے دوران زوجیت نبوی میں آئی تھیں اور رشک ورقابت بڑھا گئی تھیں۔ ان اسباب ووجوہ سے بعض ازواجِ مطہرات سے ان کا اختلاف ناگزیر ہو گیا تھا۔ اس کے چند اہم دلچسپ واقعات ہیں:

– حضرت صفیہؓ کی بطور زوجہ نبوی مدینہ میں آمد کی خبر سن کر حضرت عائشہؓ ان کی جھلک دیکھنے ان کی قیامگاہ پر بھی گئیں جہاں وہ ایک انصاری صحابی کے گھر اتری تھیں۔ حضرت عائشہؓ بھی نقاب لگا کر ان کو دیکھنے گئیں کہ ان کے حسن وجمال کے شہرے سنے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو پہچان لیا تو وہ لجا کر واپس ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کو جالیا اور پوچھا

Marfat.com

کہ صفیہ کیسی لگیں۔ طنزاً بولیں "ہاں وہ تو یہودیہ ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اب تو وہ مسلمان ہیں"۔ (۱۲۵)

-یہودیہ کہنے کا طنز ایک بار حضرت زینبؓ بنت جحش کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ناراضی کا اظہار فرمایا اور کشیدہ خاطر ہوگئے۔ حضرت زینبؓ اسے برداشت نہ کر سکیں اور حضرت عائشہؓ کی وساطت سے آپ ﷺ کی عفو و معذرت طلب کی اور کمال یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ نے اپنی حریف بلکہ حریف جماعت کی امام کی سفارش کی۔ (۱۲۶)

-رسول اکرم ﷺ غالباً ازواج مطہرات کے دل میں حضرت صفیہؓ کی طرف سے بیٹھے ہوئے غبار کو صاف کرنے کی خاطر ان کی تعریف و توصیف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے رشک و رقابت کا جذبہ ایک دن اس پر بھڑک گیا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ وہ اتنی سی تو ہیں اور آپ ہیں کہ ان کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں"۔ اشارہ ان کے پست قد ہونے کی طرف تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی بات پر سخت سرزنش کی اور بیانِ واقعہ کو بھی غیبت قرار دیا۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی معذرت کی۔ اس واقعہ کی اور بھی اسلامی جہات ہیں۔ (۱۲۷)

توجہ طلبی

حضرت زینبؓ بنت جحش دوسری ٹولی کی تھیں لہٰذا ان کے بارے میں خلش دل کا واقعہ کہا جا سکتا ہے مگر حضرت صفیہؓ کے بارے میں ان ہی کی سفارش کرنے کا واقعہ بتاتا ہے کہ وہ وقتی معاملاتِ رشک تھے بلکہ ان میں رسول اکرم ﷺ کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی آہٹ ملتی ہے کہ ذکر ناگوار بند ہو جائے۔ ایسا ہی ایک دلچسپ واقعہ ایک بار حضرت عائشہؓ کے حجرے میں پیش آیا۔ حضرت زینبؓ کسی کام سے یا زیارت و ملاقات کے لئے حجرۂ عائشہؓ میں آئیں کہ وہ ازواجِ مطہرات کے معمولاتِ زیارت میں سے تھا۔ شام کے جھٹپٹے میں رسول اکرم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو رخ انور حضرت زینبؓ کی طرف ہوگیا۔ حضرت عائشہؓ نے فوراً توجہ دلائی کہ

Marfat.com

''یا رسول اکرم ﷺ اُدھر تو زینب ہیں اور میں اِدھر ہوں۔'' یہ توجہ طلبی فطری بھی تھی اور محبت کا تقاضا بھی کہ گھر کی مالکہ کی بجائے رخ کسی اور طرف ہو۔ (۱۲۸)

۔حضرت حفصہؓ تو حضرت صفیہؓ کی مانند حضرت عائشہؓ کی حامی ٹولی یا حلیف جماعت میں شامل تھیں۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ میں عمر وکمال کے تفاوت کے باوجود بہت قربت تھی اور اس کے بہت سے اسباب تھے جن میں مزاج کی یگانگت اہم ترین تھی۔ ایک سفر کے دوران حضرت عائشہؓ اور حضرت صفیہؓ دونوں ہمرکاب نبوی تھیں کہ سنت کے مطابق قرعۂ فال اس بار ان دونوں کے نام پڑا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے محمل کے قریب آ کر زیادہ تر گفتگو فرماتے اور رات میں کچھ دیر کے لئے استراحت بھی کرتے۔ حضرت حفصہؓ نے توجہ وعنایت طلبی کی خاطر حضرت عائشہؓ کو آمادہ کیا کہ ان سے سواری کا اونٹ بدل لیں۔ اس رات حضرت عائشہؓ کو محرومی کا قلق رہا اور حضرت حفصہؓ کو عنایت کا ثمرہ ملا۔ دونوں کا رویہ اور اس کا نتیجہ انسانی فطرت سے زیادہ ازواج کی محبت باہمی کا نشان تھا۔ (۱۲۹)

۔غایت نبوی بلکہ خوشنودئی شوہر کا ایک عظیم ومحبت آگیں واقعہ حضرت سودہؓ کے بے مثال واقعہ قربانی میں ملتا ہے۔ ازواج مطہرات کے بارے میں یہ حقیقت حدیث وسیرت کی متعدد روایات سے ثابت ہے کہ اختلاف ورشک کا جذبہ صرف عنایت طلبی کا نتیجہ تھا۔ وہ ہر آن اور ہر حال میں رسول اکرم ﷺ کی خوشنودی (مرضاۃ) کی طلب گار رہتی تھیں کہ ''وہ تم کو چاہیں تمہارے چاہنے والوں کو چاہیں'' کی خوگر تھیں۔ حضرت سودہؓ کو اسی خوشنودئ خاوند کی للک نے اس پر آمادہ کیا کہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی کہ وہ عزیز ترین تھیں۔ بعض شارحین حدیث اور سیرت نگاروں نے باری ہبہ کرنے کی وجہ رسول اکرم ﷺ کے ارادۂ طلاق کو بتایا ہے جو بالکل متن حدیث کے خلاف ہے۔ (۱۳۰)

۔بعض اور واقعات و روایات رشک ومحبت بھی مل سکتے ہیں لیکن ان کا استقصاء کرنا مقصود

Marfat.com

نہیں ہے، صرف ازواج مطہرات کے باہمی اختلاف ومحبت کا ذکر جمیل مطلوب ہے اور یہ دکھانا بھی مقصود ہے کہ رسول اکرم ﷺ اس اختلاف ازواج کا ہدف محبت بنتے تھے۔

ازواجِ مطہرات کے باہمی اختلاف کے ضمن میں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ کم ازکم نو ازواج مطہرات میں سے صرف بعض کے بارے میں ان اختلافات باہمی کا ذکر ملتا ہے اور وہ بھی وقتی جذبات کی حشر خیزی کا معاملہ تھا، کسی مستقل رنجش وحسد کا نہیں۔ حدیث و سیرت کی روایات میں صرف حضرت عائشہؓ، حضرت زینبؓ بنت جحش اسدی، حضرت صفیہؓ، حضرت ام سلمہؓ کے باہمی تعلقات کے باب میں یہ جذبات محبت بھڑکتے نظر آتے ہیں۔ ان کے علاوہ متعدد دوسری ازواج مطہرات تھیں جیسے حضرت سودہؓ، حضرت زینبؓ ام المساکین، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ مگر ان کے باہمی تعلقات کی بابت بقول سیّد سلیمان ندوی ان اختلافات کا پتہ نہیں چلتا لیکن حضرت سودہؓ بنت زمعہ کے واقعہ مغافیر میں شرکت کا اور حضرت حفصہؓ سے اختلاف کا واضح وثابت ذکر ملتا ہے۔ وہ ایک لحاظ سے بہت اہم واقعہ ہے۔ اگر ''طرفین وفریقین'' کے اعتبار سے ان باہمی اختلافات کا تجزیہ کیا جائے تو اور بھی ان کا دائرہ سکڑ جائے گا کیوں کہ متاخرالذکر طبقہ ازواج کے باہمی اختلافات کا تو کیا خیر ذکر، اوّل الذکر طبقہ سے بھی ان کی کہاسنی تک کا حوالہ نہیں ملتا۔ سوتیا چاہ کا ایسا محبت آگیں منظر کبھی آسمان محبت نے کیا دیکھا ہوگا! رسول اکرم ﷺ کی صحبت وتربیت اور تعلیم وتزکیہ نے ان کے دلوں کو صیقل کرکے محبت ومروت سے بھر دیا تھا۔ اس کے کئی گنا واقعات سیرت وحدیث میں موجود ہیں۔ البتہ ان کی انسانی فطرت اور بشری کمزوری سے کبھی ان کے دلوں کے آئینہ خانوں میں گرد وغبار چلا جاتا تو فوری ہدایت محبت اور اسوہ نبوی سے اسے دور کردیا جاتا اور پھر وہ باہم شیر وشکر ہو جاتیں۔ دراصل ان کی بے پناہ محبتِ رسول اکرم ﷺ ہی ان کے جذبات رشک واختلاف کا سبب بنتی تھی اور وہی ان کو دور بھی کرتی تھی۔ (۱۳۱)

Marfat.com

مبحث دوم

صحابہ کرام کے باہمی اختلافات

Marfat.com

Marfat.com

صحابہ کرام کے باہمی اختلافات

صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی اقسام وانواع بھی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ان کے اختلافات کی طرح گوناگوں اور رنگا رنگ ہیں۔ ان میں سماجی ومعاشرتی اختلاف بھی ہوئے، مالی امور پر بھی اختلافات ملتے ہیں۔ زرعی اور اقتصادی اختلافات اسی زمرے میں رکھے جاسکتے ہیں۔ بعض قبائلی عصبیت کے پیدا کردہ اختلافات بھی مذکور ہیں۔ فوجی اور حربی معاملات میں بھی صحابہ کرام کے باہمی نقطہ نظر اور رویہ کا فرق نظر آتا ہے۔ تجارتی اختلافات کی نوعیت مالی اختلافات میں سب سے زیادہ اہم اور دوررس نتائج کی حامل رہی تھی۔ سیاسی اور انتظامی امور پر طبقات وافرادِ صحابہ کے درمیان فکر ونظر کا اختلاف ملتا ہے۔ اور سب سے زیادہ تشریعی اور فقہی اختلافات کے واقعات مرتب کئے گئے ہیں۔ عام دینی اختلافات میں بعض بہت اہم، متنوع اور دلچسپ ہیں۔ ان میں تفسیری آراء کا اختلاف ہے، وجوہ قراءت اور ان کے امتیازات ہیں اور بعض دوسرے اختلافات بھی ہیں۔ اور ان سب کی وجوہ، اسباب وعوامل اور ان کی کارفرمائی سے عہد نبوی کی تصویر اختلافات بنتی ہے۔ (۱۳۲)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور بعض دوسرے اہل علم نے فقہی اختلافات پر خاصے مدلل ومفصل اور تجزیاتی مباحث پیش کئے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ اجتماعی زندگی میں فقہ کی روزمرہ رہنمائی کی ضرورت سب سے زیادہ اہم تھی کہ عوام وخواص دونوں کو ہر معاملہ میں فقہی آراء کی طلب تھی۔ اگرچہ ان کے فقہی اختلافات وتنوعات کتاب وسنت کی تفہیم وتشریح اور ان کے اخذ

Marfat.com

وقبول کی بنا پر ہی میں ان کے عہد میں وجود میں آئے تھے لیکن قرآن وحدیث کی تعبیر وتفسیر براہ راست اہل فن سے وابستہ تھی اور عوام تو درکنار، خواص میں سے بیشتر ان سے اعتنا نہیں کرتے تھے۔ (۱۳۳) دوسرے میدان حیات وشعبہ جاتِ کارکردگی میں ان کے باہمی اختلافات کا زیادہ تجزیہ نہیں کیا گیا کہ وہ ان کی روزمرہ کی زندگی پر اتنے اثر انداز نہ تھے۔ صرف سیاسی اختلافات اور اسی کے ذیل میں بعض انتظامی اختلافات وغیرہ پر مدلل ومفصل مباحث اپنے اپنے خاص نقطہ نظر سے ضرور لکھے گئے۔ (۱۳۴)

ان تمام اور گوناگوں سماجی اختلافاتِ صحابہ کو اگلے صفحات میں ان کے خاص عنادین کے تحت پیش کیا جا رہا ہے کہ ہر میدان میں سرمۂ بصیرت بنیں۔

حضرات صحابہ کرام میں اختلافاتِ علمی اور تنازعات فنی کا سراغ بالعموم عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے بعد کے زمانے میں لگایا جاتا ہے۔ حضرت شاہؒ نے بھی یہی نظریہ اپنایا ہے اور دوسروں کی طرح اس کی توجیہ کی ہے کہ خلافت اسلامی کے دوسرے دور میں صحابہ کرام کے مختلف ممالک میں پھیل جانے اور ان کے مختلف قوموں اور ملتوں کے لوگوں کے ربط میں آنے کی بنا پر نئے مسائل پیدا ہوئے اور ان کے حل کی تلاش نے ان کے نظریات مختلف بنا دیئے۔ زمانی توقیت کا یہ نظریہ صحیح ہے اور نہ اختلافاتِ صحابہ کی توجیہ کا طریقہ۔ بلاشبہ بعض پیچیدہ مسائل نے شدت وحدت پیدا کی تھی مگر بیشتر انواع اختلاف عہد نبوی سے چلے آرہے تھے۔ ان سب میں فہم کا قصور اور شعور کا عجز کارفرما نہیں تھا بلکہ ان میں سے بیشتر میں اختلافِ سنن وطرق کا وہ فطری حصہ بھی تھا۔ (۱۳۵)

مثالیں: اختلاف تنوع (۱۳۶)

اختلاف کی کوئی قسم ہو، تنوع یا تضاد و تصادم، دراصل صحابہ کرام سے زیادہ تابعی مفسرین سے مروی ہے۔ اس کی متعدد وجوہ ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ ان کے صحابی اساتذہ وشیوخ کی تعلیم وتفہیم اہم ہے۔ کتب حدیث میں بخاری کی کتاب التفسیر اور کتب تفسیر

Marfat.com

میں طبری اور ابن کثیر کی تفسیر میں اس کی کافی سے زیادہ شہادتیں ملتی ہیں۔ بہر حال چند اختلافات صحابہ پیش ہیں:

۱۔ مثلاً صراط مستقیم سے مراد کسی نے انبیاء کا طریقہ لیا ہے، کسی نے رسول اکرم ﷺ کا طریقہ و اسوہ، کسی نے جنت، کسی نے مرضی رب اور وہ سب ایک ہیں۔

۲۔ اسی طرح ''دین''، ''نور''، ''ذکر'' کے بارے میں بھی اختلافِ تنوع ملتے ہیں۔

۳۔ اصحابِ اعراف کے بارے میں اسی قسم کے مختلف افکار واقوال ہیں۔

۴۔ متعدد آیات اور کلمات کی تفسیر میں اقوال وآراء کا فرق بہت زیادہ ملتا ہے مگر وہ سب اختلاف تنوع کے ضمن میں آتا ہے۔ (۱۳۷)

اختلافِ تضاد

اختلاف تضاد کی ایک مثال سورۂ ہود: ۱۱۸-۱۱۹: وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ ط ان دونوں آیات کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ہمیشہ مختلف رہیں گے سوائے ان لوگوں کے جن پر تمہارا رب رحم فرمائے اور اسی کے لئے ان کو اس نے پیدا کیا ہے۔ انسانوں کی تخلیق رحمت الٰہی کے لئے ہوئی ہے یا اختلاف کے لئے؟ بیشتر مفسرین نے اختلاف کے لئے ان کو ''آفریدہ'' بتایا ہے مگر حضرت ابن عباسؓ نے ان کو رحمت الٰہی کے لئے آفریدہ قرار دیا ہے۔ اور یہی دوسری تعبیر صحیح ہے کہ اس کی تائید میں بہت سی شہادتیں، قرآنی آیات اور تعلیمات ہیں: (۱۳۸)

دوسرے **اختلافاتِ تضاد ہیں**: ۱۔ ''السبع المثانی والقرآن العظیم'' سے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں سورہ فاتحہ مراد ہے اور روایتِ نسائی کے مطابق حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک ''السبع الطوال'' (بقرہ تا اعراف وتوبہ) مراد ہیں۔ سورہ فاتحہ کو ام الکتاب کہنے پر اسی طرح اختلاف منقول ہے۔ بعض صحابہ کرام حضرت اسحاق کو ذبیح اللہ قرار دیتے تھے جبکہ اکثر صحابہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ حدیث بخاری: ۴۵۳۸ کے مطابق

Marfat.com

حضرت عمرؓ کا متعدد صحابہ کرام سے آیت کریمہ: بقرہ ۲۶۶: ایود احدکم ان تکون له جنة" کی شان نزول پر اختلاف نقل کیا گیا ہے۔ (۱۳۹)

اختلاف فہم وقصورِ بشریت

حضرت عدی بن حاتم طائیؓ کے قصورِ فہم قرآن کی ایک مثال اوپر آچکی ہے۔ روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ "أبّـاً" کے معنی کے بارے میں لاعلمی کا اظہار فرماتے تھے۔ (۱۴۰) حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں ایک بہت اہم واقعہ روایات میں آتا ہے کہ وہ خالق اور فاطر کے معنی کا فرق نہیں جانتے تھے اور دونوں کے معنی پیدا کرنے والے کے ہی لیتے تھے۔ مگر جب انہوں نے دو بدوؤں کو ایک کنوئیں کی ملکیت پر جھگڑتے ہوئے سنا اور ایک کی دلیل جانی کہ میں نے اس کو سب سے پہلے کھودا تھا: بَلْ اَنَا فَطَرْتُهَا تو اس سے ان کو دونوں کے معنوں کا فرق معلوم ہوا (۱۴۱) آیت بقرہ: ۲۳۱: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى" میں بیچ کی نماز سے کیا مراد ہے؟ اس پر صحابہ کرام میں اختلاف تھا۔ حضرات زید بن ثابت واسامہ بن زید کلبیؓ اس سے نماز ظہر مراد لیتے تھے تو بعض دوسرے صحابہ اس سے نماز فجر مراد لیتے تھے مگر حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ کی روایات میں آتا ہے کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ (۱۴۲)

آیت بقرہ: ۲۸۴: "وان تبدوا مافی انفسکم" الخ: کو حضرات علی وابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم بعد کی آیت: لایکلف اللہ نفساً" سے منسوخ مانتے تھے مگر حضرت عائشہؓ ان کی ایسی توجیہ کرتی تھیں کہ وہ دونوں محکم آیات بن جاتی ہیں۔ ناسخ ومنسوخ پر بہت اختلاف صحابہ ملتا ہے۔ (۱۴۳)

دینی اختلافات

بظاہر صحابہ کرام میں دینی اختلافات کا عنوان اسی طرح گمراہ کن معلوم ہوتا ہے جس

Marfat.com

طرح رسول اکرم ﷺ سے ان کے دینی اختلافات کا، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ''شارع'' کا درجہ ومقام عطا فرمایا تھا لہٰذا فرمان الٰہی اور فرمان نبوی واجب الاتباع تھے۔ اس سے کسی کو انکار نہ تھا لیکن فہم وآگاہی کی مختلف افراد وطبقات میں کمی بیشی، احوال وپس منظر سے عدم واقفیت، احکام کی علتوں سے کم آگاہی اور صحیح تناظر میں ان کو نہ رکھنے جیسے اسباب ووجوہ سے اختلاف پیدا ہوجاتا تھا۔ ان سب سے زیادہ دین میں اختلافِ تنوع تھا اور اس کی بنیادی وجہ رسول اکرم ﷺ کی ''سنتوں، ہدایتوں اور تعلیموں'' کی گوناگونی تھی۔ ان کی تفصیل وتجزیہ سے ان کی حقیقت واضح ہوگی۔ (۱۴۴)

وجوہ قراءت/سبعۃ احرف کا مسئلہ

اسباب، پس منظر اور تفصیل سے قطع نظر، یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید رسول اکرم ﷺ کی درخواست پر سات حروف (سبعۃ احرف) پر نازل ہوا تاکہ رسول اکرم ﷺ کے بقول آپ کی امی امت کو قرآن مجید کی تلاوت وقراءت میں آسانی رہے۔ سبعۃ احرف پر نزول قرآن کریم کی بحث خاصی پیچیدہ ہے اور علماء ومفسرین اور شارحین کے مختلف بیانات ونظریات نے اس کی پیچیدگی میں اور اضافہ کیا ہے۔ خاکسار راقم کے خیال وتجزیہ کے مطابق قرآن مجید کے بہت سے الفاظ وکلمات کو مختلف طریقے/املاء/حرف کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانہ خلافت میں تدوین قرآنی کے لئے اختیار کردہ املاء یعنی رسم مصحف کے مطابق ہو۔ اسی لئے ''رسم عثمانی'' کو قرآن مجید کی کتابت کے لئے لازمی قرار دیا جاتا ہے کہ اس میں تمام وجوہ قراءت کی رعایت صحابہ کرام نے برقرار رکھی ہے اور اس سے تجاوز اور ان کو جدید عربی املاء کے مطابق لکھنے کو ''حرام'' قرار دیا جاتا ہے کہ مبادا وجوہ قراءت اس کی بنا پر محدود یا مفقود ہوجائیں۔ (۱۴۵)

اس کا ایک نمائندہ اختلاف اور بہترین مثال حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزامؓ کی سورۂ فرقان کی تلاوت کے اختلاف میں ملتی ہے۔ حدیث بخاری: ۴۹۹۲ کے

Marfat.com

مطابق حضرت عمرؓ بن خطاب عدوی قریشی نے اپنے ایک قریشی صاحب اور ہم قبیلہ حضرت ہشام بن حکیم بن حزام اسدیؓ کو نماز میں سورۂ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو سخت جزبز ہوئے کہ ان کی قراءت کا ایک لفظ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کافی مختلف تھی۔ ان کو شدید غصہ آیا کہ وہ نماز میں ہی ان کو پکڑلیں اور گھسیٹ کر خدمت نبوی میں لے جائیں۔ بہر حال انہوں نے تھوڑا صبر کیا اور نماز پوری کرنے دی اور اس کے بعد ان کو سخت ناراضی کی حالت میں آپ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں سے باری باری سورہ فرقان سنی اور پھر فرمایا: ''ہاں میں نے تم دونوں کو اسی طرح الگ الگ قراءت/ وجہ کے ساتھ یہ سورہ سکھائی۔'' اس سورہ کریمہ میں وجوہ قراءت کا ذکر بھی ملتا ہے۔

حدیث بخاری: ۴۴۸۱ کے مطابق حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے تھے کہ حضرت ابیؓ بن کعب اگرچہ ہمارے سب سے بڑے قاری ہیں لیکن ہم ان کی بیشتر قراءت ترک کرتے ہیں۔ (۱۴۶)

وجوہ قراءت یا صحابہ کرام کے سبعۃ احرف کے باب میں اختلافات کی چند نوعیتیں ہیں۔ ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

ایک کلمہ کی مختلف قراءت

سبعۃ احرف پر نزول قرآن کریم کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کلام الٰہی کے ہر لفظ یا کلمہ میں ساتوں حروف پائے جاتے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ بعض الفاظ وکلمات میں ایک دو یا زیادہ قرائتیں کی جاسکتی ہیں کہ ان کی رعائت سے وہ اترے ہیں اور اس طرح سات حروف پورے قرآن مجید میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان ساتوں حروف کی تعلیم اپنے اصحاب کو دی تھی۔ مثلاً سورہ فاتحہ ۳: ''مٰلك يوم الدين'' میں مٰلك لفظ کو تین طرح سے پڑھا گیا ہے جیسے مٰلك جو مشہورترین قراءت ہے۔ مَلِك جو بعض صحابہ کرام پڑھتے تھے۔ ان دونوں میں لفظ مذکور اسم فاعل ہے۔ بعض قراءت میں اس کلمہ ملک کو فعل ماضی ''مَلَكَ'' پڑھا گیا ہے۔

Marfat.com

اس صورت میں "یوم الدین" اس کا مفعول ہوگا اور یوم پر زبر آئے گا۔ اسی بناپر اس کلمہ "ملك" کی یہی کتابت/املاء لازمی ہے کہ اسی میں ان تین قراءتوں کی گنجائش نکلتی ہے، "مالک" لکھ دینے کی صورت میں دو حروف ساقط ہو جاتے ہیں۔ بعض دوسری مثالیں بھی ہیں۔ (۱۴۷)

ایک حرف کا دوسرے حرف سے تبادلہ

عرب قبائل اور قریش بالخصوص بعض قریب الصوت (آواز کے لحاظ سے قریب) حروف کو ایک دوسرے سے بدل دیتے تھے جیسے س کو ص سے۔ قرآن مجید میں سورہ فاتحہ ۵: "اهدنا الصراط المستقیم" میں صراط کو سراط بھی لکھا جاتا ہے مگر قریشی املاء "ص" سے ہے جس پر قرآن مجید اترا تھا۔ تاہم دونوں کی رعائت کی جا سکتی ہے لہٰذا کتابت و املاء میں مصحف میں الصراط لکھا تو ص سے جاتا ہے مگر اس کے نیچے چھوٹا سا "س" بنا دیا جاتا ہے جو اس کی علامت ہے کہ اس کی ایک قراءت "السراط" بھی ہے اور وہ دوسرا حرف ہے۔ یہی معاملہ لفظ المسیطر کا ہے کہ وہ "ص" اور "س" دونوں میں سے کسی سے لکھا جا سکتا ہے مگر "ص" کو ترجیح حاصل ہے: "بمصیطر" ۔سورہ غاشیہ: ۲۲ غیر محتاط ناشرین اور جانبدار مسلکی مطابع اپنے شائع کردہ مصاحف میں اس واجب رسم عثمانی کی مخالفت کر کے صرف ایک حرف پر لکھ دیتے ہیں۔ (۱۴۸)

قراءتِ دیگر

قراءتِ دیگر کے عنوان سے بعض اہل علم قرآن مجید کے متن میں وارد لفظ یا کلمہ کی جگہ دوسرا لفظ اور کلمہ لکھ کر اسے دوسری قراءت سمجھتے اور سمجھاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ یا دوسرے صحابہؓ اسی طرح قراءت کرتے تھے۔ وہ دوسرا حرف ہے اور نہ دوسری قراءت، بلکہ وہ صحابہ کرام کی تفسیری وضاحت ہوتی ہے جسے وہ لکھ لیا کرتے تھے یا پڑھتے تھے۔ رسم عثمانی کے خلاف کوئی لفظ و کلمہ قابل قبول نہیں جیسے حضرت عائشہؓ نے "حافظوا علی الصلوٰة الوسطیٰ" کے بعد اپنے غلام سے "وصلوٰة العصر" لکھوا دیا تھا جو دراصل

Marfat.com

صلوٰۃ وسطیٰ کی مراد وشرح ہے۔ (۱۴۹)

اسی طرح زبان وحلق کی بے مائیگی کی بنا پر بعض اقوام وطبقات یا ان کے افراد بعض عربی حروف کو ان کے صحیح مخارج سے نکالنے پر قادر نہیں ہوتے جیسے قبیلہ ہذیل اور ان کے نمائندے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ "حتی حین" کو "عتی عین" پڑھا کرتے تھے کہ ح کی جگہ ع کی آواز نکالتے تھے۔ اس کی مثال پنجاب اور حیدر آباد دکن کے بعض لہجوں سے دی جاتی ہے کہ وہ ق کو ک اور خ بالترتیب پڑھتے ہیں جیسے قادر کو کادر یا خادر مگر وہ ان کے حلق وزبان کی بے بسی ہے، وہ قراءت دیگر ہے اور نہ حروف سبعہ میں سے کوئی ایک حرف۔ (۱۵۰) املاء بدلتے ہی وہ قرآنی لفظ نہیں رہتا ہے۔ دوسری طرف حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جن قراءتوں/چیزوں کو رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے ان کو کبھی ترک نہیں کرسکتا۔ چنانچہ وہ سورہ بقرہ:۱۰۶: "ماننسخ من اٰیة او ننسها" کو "ماننسخ من آیة او ننسٰها" پڑھا کرتے تھے جو عام ومشہور قراءت کے خلاف ہے۔ یہ دراصل سبعۃ احرف کے مسئلہ میں مہاجرین وانصار کا اختلاف تھا اور اس کی ایک مثال قریش کے دو اکابر کے بارے میں پہلے گذر چکی ہے۔ بہرحال اس ضمن میں یہ حقیقت ذہن نشین کرنے کی ہے کہ رسم عثمانی میں یہ دونوں وجوہ قرأت یا سبعۃ احرف کے دو حروف ممکن ہیں۔ (۱۵۱)

سبعۃ احرف کی ایک اور مثال

حضرت ابی بن کعبؓ سے ہی متعلق ہے۔ ان کے ایک شاگرد کا بیان ہے کہ میں نے دو آدمیوں/صحابیوں کو قراءت قرآن کرتے ہوئے سنا تو ان دونوں کا انداز ولہجہ قراءت نامانوس معلوم ہوا اور اس پر تکدر ہوا لہٰذا ان دونوں صحابہ کو لے کر حضرت ابی بن کعبؓ خدمت نبوی میں پہنچے اور دونوں کے بارے میں بتایا کہ ان دونوں کی بالترتیب دوبار قراءت سنی اور مجھ کو دونوں طریقے الگ الگ لگے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں کی قراءت سن کر ان کی تصدیق کی۔ حضرت ابیؓ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوگیا اور اسے رسول اکرم ﷺ نے محسوس

Marfat.com

کر کے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ ''اے ابی! مجھے حکم دیا گیا کہ قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں۔ میں برابر دعا کرتا رہا کہ زیادہ حروف پر پڑھنے کی اجازت ملے یہاں تک کہ سات حروف پر پڑھنے کی اجازت مل گئی۔'' صحیح مسلم کی اس روایت وحدیثِ حضرت ابی بن کعبؓ میں ان مختلف یعنی کم از کم تین حروفِ قرآن بشمول حرفِ ابی بن کعبؓ کی مثال نہیں ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ اور ابن حکیم بن حزام کے اختلاف قراءت میں نہیں ہے۔ (۱۵۲)

قراءت ابن مسعودؓ

قراءت ابن مسعودؓ کا واقعہ اگرچہ زمانی لحاظ سے کچھ بعد کا ہے مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اکرم ﷺ سے ستر سورتیں براہ راست آپ ﷺ کے دہن مبارک سے سن کر سیکھی تھیں۔ وہ ایک خاص نعمت تھی جس کی بنا پر انہوں نے اپنے مصحف میں صرف ان ہی سورتوں کو لکھا تھا۔ ان کی قراءت بھی خاص تھی جو بقول ان کے وہ اپنے شاگردوں کو سکھاتے تھے۔ اُن کے نوجوان اصحاب میں حضرت علقمہ بن قیسؒ بھی تھے جن کی قراءت صحابی جلیل حضرت خباب بن ارت تمیمیؓ کو ان کی فرمائش وجستجو پر سنوائی تھی اور حضرت خبابؓ نے اس کی تحسین بھی کی تھی۔ (۱۵۳)

سورۂ یوسف کی قراءت حضرت ابن مسعودؓ کا واقعہ ذرا بعد کا ہے لیکن اس کی وجوہ قراءت کا اختلاف عہد نبوی کا ہی ہے۔ حمص کے لوگوں کی فرمائش پر حضرت ابن مسعودؓ نے سورہ یوسف کی تلاوت کی تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ اس طرح نہیں اتری تھی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اسی طرح اس کی تلاوت کی تھی اور آپ ﷺ نے میری قراءت کی خوب تحسین کی تھی۔ (۱۵۴)

واقعۂ قرطاس

عہد نبوی کے اہم ترین آخری اختلافات صحابہ میں ایک واقعۂ قرطاس ہے جس کی ایک جہت نبی اکرم ﷺ سے بھی اختلاف کی ہے۔ مرض الوفات میں جمعرات کو بیماری کی

Marfat.com

شدت نے اور زور پکڑلیا تو آپ ﷺ نے حاضر خدمت صحابہ کرام سے فرمایا: ''کاغذ (قرطاس) لے آؤ تاکہ میں اس پر لکھوا دوں جسے تم نہ بھولو گے۔ جس کے بعد گمراہ نہ ہوگے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ رسول اکرم ﷺ پر اس وقت سخت تکلیف طاری ہے لہٰذا آپ کو مزید تکلیف دینا مناسب نہیں ہے اور پھر ہمارے پاس قرآن مجید تو موجود ہی ہے اور اللہ کی شریعت ہمارے لئے کافی ہے''۔ لوگوں میں اختلاف ہوگیا: کسی نے کہا لکھوالیا جائے اور کسی نے کہا کہ لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ روایات میں سے بعض میں یہ آتا ہے کہ اس پر شور وغوغا اتنا بڑھا کہ آپ ﷺ کو ہوش آگیا اور ناگواری بھی ہوئی اور آپ ﷺ نے ان کو مجلس سے اٹھادیا۔ بعض احادیث میں ہے کہ افاقہ کے بعد صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ کو لکھوادینے کی بات یاد دلائی بھی مگر آپ ﷺ نے صرف تین وصیتیں زبانی کیں اور لوگوں کو رخصت کردیا۔ (۱۵۵) اس پورے واقعہ پر ایک مفصل بحث الگ سے کی گئی ہے جو اسی کتاب تحقیق سے نکلی ہے۔

دینی شدت پسندی

رسول اکرم ﷺ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان میں حضرت ابوالدرداءؓ اور ان کی اہلیہ کا ایک واقعہ شامل ہے۔ صحابہ کرام کے دین کے بارے میں صحیح اور افراط وتفریط پر مبنی رویوں کا ذکر اسی دین کے بارے میں شدت پسندی کے حوالے سے بھی آتا ہے، وہ یہ ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ دونوں دینی/ مواخاۃ کے بھائی تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ ان کے گھر آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن زیارت کو گئے تو حضرت ابوالدرداءؓ موجود نہ تھے، ان کی اہلیہ کو دیکھا کہ وہ برے حال میں تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ تمہارے بھائی کو دنیا کی رغبت ہی نہیں۔ اتنے میں حضرت ابوالدرداءؓ آگئے۔ ان کے لئے کھانا پکوا کر سامنے رکھا تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ آپ بھی ساتھ کھایئے۔ انہوں نے روزہ کا عذر کیا۔ حضرت سلمانؓ کے اصرار پر انہوں نے بھی کھایا۔ اسی طرح رات کی نماز پڑھنے کے لئے

Marfat.com

ان کو دوبارا ٹھنے نہ دیا اور سونے کو کہا اور آخر شب میں ان کو نماز شب کے لئے اٹھایا۔ پھر ان سے وہ بات کہی جو حدیث بن گئی ''تمہارے اوپر تمہارے رب کا حق ہے تو تمہارے نفس کا بھی ہے، تمہاری بیوی کا بھی ہے اور ہر حقدار کو اس کا حق دو۔ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں صبح کو حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت سلمانؓ کی تائید کی۔ (۱۵۶)

تفسیری اختلافات

متن قرآن مجید کے علاوہ تفسیر قرآن مجید کے بارے میں اختلافی روایات اتنی کثرت سے ملتی ہیں کہ بعض بعض الفاظ وکلمات اور تعبیرات وعباراتِ قرآنی کے بارے میں صحابہ کرام کے متعدد اقوال ملتے ہیں اور ان سب کو تفسیری اقوال کہا جاتا ہے جو ایک دلچسپ چیز ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے ان کے لئے ایک نیا فقرہ یا موزوں اصطلاح ایجاد کی ہے کہ وہ اختلاف تنوع ہے یعنی ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں یا متعدد تشریحات جیسے عربی زبان میں تلوار کے لئے عام لفظ سیف ہے مگر اس کے لئے صارم، مهنّد وغیرہ متعدد الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں جیسے روٹی کے لئے خبز عام لفظ ہے مگر اس کی دوسری انواع واقسام کے لئے رغیف وغیرہ اور کئی الفاظ آتے ہیں۔ یہ بحث انہوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کی ہے کہ کسی زبان میں بالخصوص قرآن مجید میں مترادفات نہیں ہیں کیوں کہ ہر لفظ مستعمل کے معنی میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے اختلاف تنوع کی سب سے عمدہ مثال سورہ فاتحہ: ۵ میں ''صراط مستقیم'' سے مراد اقوال صحابہ ومفسرین بالخصوص تابعین ہیں۔ اس سے مراد منشائے الٰہی، دین، اسلام، طریق انبیاء، شریعت محمدی، سنت نبوی، جنت وفلاح کا راستہ وغیرہ میں سے خواہ کوئی مراد لی جائے اس کا معنی ومطلب صرف ایک ہے یعنی صحیح راستہ۔ اس کو وہ تنوع کا اختلاف بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تفسیر وشریعت میں اختلافِ تنوع زیادہ پایا جاتا ہے اور اختلافِ تضاد نہیں پایا جاتا یا کم پایا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں دو متبادل چیزوں میں سے صرف ایک ہی صحیح ہوسکتا ہے جیسے رات

Marfat.com

دن، اندھیرا اجالا، حق و باطل، دین و کفر وغیرہ میں ایک ہی اس جگہ مراد لیا جا سکتا ہے۔ (۱۵۷)

اس طویل تمہیدی وضاحت کے بعد صحابہ کرام کے اختلافات کی تفسیری نوعیت بہت آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم حقیقت کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے: وہ یہ کہ قرآن مجید میں بعض الفاظ مختلف معانی رکھتے ہیں جیسے لفظ قروء ہے جو حیض اور اس کے بعد طہر دونوں کے زمانوں کے معانی میں آتا ہے۔ اسی بنا پر بعض نے اس سے مراد حیض لیا ہے اور بعض نے طہر مگر اطلاق کا فرق نہیں پڑتا۔ یہ مثال اختلافِ تضاد کو پیش کرتی ہے۔ ایسے متضاد و متصادم اختلافات صحابہ میں پائے جاتے تھے اور ان کا ذکر بہت خوبصورتی سے امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں مختلف اقوالِ مفسرین کے تضادات کی وضاحت کرتے ہوئے کیا ہے۔ (۱۵۸)

بعض صحابہ کرام سے کلمات والفاظ اور تعبیرات کے سمجھنے میں اختلاف ہوا۔ وہ دراصل اختلافاتِ صحابہ کے زمرے کی بجائے انسانی فہم کے قصور اور اخذ و قبول کے نقص کی طرف یا تعلیم و تربیت کی کمی کی جانب اشارہ کرتا ہے جیسے حضرت عدیؓ بن حاتم طائی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آیت کریمہ ”حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود“ سے سچ مچ کے سفید و سیاہ دھاگے مراد لیتے تھے جب کہ ان سے مراد صبح میں اُفق کی سپیدی کا اس کی سیاہی سے واضح ہونا ہے۔ (۱۵۹)

حضرت خضر علیہ السلام

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت حر بن قیس فزاریؓ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ”صاحب“ پر اختلاف ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ ان کا نام حضرت خضر بتاتے تھے اور حضرت حرؓ کسی اور کا نام لیتے تھے۔ دونوں کے تفسیری اختلاف کا تصفیہ حضرت ابی بن کعبؓ نے کیا اور حضرت ابن عباسؓ کے خیال کی تائید کی۔ (۱۶۰)

Marfat.com

آیتِ قصر نماز کی تفسیر

حضرت یعلیٰ بن امیہؓ کو حالت امن میں لوگوں کے نماز قصر کرنے پر اعتراض پیدا ہوا تو حضرت عمرؓ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کافروں کے فتنہ سے بچنے کے لئے نماز قصر کرنے کا حکم ضرور تھا اور حالت امن میں بھی وہ برقرار رہا تو مجھے تعجب ہوا اور میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک صدقہ ہے اور اب امن کا زمانہ ہو یا خوف کا حال دونوں صورتوں میں نماز قصر کرنے کی رخصت برقرار ہے۔ (۱۶۱)

تعبیر احادیث کے اختلافات

احادیث وسننِ نبوی میں زیادہ تر اختلافِ سنت ہے جس کا ذکر اختلاف تنوع کے زیر عنوان ذرا تفصیل سے ہوگا۔ بسا اوقات صحابہ کرام ایک فرمان نبوی کے دو الگ الگ مفہوم و مراد نکالتے تھے جیسے غزوہ بنی قریظہ سے قبل صحابہ کرام کی ایک جماعت کو یہودی قبیلہ کے علاقے کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا کہ بنوقریظہ میں پہنچنے پر ہی نماز عصر پڑھنا: "لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظه" بخاری: ۴۱۱۹۔ بعض صحابہ کرام نے ظاہری الفاظ کو حکم سمجھا اور بنوقریظہ میں جا کر نماز عصر ادا کی اور بعض نے مراد ومطلب یہ سمجھا کہ جلدی مسافت طے کریں اور نماز عصر کا وقت آیا تو انہوں نے راستہ ہی میں نماز پڑھ لی۔ رسول اکرم ﷺ کے سامنے دونوں نے اپنا موقف پیش کیا اور آپ ﷺ نے ان دونوں کو صحیح قرار دیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کے حوالے سے بعض عمدہ اصولی مباحث پیش کئے ہیں جو حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس میں اجتہاد کرنے، مجتہد کے صحیح (مصیب) ہونے اور قطعیات (قطعی احکام) میں صرف ایک ہی موقف کے مصیب (صحیح) ہونے وغیرہ پر عمدہ کلام کیا ہے۔ (۱۶۲)

کتبِ احادیث میں بالخصوص اور ان کی شروح میں بالعموم تعبیر وتشریح اور تفہیم

Marfat.com

احادیث کے بارے میں اختلافاتِ صحابہ کرام کی بہت سی مثالیں نقل کی گئی ہیں۔ان کی تحقیق و تحلیل تو اس مقالے کو کتابِ عریض اور دفتر وسیع بنا دے گی۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے صحابہ کرام میں سے بعض پر جو استدراکات کئے تھے وہ بہت عمدہ اور جامع شواہد ہیں۔مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنی معرکہ آراء تصنیف سیرۃ عائشہ کے آخر میں ان پر مبنی تالیف سیوطی کو پورا نقل کردیا ہے:"عين الاصابة فيما استدركته السيّدة عائشة على الصحابة "اس میں مختلف ابواب جیسے طہارت، صلوٰۃ، جنائز، صیام، حج، وغیرہ کے حوالے سے ان کے استدراکات ہیں:

۱-حضرات عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ عباسؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ کا خیال تھا کہ میت پر رونے والوں کے نالہ وبکا سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔حضرت عائشہؓ نے ان پر استدراک کیا کہ وہ غلط سمجھے، مرادِ نبوی یہ تھی کہ رونے والے رو رہے ہیں اور میت بیچاری عذاب میں مبتلا ہے۔

۲-مُردوں کے سننے کی حدیث کے بارے میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ کا اختلاف تھا کہ ان کو کوئی نہیں سنا سکتا۔حدیث نبوی کا مفہوم دوسرا ہے۔

۳-حضرت ابو ہریرہؓ عورت، گھوڑے اور گھر میں بدشگونی ایک حدیث کی بنا پر مانتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی توجیہ کی کہ یہ یہود کا خیال ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ پوری حدیث نہیں سن سکے تھے اور اس لئے اسے عام حدیث اور اسلامی خیال سمجھ بیٹھے۔

۴-حضرت ابن عباسؓ اور بعض دوسرے حضرات معراج میں رویتِ الٰہی کے قائل تھے مگر حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ اسراء ومعراج میں رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تھا۔ یہ بات قطعی جھوٹ ہے۔ وہ بھی دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ رویتِ جبریل علیہ السلام کی قائل تھیں۔

۵- متعہ کے جواز کے قائل صحابہ میں حضرت ابن عباسؓ وغیرہ شامل ہیں جبکہ جمہور صحابہ اور

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کی حرمت کے قائل ہیں اور یہی صحیح ہے۔

سید ندویؒ نے ''مغز سخن تک پہنچنا'' کی معنی خیز سرخی لگا کر لکھا ہے کہ ''بعض مسائل کی نسبت صحابہ میں جو اختلافِ روایت ہے وہ کسی قدر اختلاف فہم پر مبنی ہے۔ حضرت عائشہ کو اس فہم وذکا کے عطیہ الٰہی سے بھی حظ وافر ملا تھا اور انہوں نے اس دولت عظمیٰ سے فن حدیث میں بہت فائدہ اٹھایا۔'' پھر متعدد اختلافِ فہم کی مثالیں اور روایات نقل کی ہیں جن کی تلخیص درج ذیل ہے:

۱- ایک بلی کو بھوکا پیاسا رکھنے اور اس کے سبب اس کے مرجانے کی بنا پر حضرت ابو ہریرہؓ ایک مسلمان کو عذاب الٰہی کا مستحق بتاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے حدیث ابی ہریرہؓ کی تشریح کی کہ وہ حدیث ایک کافر وظالم عورت کے بارے میں ہے۔

۲- حضرت ابوسعید خدریؓ نے وفات کے وقت نئے کپڑے منگوا کر پہنے کہ حدیث میں آیا ہے جو مسلمان جس لباس میں مرتا ہے اسی میں اٹھایا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے حدیث کی صحیح تفہیم وتشریح کی کہ الفاظ حدیث میں لباس سے مراد اعمال ہیں، نہ کہ مادّی لباس۔

۳- کتب حدیث میں مشہور حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو بکری کے گوشت میں دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ حضرت عائشہؓ کی تشریح ہے کہ ''گوشت کا یہ حصہ فی نفسہٖ پسند نہ تھا بلکہ بات یہ تھی کہ گوشت روز نہیں ملتا تھا، دست کا گوشت پکنے میں جلد گل جاتا ہے اس لئے آپ ﷺ اس کو پسند کرتے تھے''۔ حدیث عائشہؓ پر استدراک کیا جاسکتا ہے کہ دست کا گوشت سچ مچ پسند خاطر تھا۔ اس کی کئی صحیح احادیث ہیں۔

۴- حضرت ابوہریرہؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ جس نے وتر کی نماز نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی تردید کر کے صحیح معنی بتائے کہ وہ سنت وتر کی تاکید کے معنی رکھتی ہے، نہ کہ بخشش کی اجازت ہے۔

۵- حضرت ابن عمرؓ وغیرہ کا خیال تھا کہ وضو کے بعد زوجہ کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا

Marfat.com

نہاتے وقت عورت کو اپنی چوٹی کھول لینی چاہیئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ دونوں فتاویٰ/روایات حدیث کا صحیح اظہار نہیں کرتے۔ بوسے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور غسل میں چوٹی کھولنا بھی ضروری نہیں۔

۶- نماز میں مرد کے سامنے سے اگر گدھا، عورت یا کتا گذر جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے اس خیال و روایت پر نکیر کی کہ عورت کو تم نے گدھے اور کتے کے برابر کر دیا۔ پھر اپنی خاص حدیث سے اس کی تردید کی۔

۷- حضرت ابو ہریرہؓ جنبی شخص کے بحالت جنابت روزہ نہ رکھنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ دونوں نے ان کے خیال کی تردید کی کہ جنبی شخص بحالت جنابت روزہ شروع کر سکتا ہے۔

حضرت سید صاحبؒ نے اس مقام پر اور دوسرے عناوین کے تحت حج وعمرہ، کفن، احرام وغیرہ کے بارے میں متعدد صحابہ کرام پر حضرت عائشہ کے استدراکات کا ذکر کیا ہے جن میں تعبیر حدیث کے علاوہ فقہی اختلافات بھی ہیں۔ (۱۶۳)

فقہی اختلافات

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اختلافاتِ صحابہ کی سات صورتیں قرار دی ہیں:

۱:- حدیث معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اجتہاد کرنا اور اس اجتہاد میں اختلاف کرنا۔

۲:- سنت و عمل نبوی کو دو صحابیوں کا دو یا زیادہ صحابہ کرام کا مختلف محلوں پر محمول کرنا۔

۳:- وہم وگمان کی وجہ سے ان میں اختلاف ہونا۔

۴:- سہو ونسیان کی بنا پر دو یا زیادہ صحابہ میں اختلاف ہونا۔

۵:- روایت/حدیث اخذ کرنے میں باہم اختلاف کرنا۔

۶:- احکام علت کا استنباط کرنے میں ان کا باہم مختلف ہونا۔

Marfat.com

۷:- دو/متصادم روایات میں تطبیق دینے میں اختلاف کرنا۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے صحابہ کرام کے ان تمام فقہی اختلافات کو فروع میں اختلاف کا عنوان دیا ہے۔ اصول میں ان کا اختلاف نہ تھا اور نہ دوسرے فقہاء کا۔ چوں کہ صحابہ کرام کے ساتھ تابعین عظام بھی وابستہ تھے اس لئے ان کے فروع فقہ میں اختلافات کا ذکر بھی ساتھ آتا گیا ہے اور وہ بہت اہم ہے۔ اس میں تسلسل اختلاف کے علاوہ بعد کے فقہ کے اماموں اور مجتہدوں کے فقہی اختلافات کی حقیقت بھی مستور ہے جو حل اختلافات کی کلید بھی ہے۔ (۱۶۴)

اختلافاتِ صحابہ کی ساتوں صورتوں کی متعدد ذیلی قسمیں کی ہیں اور ان کے تحت ہر ایک کی خاص صورتِ اختلاف بیان کی ہے۔ حضرت شاہؒ کی اس بحث کی تلخیص یہاں پیش کرنے سے اصل مقصد کے ساتھ اختلافات فقہی کے ایک عظیم علمی تجزیے کی خدمت بھی ہو جائے گی:

ا- حدیث و کتاب کے حکم کی عدم موجودگی میں اجتہاد

صحابہ کرام ایسی صورت میں اپنی بصیرت سے اجتہاد کرتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ ان کے اجتہاد کی تصدیق کسی دوسرے صحابی کی بعد میں بیان کردہ روایت و حدیث سے ہو جاتی تھی جیسے حضرت ابن مسعودؓ کے ایک اجتہاد کی تصدیق حضرت معقلؓ بن یسار کی حدیث سے ہوگئی تھی۔

کسی فقہی مسئلہ پر علمی بحث کی صورت میں کسی صحابی نے دوسرے صحابی کی حدیث یا رائے سن کر اپنی رائے و فتوے سے رجوع کر لیا جیسے حضرت ابو ہریرہؓ نے جنبی کے بحالت جنابت روزہ رکھنے کے مسئلہ پر دو ام المومنین عائشہؓ و ام سلمہؓ کی حدیث و سنت سن کر رجوع کر لیا تھا۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی صحابی نے دوسرے صحابی کی حدیث سن کر رجوع نہیں کیا۔ کیوں کہ ان کو اس سے اطمینان نہیں ہوتا تھا جیسے حضرت عمرؓ کو حضرت عمارؓ نے جنبی شخص کے لئے تیمم کی حدیث سنائی مگر حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی رائے سے رجوع نہیں کیا۔ اسی طرح

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت قیس کی مطلقہ بائنہ کے نان نفقہ کی حدیث سن کر بھی اپنی رائے نہیں بدلی تھی کہ معلوم نہیں کہ صحابی محترم اور صحابیہ محترمہ کو صحیح معلوم بھی تھا یا نہیں۔

کسی صحابی کو حدیث ملی تو اپنی رائے اور فتوے سے رجوع کر لیا جیسے ابن عمرؓ نے عورت کے غسل جنابت میں اپنی چوٹی کے بال کھولنے کے فتوے سے حضرت عائشہؓ وغیرہ کی حدیث سن کر رجوع کر لیا تھا۔

۲- سنت و عمل کے دو حالتوں پر محمول

سنت و عمل کے دو حالتوں پر محمول کرنے میں صورت اختلاف یہ تھی کہ بعض اسے عبادت سمجھتے تھے اور بعض اباحت (جائز)۔ مقام ابطح میں نبوی قیام و سکونت کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عمرؓ اسے مناسک حج میں شمار کر کے عبادت ٹھہراتے تھے جبکہ حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ اس کو ایک اتفاقی معاملہ قرار دے کر مناسک حج میں شمار نہیں کرتے تھے۔

طواف میں رمل کرنا جمہور صحابہؓ کے نزدیک سنت ہے مگر حضرت ابن عباسؓ اسے ایک اتفاقی اور مصلحت آمیز امر سمجھتے تھے۔

۳- وہم و گمان کا اختلاف

حجۃ الوداع کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف اسی خیال و گمان پر مبنی ہے: بعض کے نزدیک وہ حج تمتع تھا، بعض کے نزدیک قران اور بعض کے نزدیک افراد۔ اسی طرح اس مقام کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے احرام کس جگہ سے باندھا تھا: ذوالحلیفہ سے یا جب آپ اونٹنی پر سوار ہونے لگے تھے یا بیداء نامی جگہ سے: تینوں قسم کی روایات/ احادیث ملتی ہیں اور ہر صحابی نے اپنے مشاہدہ کو حَکَمْ بنایا ہے۔

۴- سہو و نسیان کی وجہ سے اختلاف

حدیث عائشہؓ وغیرہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے مدنی دور میں تمام چار عمرے ماہ ذوالقعدہ میں کیے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ کے نزدیک ان میں سے ایک عمرہ ماہ رجب میں کیا

Marfat.com

تھا۔ شاہ صاحب نے اس اختلاف کو اس ذیل میں رکھا ہے مگر بعض اہل علم وتحقیق کا خیال ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کے بیان میں اس کا قوی امکان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ماہ رجب میں بھی کوئی عمرہ کیا ہو۔ دراصل رسول اکرم ﷺ کے مدنی زمانے کے عمروں اور حج کے بارے میں محدثین نے روایات نقل کی ہیں اور مکی دور کے حج وعمرات کی تعداد یا حقیقت سے بحث نہیں کی۔

۵- ضبط/اخذ روایت میں اختلاف

میت/مردے پر رونے سے میت کو عذاب دیے جانے کی حدیث ابن عمرؓ اس کی مثال ہے، حضرت عائشہؓ نے اس کی صحیح صورت وتعبیر بتائی تھی۔

۶- حکم کی علت کے استنباط میں اختلاف

جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کی علت نکالنے پر اختلاف ہوا کہ ہر میت کے لئے یہ حکم ہے یا صرف مسلم کے جنازے کے لئے یا غیر مسلم کے جنازے کے لئے بھی ہے۔ صحابہ کی آراء مختلف ہیں۔

۷- دو مختلف روایتوں میں تطبیق دینے میں اختلاف

متعہ کی ایک بار اجازت دی پھر ممانعت کی، پھر دوسرے موقعہ پر اجازت دی پھر ممانعت کی۔ حضرت ابن عباس کی رائے میں یہ اجازت ضرورت کی بنا پر ہے اس لئے متعہ آج بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ جمہور صحابہ کی رائے یہ ہے کہ متعہ کی اجازت اب قطعی منسوخ ہے۔

بوقت استنجا قبلہ کی طرف رخ کرنا یا پیٹھ کرنا ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ عام صحابہ کرام اسے حکم مانتے ہیں مگر حضرت جابرؓ کے نزدیک وہ منسوخ ہے اور یہی خیال حضرت ابن عمرؓ کا ہے کیونکہ ان دونوں نے رسول اکرم ﷺ کو قبلہ کی طرف رخ کر کے بول و براز کرتے دیکھا تھا۔ (۱۶۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اس تجزیہ اختلافاتِ صحابہ کا ایک تنقیدی تجزیہ کرنا اسی جگہ زیادہ موزوں لگتا ہے۔ اس کو مختلف نکات کی شکل میں وضاحت وصراحت کی خاطر کیا جا رہا ہے:

Marfat.com

۱-فروع میں صحابہ کرام کا اختلاف تھا، اصول میں نہیں۔ یہ نظریہ شاہ بالکل صحیح ہے اور اسی پر امت کا اجماع بھی ہے۔

۲-علمِ فقہ کے آغاز کے بارے میں حضرت شاہؒ کا خیال کتاب وسنت اور تاریخ و سیرت کے شواہد سے پوری طرح میل نہیں کھاتا۔ بلاشبہ عہد نبوی میں علم فقہ مدون نہیں تھا اور نہ ہی احکام شرعیہ کی فقیہانہ بحثیں تھیں۔ لیکن فرائض وواجبات، سنن ومستحبات کا فرق اس دور میں بھی واضح تھا۔ رسول اکرم ﷺ کو عبادات و معاملات کرتے ہوئے صحابہ کرام دیکھتے تھے اور ان کی اتباع و پیروی بھی خلوص سے کرتے تھے مگر ان کے امتیازات کو بھی جانتے اور پہچانتے تھے۔ ان میں سے بیشتر کی وضاحت قرآن وسنت نے خود کی تھی اور بقیہ میں صحابہ کا ملکہ راسخ کارگر ہوا تھا۔ حضرت شاہؒ نے وضو، نماز، حج، کی مثالیں دی ہیں اور خیال ظاہر کیا ہے کہ ان کے فرائض و واجبات، سے صحابہ کرام آگاہ نہ تھے مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے کیوں کہ وضو کے چار فرائض کا ذکر قرآن مجید میں اور سنتوں کا اضافہ حدیث وسنت میں ہے۔ فرض ونفل اور سنت نمازوں کا فرق بھی ان پر واضح تھا۔ دونوں مآخذ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ حج کے ارکان وفرائض اور سنن ومستحبات کا ذکر ملت حنیفی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلا آرہا تھا اور ان کی وضاحت خاص فرمان رسول اکرم ﷺ نے کی تھی اور اسی قدر قدیم روایاتِ عرب نے بھی ان کو واضح کیا تھا۔ ورنہ حج تو آپ ﷺ نے بعد ہجرت صرف ایک کیا تھا اور اس کو دیکھ کروہ صحابہ کرام کیا کیا سیکھتے۔ دوسرے اس کو بھرپور دیکھنے کے باوجود ان میں افراد، قران اور تمتع کی افضلیت کا اختلاف پیدا ہوگیا کہ صرف مشاہدہ وملاحظہ نے کیا کیا گمان دئے تھے اور ان کے نتیجہ میں یہ بھی ہوا کہ حجۃ الوداع کی نوعیت پر اختلاف ہوگیا۔ (۱۶۶)

۳-خلافتِ شیخین میں بالخصوص اور خلافتِ راشدہ میں بالعموم صحابہ کرام کے حدیث کی دریافت، حدیث میں حکم نہ ملنے کی صورت میں مشورہ اور اجماع کرنے کی وجہ سے اجتماعیت برقرار رہنے اور اختلاف نہ ہونے کا خیال بھی صرف اسی خاص مبارک عہد کے لئے خاص

Marfat.com

نہیں ہے، ان سب طریقوں کا وجود وظہور بلکہ شہود بعد کے ادوار میں بھی تھا۔ کم اختلاف ہو یا زیادہ، اختلاف تو تھا۔ پھر مسائل کے انبار نے اختلافات کو بڑھایا۔

۴-صحابہ کرام خلافت فاروقی اور خلافت عثمانی میں اطراف وممالک میں بلاشبہ زیادہ پھیلے کہ اسلامی ریاست زیادہ پھیل گئی تھی۔ اور اس سے زیادہ اموی خلافت میں صحابہ کرام کا پھیلاؤ ہوا تھا جو ایک طرح سے عالمی بن گیا۔ مسائل کی کثرت ضرور ہوئی لیکن وجوہ اختلاف کی نہیں۔

۵-حضرت شاہؒ نے جن سات صورتوں (ضروب اختلاف) کا ذکر کیا ہے وہ سب کی سب عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں بھی موجود تھیں۔ دلچسپ بات ہے کہ ان ساتوں کی جتنی مثالیں حضرت شاہؒ نے دی ہیں وہ سب اکابر صحابہ کے بارے میں ہیں جو زیادہ تر مدینہ منورہ میں مقیم رہے تھے۔

کتب حدیث وسیرت میں بعض فقہی اختلافات کا ذکر ملتا ہے جو صحابہ کرام کے درمیان ہوئے اور ان کا تصفیہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ان فقہی اختلافات میں مختلف قسم کے معاملات وامور شامل ہیں اور دوسرے عناوین کے تحت مذکور اختلافات کو بھی اس زمرے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن چند خاص فقہی اختلافات کا ذکر اسی جگہ اور اسی سرخی کے تحت موزوں معلوم ہوتا ہے۔

حضرت سبیعہؓ بنت حارث اسلمی کے شوہر حضرت سعدؓ بن خولہ کا انتقال حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں ہوگیا۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ حضرت ابوالسنابلؓ نے ان کو نکاح کا پیغام دینا چاہا مگر انہوں نے انکار کردیا۔ بچہ کی ولادت کچھ دنوں بعد ہوگئی تو حضرت سبیعہؓ نے خود نکاح ثانی کرنا چاہا۔ اس پر حضرت ابوالسنابلؓ بن بعلک نے ان سے کہا: واللہ تمہارے لئے اس وقت تک نکاح جائز نہیں جب تک عدت کی دونوں مدتوں میں سے زیادہ مدت والی عدت نہ گذر جائے۔ بیوہ کے لئے چار ماہ دس دن کی عدت مقرر ہے اور حاملہ بیوہ کے لئے صرف وضع حمل تک کی مدت۔ حضرت سبیعہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے رجوع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

کہ تم نکاح کر سکتی ہو اور انہوں نے اپنی پسند کا نکاح ثانی کر لیا کہ وضع حمل کی مدت/عدت گذر چکی تھی۔ (۱۶۷)

سنن کے اختلافاتِ تنوع

دینی وتشریعی معاملات ہوں یا فقہی وقانونی امور، بلکہ کسی حدتک تمام اجتماعی اور معاشرتی معاملات میں بھی صحابہ کرام کے اختلافات سنن نبوی کے اختلافاتِ تنوع پر مبنی تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصول ومبادی پر سب میں اتفاق پیدا کر دیا تھا۔ اس کے بعد فروع میں اختلاف بلکہ دوسرے صحیح تر معنی میں "تنوع" کو بنفس نفیس متعارف ہی نہیں کرایا بلکہ اسے اپنے حکیمانہ طریقے سے مستحکم کیا۔ اس پر تجزیاتی اور تنقیدی بحث تو آخری تنقیدی مطالعہ میں آئے گی۔ یہاں صرف سنن کے اختلافاتِ صحابہ کا ایک مختصر جائزہ دیا جاتا ہے (۱۶۸) تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ سارے اختلافات صحابہ زحمت نہیں تھے بلکہ وہ امت اسلامی اور عام انسانیت کے لئے بھی رحمت تھے اور آج بھی رحمت وسہولت ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس موضوع پر خاص کر اور دوسرے علماء وفقہا اور اہل علم نے عام طور سے ایک جگہ مدلل ومفصل بحث نہیں کی ہے مگر وہ ان تمام سنن نبوی کے اپنے اپنے مقامات پر ان سے کسی نہ کسی طرح تعرض کرتے گئے ہیں۔ حکمت ولی اللہی کا ایک یہ بھی امتیاز ہے کہ حضرت شاہؒ نے تمام عبادات ومعاملات میں سنن کے اختلافِ تنوع کا ذکر ہر باب میں کیا ہے، اسی کو وہ اسرار دین بھی کہتے ہیں اور دوسروں نے بھی سنن کے اختلاف تنوع پر کلام کیا ہے مگر وہ زیادہ مفصل ومدلل نہیں ہے۔ (۱۶۹)

اس تمہیدی بحث میں ایک اصولی بات یہ بھی کہنی ضروری معلوم ہوتی کہ صحابہ کرام کا مختلف سنتوں سے الگ الگ تمسک کرنا (پکڑنا)، اوران پر عمل کرنا اوران کی تعلیم وتدریس کرنا ٹھیک طریقہ نبوی کے مطابق تھا۔ وہ فرمان عالی اور سنت سامی کے مطابق امت مرحومہ اور عالم

Marfat.com

بشریت کے لئے مبشر بن کر پھیلے تھے، وہ بشارت وسہولت عطا فرماتے تھے، نفرت وتنگی نہیں پیدا کرتے تھے۔ فروع اور سنن اور مستحباب ونوافل میں تنوع دراصل اسی سہولت کی خاطر رسول اکرم ﷺ نے بنفس نفیس پیدا فرمایا تھا۔ سنت نبوی اور تعلیم محمدی کی بناپر صحابہ کرام نے وضو، طہارت، نماز، روزہ، صدقہ وزکوۃ، عمرہ حج جیسی عبادات میں اور دوسرے تمام معاملات میں حتی کہ آداب معاشرت میں سہولت وکشادگی پیدا کی تھی اور سب کے لئے راحت رسانی کی تھی۔ بقول حضرت شاہؒ رسول اکرم ﷺ ''ملت حنیفیہ سمحہ بیضاء'' کے احیاء واستحکام کے لئے مبعوث کئے گئے تھے اور اس میں سب سے زیادہ زور سیدھی ملت پر تھا جو سادہ اور آسان ہو اور واضح و روشن ہو۔ سنن کا اختلافِ تنوع اس کا ثبوت محکم ہے۔ (۱۷۰)

سنن کا اختلافِ تنوع تو وسیع وطویل بحث چاہتا ہے اور اس پر پہلے ہی ایک تحقیقی کتاب پیش کر چکا ہوں۔ اختلافات صحابہ کرام کے ضمن میں ان کا ایک مختصر تجزیہ یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ عبادات میں فقہی ومسلکی اختلاف کی حقیقت واضح ہو سکے۔ (۱۷۱)

باب طہارت:

وضو: میں چار فرائض وارکان۔ منہ دھونے، کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھونے، سر کا مسح کرنے اور دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھونے۔۔ کے علاوہ تمام دوسرے کام سنت ہیں جیسے شروع میں دونوں ہتھیلیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، کانوں کا مسح کرنا وغیرہ۔ ان سنتوں میں بعض تنوعات ہیں:

۱- اعضاء کو دو دو بار دھونا بھی سنت ہے اور تین تین بار دھونا بھی سنت ہے۔ دونوں پر صحابہ کرام کے مختلف طبقات کا عمل تھا۔

۲- اعضاء کو وضو کے دوران صرف دھونا بھی سنت ہے اور ان کو ملنا بھی سنت ہے۔

غسل: میں صرف ایک فرض یہ ہے کہ پورے بدن کو دھولیا جائے۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت۔ غسل سے پہلے پورا

Marfat.com

وضو کرنا سنت ہے، جسم پر تین بار پانی بہانا سنت ہے اور بدن کا ملنا بھی سنت ہے۔

غسل جنابت کی فرضیت کے سبب پر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرات مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں اختلاف ہوا کہ وہ کب فرض ہوا ہے؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عائشہؓ سے فتویٰ پوچھا اور مسئلہ حل ہو گیا۔ بعض صحابہ کا خیال تھا کہ بلا انزال دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

باب اذان واقامت:

اذان دینا اور جماعت کے لئے اقامت/تکبیر کہنا دو الگ الگ سنتیں ہیں۔ اذان میں تکبیر کو چار بار کہنے کے بعد دوسرے تمام کلمات دو دو بار کہنا سنت ہے اور اقامت بھی اذان کی طرح ہے۔ اس کی دوسری سنت یہ ہے کہ ان کو ایک ایک بار کہا جائے۔ صحابہ سے دونوں منقول ہیں کیوں کہ اسی طرح تعلیم نبوی تھی۔ نمازِ فجر میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار کہنا سنت ہے۔

بابِ نماز:

سنتوں کا تنوع اور اختلافِ صحابہ وضو، غسل اور طہارت میں اتنا زیادہ نہیں ملتا جتنا نماز میں ملتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کا سب سے بڑا رکن اور دین کا سب سے اہم عماد (ستون) ہے۔ اس میں اعمال بھی بہت ہیں۔ ہیئات و رکعات کے علاوہ ان اختلافات کا تعلق نماز کے اوقات سے بھی ہے اور متعدد دوسری چیزوں سے بھی ہے اور اسی میں مسلکی اختلاف بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔ وہ دراصل اصول کا اختلاف نہیں بلکہ فروع کا ہے اور ایسی فروع کا کہ ان میں سے کسی ایک پر عمل کر لیا جائے تو سنت کا اجر وثواب ملتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی بھی خوب ہو جاتی ہے، اس میں ترک سنت کا شائبہ بھی نہیں۔

نماز کے اوقات:

مواقیت الصلوٰۃ یعنی نماز کے اوقات کے بارے میں دو قسم کی سنتیں ملتی ہیں:

Marfat.com

۱-تمام نمازیں۔ پانچوں فرض نمازیں۔ بالکل اول وقت میں پڑھ لی جائیں۔ یہ ایک سنت ہے اور اس پر صحابہ کا عمل تھا۔

۲-پنج گانہ نمازیں اول وقت کے بعد دوسری نماز کے وقت کے آنے سے قبل پڑھ لی جائیں، یہ دوسرا تنوع اور سنت ہے۔ پھر خاص احوال وحالات میں بھی بعض نمازوں کی سنتیں یا ان کا تنوع ملتا ہے۔

-نماز فجر اندھیرے (غلس) میں پڑھی جائے یا کافی اجالے (اسفار) میں، وہ بھی سنت ہے۔ دونوں پر عمل ہے۔

-شدید گرمی میں نماز ظہر زوال کے کافی دیر بعد ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے جسے تبرید کہتے ہیں، یہ ایک اور تنوع ہے۔

-نماز عشاء کو ایک تہائی رات گذرنے پر پڑھا جائے تو وہ بھی سنت کا تنوع ہے۔

-نماز وتر عشاء کے فرض ساتھ پڑھی جائے یہ عام لوگوں کے لئے زیادہ صحیح سنت ہے اور تہجد گزاروں کے لئے دوسری سنت یہ ہے کہ وہ تہجد کی رکعات کے بعد بالکل فجر کے قریب پڑھی جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اکرم ﷺ نے سونے سے قبل نماز وتر پڑھ لینے کی وصیت کی تھی جیسا کہ وتر کی حدیث بخاری میں ہے۔

نماز کی سنتوں کا تنوع

نماز کی نیت، قبلہ رخ ہونے اور تکبیر تحریمہ تین فرائض ادا کرنے کے بعد نماز کا خاص عمل شروع ہوتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین یعنی دونوں ہاتھوں کے اٹھانے میں تین تین اختلافاتِ تنوع ملتے ہیں اور تینوں سنت ہیں:

۱-کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔

۲-کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

۳-کانوں کی دونوں لووں کے برابر تک دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔

Marfat.com

ہاتھ باندھنے کی سنتیں

تکبیر تحریمہ کے بعد ایک سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو جسم و بدن پر غلام کی طرح باندھ لیا جائے۔ دوسری سنت یا تنوع یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں اطراف میں لٹکائے رکھا جائے جسے ارسال کہتے ہیں۔

ہاتھ باندھنے میں تین انواعِ اختلاف ملتے ہیں اور تینوں پر عمل صحابہ تھا:

۱- سینے پر دونوں ہاتھ بایاں نیچے اور داہنا اوپر رکھ کر باندھ لیا جائے۔

۲-ناف پر اسی طرح باندھ لیا جائے۔

۳-ناف کے نیچے کے حصہ میں دونوں کو باندھا جائے۔ سب پر عمل تھا اور سب سنتیں ہیں۔

ثناء:

ہاتھ باندھنے کے بعد اصل سنت ثناء وحمد الٰہی ہے اور اس کی مسنون دعائیں متنوع ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی پڑھ لی جائے سنت ادا ہو جائے گی۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے مختلف احوال ومعاملات میں مختلف ثنائیں پڑھی تھیں۔ ان کی تعداد چھ سات سے زیادہ ہے۔

تعوذ وبسملہ:

تعوذ و بسملہ کو ثناء کے بعد پڑھنا سنت ہے۔ تعوذ کو سب آہستہ سے پڑھتے تھے اور بسملہ کو بیشتر صحابہ کرام بلا آواز پڑھتے تھے لیکن بعض کے نزدیک بسملہ جہری نمازوں میں بھی بالجہر یا آواز کے ساتھ پڑھنا بھی سنت ہے اور بعض صحابہ کا اس پر عمل تھا۔

سورۂ فاتحہ اور آمین

سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب یا ضروری ہے، اس کے ختم پر آمین کہنا سنت ہے۔ اس میں دو اختلاف تنوع ملتے ہیں: ایک آہستہ سے آمین کہی جائے اور جہری نمازوں میں بھی آہستہ کہی جائے مگر دوسری سنت یہ بھی ہے کہ جہری نمازوں میں بالجہر آمین کہی جائے۔

Marfat.com

رفع یدین

سورۂ فاتحہ اور آمین کے بعد ایک اور مختصر سورت یا کم از کم تین آیات یا ایک بڑی آیت قرآن پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بعد رکوع میں جانے سے قبل دونوں کانوں تک پھر تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھوں کا اٹھانا (رفع یدین کرنا) بھی سنت ہے اور اس رفع یدین کا ترک کرنا بھی سنت ہے۔ ان دونوں پر صحابہ کرام کا اختلاف عمل تھا کہ دونوں طرح سے یہ سنت نبوی مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام صرف شروع نماز میں رفع یدین کے قائل تھے اور بہت سے دوسرے صحابہ بعد میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اس باب میں رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں بطور سنت نبوی و عمل صحابہ ثابت ہیں۔ کثرت روایات باعث التزام نہیں ہے۔

تسبیحاتِ نماز

رکوع، قومے، سجود، دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ، دو رکعتوں میں دوسری رکعت میں اور چار رکعتوں والی نمازوں میں چوتھی رکعت میں التحیات/تشہد کے بعد درود وصلوٰۃ اور دعائے نماز کی مختلف سنتیں ہیں۔ ان سب میں مختلف مسنون تسبیحات، اذکار اور دعاؤں کا ذکر ملتا ہے۔ اور ان میں بھی خوب تنوع پایا جاتا ہے جیسے رکوع کی تسبیح، رکوع کے بعد کھڑے ہونے پر قومہ کی تسبیحات، سجدوں کی تسبیحات پانچ چھ ملتی ہیں۔ سجدوں کے درمیان جلسہ کی دعاء تسبیح میں تنوع اس طرح ملتا ہے کہ ان کے سات، پانچ یا صرف ایک دو کلمات کو کافی بتایا گیا ہے۔ تشہد/التحیات کی دعائیں آٹھ نو ملتی ہیں، درود وصلوٰۃ کی ایک درجن سے زیادہ ہیں اور دعائے نماز بھی کافی متنوع ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی پڑھ لے سنت ادا ہو جائے گی۔ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی مانند ان میں سے مختلف اوقات میں مختلف تسبیحات و اذکار پڑھتے تھے۔ اسی طرح نماز کے بعد کے جلسہ اذکار و تسبیحات، دعا مانگنے، اس کے لئے ہاتھ اٹھانے وغیرہ کی سنتوں میں تنوع ملتا ہے اور وہ صحابہ سے ثابت ہے۔

Marfat.com

نماز پنج گانہ کی سنتیں

فرض نمازوں کے ساتھ، پہلے یا بعد میں، مسنون نمازوں کو رواتب/مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ ان کی تعداد بعض نمازوں میں مقرر ہے جیسے نماز فجر میں فرض سے قبل دو، نماز ظہر و مغرب و عشاء کے فرض کے بعد دو دو رکعات ہیں۔ البتہ نماز ظہر سے قبل دو رکعات اور چار رکعات کا تنوع ملتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ بعض احادیث کے مطابق روزانہ بارہ رکعات مسنون ہیں یا صرف دس رکعات۔

دوسری روزانہ کی مسنون نمازوں میں بھی اسی طرح رکعات کا تنوع پایا جاتا ہے: نماز اشراق کی دو رکعات بھی ہیں اور چار بھی، وقفہ نماز چاشت میں چار، آٹھ، بارہ وغیرہ کی تعداد بھی آئی ہے۔ نماز تہجد میں اسی طرح آٹھ رکعات کی تاکید ملتی ہے تو زیادہ رکعات کی سنت بھی ملتی ہے۔ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی سنت اور اس کی تعلیم کے مطابق ان نمازوں کے تنوع پر عمل کرتے تھے اور ان کے درمیان یہ اختلافِ خیر ملتا ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ سے قبل۔ یعنی فرض رکعات سے پہلے۔ اور ان کے بعد دو اور چار اور دو چار رکعات کا فرق و تنوع ملتا ہے اور بعض حضرات نے بعد کی مسنون رکعتوں کی تعداد چھ تک بتائی ہے۔

نمازِ تراویح

رمضان کی راتوں میں خاص نمازِ تراویح رسول اکرم ﷺ نے صرف تین راتوں تک باجماعت پڑھی اور پڑھائی تھی۔ اس سے متعلق روایات میں رکعات کی تعداد کا ذکر نہیں ملتا۔ حدیث عائشہؓ کی بنا پر قیاس کیا گیا ہے کہ وہ وتر سمیت صرف گیارہ رکعتیں تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان میں پورے قرآن کریم کی قراءت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے فرض قرار دیے جانے کے خدشے سے ان کو بند کر دیا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی سنتوں، اسلام کے مزاج و روح اور عبادت کے طریقوں کے سب سے بڑے جاننے والے تھے۔ لہٰذا خلافت فاروقی میں حضرت عمر فاروقؓ کے اقدام و مشورے سے نماز تراویح کی

Marfat.com

تفصیلات طے کیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱-انفرادی نماز کی جگہ باجماعت اور مسجد میں نماز تراویح شروع کی اور اول شب میں نماز عشاء کے ساتھ اس کا وقت طے کیا۔

۲-پہلے صرف گیارہ رکعات معہ وتر پڑھائی جاتیں جن میں آٹھ رکعت تراویح تھیں۔

۳-صحابہ کرام کے اجماع سے نماز تراویح کی بیس رکعات اور تین رکعت وتر ملا کر تئیس رکعات مقرر کیں۔

۴-امام نماز تراویح دو دو رکعات کر کے پانچ ترویحوں (آرام و ذکر کے وقفوں) میں بیس رکعات تراویح پڑھاتا تھا۔

۵-مختلف مساجد مدینہ اور دوسرے امصار و دیار میں تمام مساجد میں دوسرے امام نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

۶-پورے رمضان میں تراویح کی نماز اوّل شبِ رمضان سے آخر شبِ رمضان تک پڑھائی جاتی۔

۷-اس میں پورا قرآن مجید شروع سے آخر تک ختم کیا جاتا ہے۔ یہ صحابہ کرام کا ہی معمول نہیں تمام فقہاء وعلماء کا اجماع ہے۔ اب اگر کوئی شخص یا جماعت صرف گیارہ یا آٹھ رکعات تراویح پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے کہ اس کی بھی ایک قیاسی سند ہے۔

عیدین کی نمازوں

عیدین کی نمازوں میں دو رکعات میں زائد تکبیرات میں تنوع پایا جاتا ہے:

۱-اول رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کا اسی پر عمل تھا۔

۲-دونوں رکعتوں میں تین تین زائد تکبیریں کہی جائیں۔ اس پر بیشتر صحابہ کا عمل تھا۔

Marfat.com

نماز جنازہ

نماز جنازہ میں میت کے لئے صرف دعاء مغفرت کی جاتی ہے اور اس کے قبول ہونے کے لئے پہلے ثناء ربانی اور درود نبوی پڑھا جاتا ہے اور آخر میں دعاء ہوتی ہے چونکہ اس میں نماز کے ارکان نہیں ہیں یعنی رکوع، سجدہ، تشہد وغیرہ اس لئے اس میں بعض صحابہ قرآن نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ وابن عمرؓ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔

- بعض احادیث کی بنا پر بعض صحابہ کرام نماز جنازہ میں بھی سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے جیسے حضرت ابن عباسؓ فاتحہ پڑھتے تھے۔
- میت کی دعائے مغفرت کے لئے متعدد و متنوع مسنون دعائیں کتب حدیث میں مروی ہیں۔ حصن حصین وغیرہ میں سات دعائیں کم از کم منقول ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی پڑھ لی جائے سنت ادا ہو جائے گی۔

نماز وتر کی رکعات وقنوت

متعدد احادیث میں وتر کی مختلف رکعات کا ذکر ملتا ہے۔

۱- ان میں مشہور تین رکعات ہیں جن میں سے اوّل رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی، دوسری میں سورہ قل یا یھا الکفرون اور تیسری میں سورہ قل ھو اللہ احد رسول اکرم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

۲- حدیث بخاری کے مطابق رسول اکرم ﷺ اور بعض صحابہ کرام نے صرف ایک رکعت وتر کی پڑھی ہے۔

۳- بعض روایات میں ہے کہ وتر کی نو یا سات رکعات بھی مسنون ہیں۔ دوسری تعداد بھی ملتی ہے۔

دعائے قنوت کے دو مواقع حدیث میں ملتے ہیں:

۱- آخری رکعت میں رکوع سے قبل۔

۲- رکوع کے بعد قومہ میں قنوت وتر کی دعائیں/اذکار بہت مختلف ہیں، جو چاہیں پڑھیں۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اللھم انا نستعینک الخ پڑھا کرتے تھے۔

سجدۂ سہو:

سجدۂ سہو میں اسی طرح ایک تنوع ملتا ہے:

ا-بعض احادیث کے مطابق تشہد کے بعد ایک طرف سلام پھیرے اور دو سجدے ادا کرے۔

۲-دوسری روایات کے مطابق سلام پھیرے بغیر دو سجدے تکبیر کے ساتھ ادا کرے۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور متعدد صحابہ سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرتے تھے اور حضرت عبداللہؓ بن بحینہ سلام سے قبل سجدۂ سہو ادا کرتے تھے۔

نماز میں ان تمام متنوع سنتوں کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں سے بعض طبقات کا ایک قسم کی سنت پر عمل تھا اور بعض کا دوسری قسم کی سنت پر۔ دو سے زیادہ تنوعات ہوتے تو ان میں سے ہر ایک پر عمل کیا جاتا تھا کہ وہ بہر حال سنن نبوی تھیں۔

دوسری عبادتوں میں سنتوں کا تنوع

جس مقام اور جس عبادت میں رسول اکرم ﷺ سے ایک سے زیادہ سنتیں منقول ومروی ہیں ان میں سے ہر ایک پر صحابہ کرام کا عمل تھا اور اسی بنا پر اختلاف تنوع وجود میں آیا تھا جو اچھا ہی نہیں بہتر بھی ہے کہ محبوب رسول اکرم ﷺ کی تمام سنتیں زندہ رہیں اور امت مرحومہ کو وہ سب وراثت میں ملیں تا کہ ان کو اسلامی عبادات ومعاملات میں سہولت بھی حاصل ہو۔ دوسری عبادتوں اور معاملوں میں بھی اختلافِ سنن یا اختلافِ تنوع ملتا ہے لیکن ان کا مفصل ذکر مشکل ہے۔ لہٰذا صرف چند چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ ان دیگر عبادات میں بھی اختلاف تنوع اور اس کے سبب اختلافات صحابہ کا ایک موٹا سا اندازہ ہو جائے:

باب زکوۃ وصدقہ

زکوۃ کا نصاب: حدیث میں سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اور چاندی کا نصاب دوسو درہم۔ نصاب میں تنوع دراصل درہم اور دینار کے مختلف وزن کی وجہ سے آیا ہے۔ بعض

Marfat.com

دنانیر و دراہم زیادہ وزن کے ہوتے تھے اور بعض مختلف کم اوزان کے۔ خلافت عبدالملک کے زمانے میں ان کے معیاری اوزان مقرر کرنے تک بلکہ اس کے بعد بھی دور دراز کے ممالک میں ان کے اوزان مختلف رہے۔ اسی بنا پر صحابہ نے ان کی مختلف مقدار مقرر کی۔

عورتوں کے زیورات: پر زکوۃ کے وجوب میں تنوع فکر ملتا ہے: ۱-حضرت عائشہؓ و حضرت ابن عمرؓ وغیرہ خواتین کے استعمالی زیورات پر زکوۃ واجب نہیں سمجھتے تھے۔ ۲-مگر متعدد دوسرے صحابہ ان پر زکوۃ کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔ دونوں کا مدار تفہیم حدیث پر ہے۔

زکوٰۃ الفطر: ۱-رمضان کے روزوں کے خاتمہ پر عید الفطر کے دن اس کی زکوٰۃ (صدقہ) نکالنے کو بعض صحابہ کرام فرض و واجب قرار دیتے تھے۔

۲-حضرت ابن عمرؓ اور ابوسعید خدریؓ وغیرہ اس کو صرف سنت سمجھتے تھے۔

باب صیام: رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ مسنون روزوں میں عاشورا کا روزہ ہے، اس کی تین سنتیں بیان کی جاتی ہیں:

۱-صرف دس محرم کا روزہ رکھا جائے۔

۲-دو دنوں یعنی ۹ اور ۱۰ محرم یا ۱۰ اور ۱۱ محرم کا روزہ رکھا جائے۔

۳-تین دن ۹/۱۰/۱۱ کا روزہ رکھا جائے۔ صحابہ کرام صرف دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے کیوں کہ رسول اکرم ﷺ سے صرف دس تاریخ کا روزہ ثابت ہے۔ مفصل بحث خاکسار کے تحقیقی مقالے ''احادیث عاشورا کے تنقیدی مطالعہ'' میں ملے گی۔

—روزہ کی نیت کرنے کا وقت بعض صحابہ و فقہاء کے نزدیک رات کا وقت ہے اور بعض نے نصف النہار تک نیت کرنے کی اجازت دی ہے۔

—سفر کے دوران روزہ رمضان رکھ بھی سکتا ہے اور افطار بھی کرسکتا ہے، دونوں پر صحابہ کرام کا بیک وقت عمل تھا۔ مسنون روزوں میں بھی یہی عمل تھا۔

—نفل روزہ کی قضا بعض صحابہ کے نزدیک ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ضروری نہیں

Marfat.com

ہے۔ اسی طرح دوران روزہ مسواک کرنے کا معاملہ ہے۔

باب حج وعمرہ

حج کی تین اقسام ہیں: ۱-افراد۔ ۲-قران۔ ۳-تمتع اور تینوں برابر کے افضل ہیں صحابہ کرام نے بیک وقت ان کو انجام دیا ہے۔

۱-حج وعمرہ کے لئے کہاں سے احرام باندھا جائے۔ جعرانہ سے، تنعیم سے، حدیبیہ سے عمرہ کے لئے اور حج میں میقات خاص سے۔ اسی طرح تلبیہ، اس کی دعاؤں، سنت ا م وغیرہ پر مختلف طرق صحابہ ملتے ہیں۔ قربانی کی سنت یا وجوب کا بھی یہی معاملہ ہے۔ حج کے بعض دوسرے مناسک میں ترتیب کے وجوب اور سنت کا تنوع ہے۔ ان تمام عبادات میں دراصل حکمت سنت یہ ہے کہ امت کے لئے سہولت وآسانی پیدا کی جائے۔

عیدالاضحیٰ کی قربانی

سنت نبوی اور تعامل صحابہ دونوں سے واضح ہوتا ہے کہ بالعموم گائے اونٹ جیسے بڑے جانوروں کی قربانی سات افراد کے لئے کافی ہوتی تھی اور چھوٹے مویشیوں جیسے بھیڑ بکری کی قربانی صرف ایک فرد کی طرف سے کی جاتی تھی۔ یہ عام معمول تھا مگر بعض صحابہ کرام ایک بکری بکرے اور بھیڑ کی قربانی پورے اہل بیت (خاندان/گھر) کی طرف سے کافی سمجھتے تھے خواہ ان میں کتنے ہی افراد شامل ہوں۔

فرمان نبوی پہلے یہ تھا کہ قربانی کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہ رکھا جائے پھر تبدیلی کر کے اجازت دی گئی کہ جب تک جس کا جی چاہے وہ قربانی کا گوشت رکھے اور کھائے اور کھلائے۔ بعض صحابہ کرام نے قربانی کے گوشت کو مستقل رکھ کر کھانے سے اختلاف بھی کیا تھا۔

افضل عبادت کا اختلاف

رسول اکرم ﷺ کی مختلف احادیث شریفہ میں مختلف عبادات اور اعمال صالحہ کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر بینوں کو اس سے خلجان ہے کہ ان میں سے سچ مچ کون افضل ہے: ایمان

Marfat.com

افضل ہے، جہاد افضل ہے، خدمت والدین ہے یا کسی قسم کی اور عبادت وعمل؟ دراصل متفرق اعمال کی اس افضلیت کے پیچھے یہ حقیقت وحکمت کارفرما ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کی ضرورت اور احوال کی مناسبت سے مختلف جوابات وارشادات دیے تھے۔ ایسا ہی ایک اختلاف صحابہ کا واقعہ بھی نظر آتا ہے:

صحابہ کرام کی ایک جماعت مسجد نبوی میں جمعہ کے دن جمع تھی: ایک صحابی نے فرمایا کہ میں صرف حاجیوں کو پانی پلانے کا ہی عمل صالح کروں گا۔ دوسرے نے مسجد حرام کو آباد کرنے کی عبادت کا عہد کیا۔ تیسرے صحابی نے ان سے اختلاف کر کے جہاد فی سبیل اللہ کو افضل بتایا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی باتیں بلند آوازوں میں سنیں تو ان کو نصیحت کی کہ تیز نہ بولا کریں اور میں خود رسول اکرم ﷺ سے نماز جمعہ کے بعد افضل عبادت پوچھوں گا۔ بعد میں سورہ توبہ کی آیات اتریں جن میں جہاد کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ یہ حدیث بہرحال ایک واقعہ ہے اور تمام احادیث کا مجموعی فیصلہ یہ ہے کہ وقت پر اور شخص کے لحاظ سے ہی افضل اعمال کا فیصلہ ہوتا ہے۔

ہجرت کی سبقت

حضرت اسماء بنت عمیسؓ اور بعض مہاجرین حبشہ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے ہجرت میں تم سے سبقت کی لہٰذا ہم رسول اکرم ﷺ کے شرف صحبت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو حضرت عمرؓ پر سخت غصہ آیا اور کہا: ''تم نے سخت غلط بات کہی تم تو بلاشبہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے جو بھوکوں کو کھلاتے اور ناواقفوں کو سکھاتے تھے اور ہم حبشہ کے اجنبی اور دور دراز ملک میں رہتے تھے اور ہر وقت خدشات اور بے اطمینانی میں مبتلا رہتے تھے اور یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے برداشت کرتے تھے۔'' انہوں نے حضرت عمرؓ کی شکایت رسول اکرم ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے ان کو دلجوئی کی اور فرمایا: ''انہوں نے تو صرف ایک ہجرت کی اور کشتی والوں (مہاجرین حبشہ) نے دودو ہجرتیں کیں لہٰذا وہ زیادہ نصیبہ ور ہیں۔''

Marfat.com

سماجی معاملات میں باہمی اختلاف

بہت سے سماجی معاملات کا تعلق سنت سے بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے معاشرتی امور کے باب میں ہدایات دی ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار معاشرتی معاملات ایسے ہیں جن میں سنت نہیں بیان کی گئی لیکن رسول اکرم ﷺ نے اپنے طریقے سے ان میں اباحت و جواز کا موقعہ یا آسانی پیدا فرمادی۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ رسول اکرم ﷺ اسی آسانی کی خاطر مبعوث فرمائے گئے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی تھیں کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے جب دو معاملات آتے جن میں سے ایک مشکل ہوتا اور دوسرا آسان تو آپ ﷺ آسان کو اختیار فرمالیتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی آسان پہلو اختیار کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔

سنن طعام و مشروب

کھانے پینے سے متعلق کچھ سنتیں ایسی ہیں جن میں دوسری چیزوں کی مانند تنوع نہیں ہے جیسے کھانے سے پہلے بسملہ پڑھنا، دونوں ہاتھوں کو دھونا، اپنے سامنے رکابی میں سے لینا، پینے میں تین بار برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی سنتوں میں تنوع پایا جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک صورت سنت ہے اور دو یا زیادہ سنتوں میں اختیار کی سہولت ہے۔ کھانے پینے میں اسلام اور رسول اکرم ﷺ نے افراد کے عام و خاص مذاق کی رعایت کی ہے۔ اگرچہ تمام پاک چیزیں (طیبات) حلال ہیں جیسے رسول اکرم ﷺ نے گوہ

Marfat.com

اور بعض دوسرے جانوروں اور پرندوں کا گوشت نہیں کھایا مگر صحابہ کرام میں سے بعض نے کھایا اور بعض نے نہیں کھایا۔

آپ ﷺ کی ایک سنت یہ تھی کہ مجلس میں پیالہ مشروب داہنی طرف سے بائیں کو گردش کرتا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ داہنی جانب نوجوان یا اعرابی بیٹھے تھے اور بائیں طرف شیوخِ قریش جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ لیکن حضرات صحابہ نے مشروب نبوی کی فضیلت کا حق حاصل کرنے کے لئے اختلاف کیا۔

ساتھ یا الگ کھانا

گھر یا باہر مل جل کر ساتھ کھانا بھی مسنون ہے اور قرآن کریم نے تنہا کھانے کی بھی اجازت دی ہے اور دونوں طریقے سنت و تعامل صحابہ سے مروی ہیں۔ ان میں ساتھ کھانے کو فضیلت حاصل ہے مگر تنہا کھانے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔

عمدہ اور سادہ کھانا

دونوں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اور متعدد صحابہ کرام بہت عمدہ کھانے کھاتے تھے۔ اور سادہ اور عام روٹی چٹنی پر بھی گذارہ کر لیتے تھے۔ ایک بہت دلچسپ تنوع طعام ان صحابہ کرام کے بارے میں ملتا ہے جو ''درمک'' (سفید میدہ) نامی طعام شامی خود کھاتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو جو کی روٹی کھلاتے تھے۔ صحابہ کرام کے کھانے اتنے متنوع تھے کہ ان کا اختلاف ایک کتاب الاختلاف کا مواد رکھتا ہے۔ اکابر اور قدیم مدنی صحابہ کو بعد کے خوشحال لوگوں (مترفین/مرفہ الحال) کے عمدہ کھانوں سے اختلاف تھا مثلاً بعد کے مالدار لوگ کھجور کے اندر کی گٹھلی نکال کر اس کی جگہ مکھن بھر کر کھاتے کھلاتے تھے۔ بعض صحابہ کرام کو بیک وقت متعدد سالنوں کے اہتمام پر اختلاف ہوا تھا۔ دعوتوں کے باب میں ان کے اختلافات اور تنوعات مذکور ہیں۔ (۱۷۲)

Marfat.com

لباس کے اختلافات

سیرت وحدیث دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہر طرح کے ملبوسات استعمال فرماتے۔ عمدہ سے عمدہ، جھوٹے موٹے اور سادہ، بہترین اونی، سوتی اور کسی حد تک ریشمی، ملکی اور غیر ملکی اور ہر رنگ و ترنگ کے کپڑے شامل تھے۔ صحابہ کرام کے ملبوسات میں اس سے زیادہ تنوع واختلاف تھا: ان کے بیشتر افراد شروع زمانے میں صرف ایک کملی اوڑھ لیتے تھے۔ اسی زمانے میں بعض مالدار صحابہ دو دو بلکہ تین تین لباس بیک وقت اور عمدہ قسم کے استعمال کرتے تھے کیوں کہ وہ اس کی استطاعت رکھتے تھے۔ خاص احوال میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف و زبیرؓ بن عوام کو خالص ریشمی کپڑے استعمال کی اجازت دی تھی جو دوسروں کے لئے بس بقدر کفاف ہی جائز تھی۔ ان تمام چیزوں میں عام مذاقِ عرب کے علاوہ اسلامی معیار نظافت اور مالی حیثیت واستطاعت کی رعائت کی گئی تھی۔ صحابہ کرام کے اپنے زمانہ خیر میں ہی ملبوسات کے بارے میں اختلافات کا ذکر ملتا ہے۔

ریشمی ملبوسات

حضرت ابن عمرؓ وغیرہ بعض اصحاب کرام نے ریشمی ملبوسات کی سخت مخالفت کی اور بسا اوقات ریشم کی مقدارِ جائز پر بھی نکیر کی۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے رسول اکرم ﷺ کا خاص ریشمی جبہ لوگوں کو دکھایا اور ان کی حرف گیری اور نکتہ چینی سے اختلاف کیا۔

سادہ اور اونی لباس

سادہ اور اونی لباس کو تقویٰ اور سنت نبوی کا درجہ دیا گیا تو بعض صحابہ کرام خاص کر ازواج مطہرات نے ملبوسات نبوی میں سے ریشمی کپڑوں کو لوگوں کو دکھایا یا دوسرے صحابہ کرام نے بہترین جبوں، قمیصوں اور چادروں وغیرہ کے نبوی استعمال کی احادیث بیان کیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بہترین باریک اور ململ نما کپڑوں کے استعمال پر عمال و ولاۃ (افسروں اور گورنروں) کے لئے پابندی عائد کردی تھی۔ حضرت معاویہؓ اور بعض دوسرے

Marfat.com

عاملوں اور گورنروں نے ان کا استعمال احوال کے مطابق کیا تو اس پر نکیر کی گئی لیکن خلیفہؓ وقت نے بعض احوال میں اس کی اجازت دی۔

حضرت زینب بنت جحشؓ کی تدفین کے وقت بعض نوجوانوں نے سرخ رنگ کے شوخ کپڑے پہن رکھے تھے جن پر حضرت عمرؓ نے اعتراض کیا کہ وہ موقعہ ومحل کے مناسب نہیں ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اپنے کفن کے لئے اپنے پرانی قمیص و ازار کو دھو کر کفن بنانے کا حکم دیا تھا جس پر بعض صحابہ نے سنت سے اختلاف کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا کہ پرانے کپڑے مُردوں کے لئے اور نئے کپڑے زندوں کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

رنگ لباس پر اختلاف

حبرہ نامی یمنی چادریں اور دوسرے ملبوسات تھے جو رسول اکرم ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھے۔ صحابہ کرام بھی ان کو استعمال کرتے تھے۔ ان چادروں میں جو رنگ یا تانا بانا استعمال کیا جاتا تھا وہ بعض مویشیوں کے پیشاب سے رنگا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے ان کے استعمال پر پابندی عائد کرنی چاہی مگر حضرت ابی بن کعبؓ جیسے صحابہ کرام نے اس سے اختلاف کیا کہ ہم ان کو عہد نبوی سے پہنتے چلے آرہے ہیں اب ان پر پابندی کیونکر ممکن ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے اتفاق کیا۔ محدثین کرام نے اس رنگ پیشاب کی فقہی توجیہ بھی کی ہے اور بخاری میں تراجم ابواب میں اور اس کی شرح فتح الباری میں دلچسپ بحث ملتی ہے۔

ایسے رنگدار لباسوں کے استعمال پر ایک اور اختلافِ صحابہ ملتا ہے۔ ۱- بعض صحابہ کا خیال تھا کہ ان کو دھونے کے بعد استعمال کرنا چاہئے۔ ۲- متعدد صحابہ کا خیال ہی نہیں عمل بھی تھا کہ وہ ان کو بلا دھوئے استعمال کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کے تن مبارک پر اسی کپڑے کی بلا دھلی قمیص دیکھی گئی۔ ان تمام اختلافات صحابہ کا زمانہ عہد نبوی سے متصل ہے اور بعض نے تو اسی مبارک زمانے کی فکر صحابہ کا اظہار کیا ہے۔

Marfat.com

ازار کی لمبائی

سنت و فرمان نبوی کے مطابق ان کی دو حدیں ہیں :۱- ٹخنے تک لمبائی ہو۔۲- آدھی پنڈلی (نصف ساق) تک ہو، دونوں ایک قیمت وفضیلت کی سنتیں ہیں۔ نصف ساق تک لمبائی معیار تقویٰ نہیں ہے، صحابہ کرام دونوں حدوں تک اپنی ازار رکھتے تھے۔

اسبالِ ازار

اسبالِ ازار کے بارے میں صحابہ کرام کا مسلک ہے:۱- وہ مکروہ تحریمی ہے۔۲- وہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اگرچہ یہ دونوں اصطلاحات بعد کے زمانے کے فقہاء کی ایجاد کردہ ہیں لیکن ان کا معنیٰ ومفہوم عہد صحابہ میں بھی واضح تھا۔ ان میں سے قطعاً حرام کوئی نہیں سمجھتا تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس مسئلے پر فتح الباری میں طویل ومدلل بحث کی ہے، اختلافِ صحابہ وفقہاء کو اجاگر کیا ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ اسبالِ ازار مکروہ تنزیہی ہے اور اس کا مجرم گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوتا ہے جو نیکیوں کے کرنے سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔

تحفہ وہدیہ کی چادر کا سوال

رسول اکرم ﷺ کو ایک خاتون نے ایک چادر ہدیہ کی جسے آپ ﷺ نے ازار بنالیا۔ مسجد تشریف لائے تو ایک صحابی نے وہ چادر رسول اکرم ﷺ سے مانگی اور آپ ﷺ اسے اتارنے کے لئے گھر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام نے ہدیہ مانگنے والے صحابی کو لعن طعن کی کہ رسول اکرم ﷺ کو اس چادر کی ضرورت تھی اور تم یہ بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ سوال رد نہیں فرماتے اس کے باوجود تم نے مانگ لی۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اسے اپنے کفن کے لئے مانگا ہے اور سچ مچ وہی چادر ان کا کفن بنی۔

طلائی نقرئی انگوٹھی

عام حدیث ہے اور فتویٰ بھی کہ سونا مردوں کے لئے حرام ہے اور مسلمانوں کی عورتوں کے لئے حلال وجائز ہے۔ سنت وحدیث میں ریشم کی قدرِ جائز کی مانند سونے کی قدر

Marfat.com

جائز کا بھی استثنا ملتا ہے۔ حدیث میں اس کو مقطعاً (تھوڑا) کہا گیا ہے۔ شارحین اور فقہاء نے اس تھوڑے کی مقدار کی تعیین کرنے کی کوشش کی ہے: بعض نے اتنی مقدار، جس پر زکوۃ واجب نہ ہو اس سے مراد لی ہے۔ بہرحال یہ سنت بھی یا عمل نبوی بھی ثابت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پہلے پہل طلائی انگشتری استعمال کی تھی خواہ کسی مقصد عالی کے لئے کی ہو۔ صحابہ کرام نے اس عمل نبوی کو دیکھ کر طلائی انگشتریاں بنوالیں۔ ان کے زیب وزینت کی بنا پر رسول اکرم ﷺ نے طلائی انگوٹھی کا استعمال ترک کر دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔ صحابہ کرام میں سے بیشتر نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں استعمال کرنی شروع کر دیں۔ اس کے باوجود بعض صحابہ کرام نے طلائی انگوٹھیوں کا استعمال جاری رکھا اور بعض اکابر صحابہ کرام کی تو وہ مستقل خاتم زینت تھی۔ ان میں حضرات طلحہ بن عبیداللہ تیمیؓ، زبیر بن عوامؓ اسدی، عبدالرحمٰن بن عوفؓ زہری جیسے اکابر صحابہ شامل تھے جو مستقل طلائی انگوٹھی استعمال کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے اس پر کافی مواد وشواہد پیش کئے ہیں۔

حضرت خباب بن ارت تمیمیؓ کی طلائی انگوٹھی دیکھ کر حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے صحابہ نے اعتراض کیا تو انہوں نے اسے اتار دیا اور کبھی سونے کی انگوٹھی استعمال نہ کرنے کا عہد کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ کے اعتراض پر ان کے طلائی انگوٹھی اتار دینے کا واقعہ بخاری میں ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ نے اپنی طلائی انگشتری صحابہ کرام کے مسلسل اختلاف ونقد کے باوجود نہیں اتاری کہ وہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو اپنے دست مبارک سے پہنائی تھی۔ یہی ان کی دلیل تھی کہ ''اسے کیسے اتاروں جسے رسول اکرم ﷺ نے خود پہنایا ہو؟''

آداب مجلس

رسول اکرم ﷺ اپنی مجلس میں پانی، دودھ یا کسی اور مشروب کے پیالے کی گردش کا اصول رکھتے تھے کہ خود نوش فرمانے کے بعد اپنی داہنی جانب سے اپنے صحابہ کرام میں اسے گردش دیتے جو حلقہ کی صورت میں بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کے درمیان چلتا رہتا پھر آپ ﷺ تک پہنچتا

Marfat.com

تھا۔ یہ دراصل سنت یمین کا معاملہ تھا۔ بسا اوقات ایسا ہوا کہ آپ ﷺ کے دائیں طرف کوئی نوجوان صحابی یا کوئی اعرابی ہوتے تھے اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے شیوخ واکابر۔ اصحاب الیمین صحابہ کرام کسی طرح بھی اپنا حق نہ چھوڑتے اور وہ رسول اکرم ﷺ کے مشورے یا بعض اکابر کے عندیہ کے باوجود پیالے کی داہنی گردش پر اصرار کرتے اور رسول اکرم ﷺ اسے تسلیم کرتے۔ کتاب الاشربہ اور کتاب المساقاۃ کے متعدد ابواب واحادیث میں ان کے دلچسپ واقعات اور حسین اختلافات کا ذکر ملتا ہے جیسے احادیث بخاری: ۲۳۵۱-۲۳۵۲ اور ان کے متعدد اطراف میں ہے۔

نکاح وطلاق

سماجی زندگی میں بالخصوص خاندانی نظام معاشرت میں نکاح وطلاق کے امور ومعاملات پر زیادہ اختلافات ہوتے ہیں۔ اس میں صرف زوجین-میاں بیوی- کے دوفریقین ہی شامل و متاثر نہیں ہوتے بلکہ والدین اور دو خاندانوں کے ساتھ سماج کا ایک بڑا طبقہ بھی فریق بن جاتا ہے۔ شادی بیاہ والدین یا ولی حضرات کا فریضہ بھی ہے اور سماجی وطیرہ بھی اور زوجین کی زندگی کا پرمسرت طریقہ بھی۔ اس کے لئے لڑکی اور لڑکے کی مرضی، پسند وناپسند اور ذہنی، سماجی اور جمالی مفاہمت ضروری ہوتی ہے اور ان کے خاندانوں کے اکابر کی پسند وناپسند بھی۔ ازدواجی تعلقات کے آغاز سے پہلے جس طرح بعض عوامل کارگذاری کرتے ہیں اسی طرح وہ ازدواجی ارتباط کے زمانے میں بھی کارفرمائی کرتے رہتے ہیں۔ ان کی کارگذاری مثبت خطوط پر چلتی ہے تو فریقین کے روابط شگفتہ رہتے ہیں۔ تعلقات میں بال پڑتے ہی زندگی میں تلخی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس صورت میں یا تو زہر حیات پی پی کر کسی طرح گذارا کرلیا جاتا ہے جو اسلامی اقدار نکاح کے منافی ہے یا عقد نکاح توڑ دیا جاتا ہے جو شریعت میں مبغوض ترین (سخت ناپسندیدہ) ہے۔ عہد نبوی کے بشری معاشرے میں یہ ازدواجی اختلافات ہر طبقہ اور ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں پیدا ہوتے

Marfat.com

رہے حتی کہ دامن رسالت پر بھی اس کے چھینٹے پڑے۔ صحابہ وصحابیات کے ازدواجی اختلافات نے اور وسیع تر اور موثر تر منظرنامہ پیش کیا جس کی چند مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں: (۱۲۳)

خواتین کے جبری نکاح

لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیاں بالخصوص روایتی معاشروں کی بچیاں مختلف قسم کے جبر و دباؤ کا شکار بنتی ہیں۔ بسا اوقات والد یا دوسرا کوئی ''ولی نکاح'' ان کی پسند و ناپسند کی پرواہ نہیں کرتا اور وہ بے زبان اپنی پسند کا اظہار نہیں کر پاتیں اور ناپسندیدہ اشخاص کے پلے باندھ دی جاتی ہیں۔ اسلامی اقدارِ نکاح اور رسول اکرم ﷺ کی بیکراں مہر ومحبت اور بے پناہ تہذیبِ انسانیت کی فطرت نے ان بے زبانوں کو بھی اپنی بات کہنے کا یارا بخش دیا تھا لہٰذا متعدد بچیوں، لڑکیوں حتی کہ بڑی عمر کی عورتوں کے ناپسندیدہ نکاح فسخ کیے گئے اور پسندیدہ رشتے استوار کیے گئے اور ایسا بالعموم کافی اختلاف وانتشار کے بعد ہی ہوسکا۔

حضرت خدام بن ودیعہ اوسیؓ نے، جو ابو ودیعہ انصاریؓ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں، اپنی پکی عمر (ثیب) دختر حضرت خنساءؓ کا نکاح ان کی مرضی کے خلاف کردیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی فریاد پر اس نکاح کو فسخ کردیا اور ان کی پسندیدہ شادی کرادی۔ حضرت خنساءؓ بیوہ تھیں اور اپنے ایک چچازاد سے شادی کی خواہش مند تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان پر جبر کو پسند نہ کیا اور حضرت ابولبابہؓ سے ان کی شادی کردی۔

حضرت قدامہ بن مظعون جمحیؓ قدیم صحابہ اور اکابر امت میں تھے۔ انہوں نے اپنی بھتیجی حضرت زینبؓ بنت عثمان بن مظعون جمحی کی شادی ان کے والد ماجد کی شہادت کے بعد ایک شخص سے کردی جو حضرت زینبؓ اور ان کی ماں دونوں کو ناپسند تھی۔ ماں ہی کہنے پر حضرت زینبؓ نے عدالت نبوی سے رجوع کیا اور ماں نے بھی فریاد کی تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح مسترد کرکے ان کی مرضی سے حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفیؓ سے ان کا نکاح کردیا۔ اس نکاح کے بارے میں سماجی اختلاف کا ایک اور پہلو بھی بہت اہم ہے۔ ولی نکاح عم مکرم نے پہلا نکاح

Marfat.com

لڑکی کے عزیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مشورے سے کیا تھا۔ حضرت مغیرہؓ بھی اس نکاح کے خلاف تھے اور لڑکی والوں کو زیادہ رقم مہر دینے کا وعدہ کر چکے تھے لہٰذا وہ اوّل نکاح لڑکی اور ان کی ماں کو ناپسندیدہ لگا۔ (۱۷۴)

ایک کنواری بچی کی شادی اس کی ماں نے اس کی مرضی کے خلاف کر دی۔ رسول اکرم ﷺ نے شکایت پر وہ نکاح فسخ کر دیا۔ نسائی کی روایت حضرت جابرؓ کے مطابق ایک باپ نے بھی اپنی باکرہ (کنواری) لڑکی کی شادی اس کی پسند کے مطابق نہیں کی تو اس نے فریاد کی اور آپ ﷺ نے اس جوڑے کو توڑ دیا۔

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے کہ ایک لڑکی کی شادی اس کے باپ نے ایک شخص سے کر دی جو اسے ناپسند تھا۔ اس نے خدمت گرامی میں آ کر فریاد کی اور آپ ﷺ نے اس لڑکی کو اختیار دیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا فسخ کر دے۔ اس کی شادی نابالغی میں کر دی گئی تھی۔

تخییر کا حق

ایک اسلامی اور فقہی حکم یہ ہے کہ نابالغی میں والد اپنی لڑکی کی شادی کر سکتا ہے اور وہ بعض فقہاء کے مطابق بلوغ کے بعد لڑکی فسخ نہیں کر سکتی لیکن عہد نبوی میں اس کے خلاف بھی مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا روایت نسائی و ابن ماجہ وغیرہ میں آ چکا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بہرحال کنواری، نابالغ لڑکی، اور باندی دونوں کو بالترتیب نابالغی اور غلامی کے زمانے میں ولی کے کیے ہوئے نکاح کو فسخ کرنے کا حق یا حق تخییر دیا ہے یعنی وہ بالغ یا آزاد ہوتے ہی اس نکاح کو باقی بھی رکھ سکتی ہے، اگر چاہے تو فسخ بھی کر سکتی ہے۔

حضرت بریرہؓ نے اپنی غلامی میں حضرت مغیثؓ سے کیے گئے نکاح کو اسی حق تخییر کے تحت فسخ کیا تھا جیسا کہ ذکر آ چکا ہے۔ اس نکاح کے فسخ کے سلسلے میں سماجی اختلاف کی کئی جہات اور معاشرتی ارتباط کی کئی ابعاد کا ذکر ملتا ہے جیسے:

۱۔ حضرت مغیثؓ کی عاشقانہ تڑپ اور نکاح باقی رکھنے کی مسلسل التجا۔

Marfat.com

۲-متعدد صحابہ کرام کی حضرت مغیثؓ سے ہمدردی اور ان کے نکاح کو باقی رکھنے کی انتہائی کوششیں۔

۳-صحابہ کرام کی رسول اکرم ﷺ سے حضرت مغیثؓ کی حالت زار کی بنا پر سفارش۔

۴-رسول اکرم ﷺ کی حضرت بریرہؓ سے سفارش خاص۔

۵-حضرت بریرہؓ کا مشورہ نبوی اور سفارش محمدی کو تسلیم کرنے سے انکار۔ اور یہ سب کچھ اسی حق تخییر کے استعمال کے سبب ہوا تھا۔ (۱۷۵)

۶-حضرت عائشہ کے بقول اس واقعہ بریرہ میں تین ''سنن'' تھیں: ۱-آزادی کے بعد شوہر کے بارے میں تخییر کا حق۔ ۲-آزاد کرنے والے کا حق ولاء۔ ۳-باندی وغلام پر کیا گیا صدقہ دوسرے اہل بیت یا لوگوں کے لئے ہدیہ بن جاتا ہے: حدیث: ۵۲۷۹ وغیرہ۔

طلاق وخلع کا حق

اگر چہ اوپر کے واقعات میں ان دونوں صورتوں کا ذکر ملتا ہے مگر مضمر طور سے لہٰذا عورتوں کے طلاق حاصل کرنے یا خلع پانے کے حق کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شادی شدہ خواتین ازدواجی مکروہات اور سماجی اختلافات کی صورت میں ہی اس ناگریز حل کو تلاش کرتی تھیں۔ (۱۷۶)

حضرت ثابت بن قیسؓ کی زوجہ محترمہ نے محض شوہر کو ناپسند کرنے کی بنا پر شوہر کا دیا ہوا باغ واپس کر کے خلع حاصل کر لیا تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس واقعہ وحدیث پر بہت مفصل ومدلل بحث کی ہے اور اس میں متعدد دوسرے واقعات ومعاملات کا بھی ذکر کیا ہے۔

زوجین میں مفاہمت

حضرت معقل بن یسار مزنیؓ اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، وہ بہت اوصاف والے بھی تھے۔ ان کی ایک بہن تھی جس کا نکاح انہوں نے ایک شخص سے کر دیا جس نے کچھ مدت بعد اپنی زوجہ کو طلاق دے دی جو رجعی تھی۔ عدت کے دوران ہی شوہر نے حضرت معقلؓ سے اپنی زوجہ کو واپس کرنے اور اسے پھر سے عقد میں لینے کی خواہش کا اظہار کیا مگر حضرت معقلؓ

Marfat.com

نے اس سے اختلاف کیا اور دوبارہ اپنی بہن کو اس کے پاس بھیجنے سے انکار کر دیا مگر ان کی بہن بھی اپنے سابق شوہر کے پاس واپس جانا چاہتی تھی۔ حضرت معقلؓ نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ بالآخر قرآنی حکم کے نزول کے بعد حضرت معقلؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اپنی بہن کا اس کے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے کے لئے تیار ہوں اور اس پر فوری عمل کیا۔ امام بخاری نے یہ روایت اختلاف کتاب النکاح کے ایک باب میں نقل کی ہے۔ (۱۷۷)

پیغام ونسبت نکاح

اس باب میں ایک دلچسپ، معنی خیز اور نکتہ آفریں معاملہ حضرت حفصہؓ کے نکاحِ ثانی کا ہے۔ ان کے شوہر اوّل حضرت قیس بن حذافہ سہمیؓ کے غزوہ بدر کے بعد وفات پا جانے کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو ان کی دوسری شادی کی بہت فکر تھی۔ حضرت عمرؓ نے پہلے حضرت عثمانؓ سے نکاح کرنے کی تجویز رکھی جس پر حضرت عثمانؓ نے غور کرنے کا وعدہ کیا مگر ایک مدت گذر گئی اور جواب نہ آیا۔ تب حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سامنے ان سے نکاح کی تجویز رکھی اور وہ بھی بالکل خاموش رہے۔ دونوں مواقع پر حضرت عمرؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ کچھ دنوں بعد رسول اکرم ﷺ نے خود حضرت حفصہؓ کے لئے پیغام دیا اور حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا جو ان کے لئے باعث سعادت تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بعد میں حضرت عمرؓ سے اپنے موقف کی وضاحت کی کہ وہ ارادہ نبوی سے واقف تھے لہذا خاموش رہے کہ جواب دیتے تو راز نبوی فاش ہو جاتا ورنہ مداہنت کا الزام لگتا۔ حضرت عمرؓ کی خفگی دور ہوگئی۔ غالباً حضرت عثمانؓ بھی اسی وجہ سے تردد میں تھے۔ (۱۷۸)

ازواج کی عدم توجہی

عہد نبوی میں دوسری سماجی صورتوں کی طرح ایک عام اختلاف زوجین کے درمیان کسی فریق کی کشیدگی وعدم توجہی، ازدواجی ارتباط کی کمی، لاپرواہی وغیرہ کی وجہ سے بھی پیدا ہوا تھا۔ بعض حضرات صحابہؓ نماز وروزہ اور عبادات میں اتنے غرق رہتے کہ اپنی ازواج کی طرف

Marfat.com

توجہ ہی نہ دیتے۔ غالباً یہی شکایت بعض شوہروں کو اپنی بیویوں کی حالت استغراق سے ہوتی تھی کہ وہ شوہرانہ حقوق کا لحاظ نہ رکھتی تھیں۔ بعض دوسرے سماجی رویے اور فطری روشیں بھی اس قسم کے ازدواجی عدم توجہی کی باعث بنی تھیں۔

دینی استغراق

دینی استغراق کا سب سے اہم، وسیع تر اور کثیر الجہات واقعہ حضرت ابوالدرداءؓ اور ان کی زوجہ محترمہ ام الدرداءؓ کا ہے۔ حضرت ام الدرداءؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ان کے گھر میں زیارت کے لئے آئیں تو ان کا حال زار زار، ان کا لباس پراگندہ اور ان کے بال وخدوخال بے حال تھے۔ اسی دوران رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور ان کو پہچان کر ان کے شوہر نامدار کا حال احوال پوچھا۔ حضرت ام الدرداءؓ نے ان کی خوب تعریف کی کہ ان کا کیا پوچھنا وہ تو دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں، پھر واپس چلی گئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی تحسین وتعریف کی کہ کیا عمدہ خاتون ہیں کہ اپنے شوہر کی تعریف میں رطب اللسان تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دراصل اپنے شوہر کی عدم توجہی کی شکایت کر رہی تھیں کہ نماز وروزہ کے سبب وہ ان کی طرف توجہ نہیں دیتے۔'' آپ ﷺ نے حضرت ابوالدرداءؓ کو سمجھایا کہ اللہ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس اور اپنے زوج/شوہر وبیوی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت ام الدرداءؓ کی حالت زار اس کے بعد بدل گئی۔ (۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمیؓ نوجوان صحابی تھے اور انتہائی پاکیزہ صفات کے حامل اور عبادات ومجاہدات کے انتہائی خوگر۔ ان کے والد ماجد مشہور صحابی اور وقت کے ذہین ترین شخص حضرت عمرو بن عاص سہمیؓ فرزند کے گھر گئے تو بہو کی حالت زار دیکھ کر سب سمجھ گئے اور رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ حضرت عبداللہؓ کو سمجھائیں۔ تذکیر ونصیحت نبوی کے بعد حضرت عبداللہ سہمیؓ کی زوجہ محترمہ کا مسئلہ حل ہوگیا۔ (۱۸۰)

Marfat.com

خدمت گذاری سے اختلاف

حضرت بلال حبشیؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں دن رات حاضر رہا کرتے تھے اور اپنے گھر بہت کم جا پاتے تھے۔ وہ ہر وقت اور ہر حال میں خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ کو شکایت تھی کہ وہ بہانہ سازی کرتے ہیں، عدم توجہی کا تو بہرحال شکوہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس حالِ اختلاف کا احساس فرما لیا اور بنفس نفیس حضرت بلالؓ حبشی کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی اہلیہ محترمہ کا دل ان کے شوہر کی طرف سے صاف کیا کہ وہ سچ مچ کے خدمت گذار ہیں، بہانہ ساز ہرگز نہیں۔ (۱۸۱)

نان نفقہ کی شکایات کا اختلاف

عہد نبوی کی متعدد ازواجِ صحابہ کو اپنے شوہروں سے نان نفقہ کی شکایات ہوئیں کہ یا تو وہ دیتے ہی نہیں یا ضرورت سے کم دیتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں شوہر پر اس کی مالی حیثیت کے مطابق نان نفقہ دینا واجب ہے۔ اس ازدواجی اختلاف نے بسا اوقات وسیع تر اور گمبھیر سماجی اختلاف کی صورت اختیار کر لی کہ نہ صرف فریقین کا خاندان و اعزہ اس کا شکار ہو گئے بلکہ سماج کے دوسرے افراد و طبقات بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے حل کے لئے مختلف حکیمانہ طریقے اختیار کئے:

— ازواج مطہرات کے مطالبۂ نان نفقہ اور اس میں توسیع کا ذکر واقعہ ایلاء کے حوالے سے آچکا ہے اور وہ بہرحال ایک عظیم ترین اسلامی قدر بیان کرتا ہے کہ ازواج بالخصوص ازواج مطہرات تنگی ترشی یا فقیرانہ زندگی میں بھی شوہر کی رفاقت کرتی رہیں۔

— حضرت زینبؓ زوجہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی ایک ہم نام صحابیہ نے اپنے اپنے شوہروں کی اقتصادی بدحالی، نان نفقہ کی کمی یا کلی فقدان کی شکایت کی تھی۔ بہرحال وہ اپنے شوہروں سے شاکی ہونے کے باوجود ان کی رفاقت وصحبت کی متمنی بھی تھیں لہٰذا وہ اپنی دستکاری اور کام کے ذریعہ اپنے بچوں کی ہی نہیں اپنے شوہروں کی بھی کفالت

Marfat.com

کرتی تھیں۔

—اسی ضمن میں حضرت زینبؓ زوجۂ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اپنے شوہر سے ایک اور مالی اختلاف کا ذکر کرنا موزوں معلوم ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے خاص خطبہ کے زیر اثر بہت سی خواتین عہد نے اپنے زیورات رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بطور صدقات پیش کر دئے۔ حضرت زینبؓ بھی اسی جذبہ سے اپنے زیورات لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ ان کے پیچھے پیچھے ان کے شوہر نامدار بھی جناب نبوی میں پہنچے۔ ان کو اپنی بیوی کے عام صدقہ وخیرات سے اختلاف تھا کہ ان کے اپنے شوہر اور بچے ان کے زیادہ مستحق تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ کی دلیل، ضرورت اور وسیع ومفید تر عملی صدقہ کے اعتبار سے ان سے اتفاق کیا اور حضرت زینبؓ کے زیورات صدقۂ عام میں قبول نہیں فرمائے۔

—مشہور سردار قریش حضرت ابوسفیان بن حرب امویؓ کی شکایت ان کی اہلیہ حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ عبشمیؓ نے کی کہ ''وہ ضرورت بھر نان نفقہ نہیں دیتے کہ خاصے جز رس شخص ہیں حالانکہ مالدار ترین لوگوں میں شامل ہیں۔ لہٰذا میں ان کی جیب سے ضرورت بھر مال نکال لیتی ہوں۔'' رسول اکرم ﷺ نے ان کو ''ضرورت بھر مال'' نکال لینے کی اجازت دے دی۔ (۱۸۲)

دورانِ عدت نان نفقہ کا مطالبہ

اسلامی قوانین نکاح وطلاق اور ان سے زیادہ اسلامی تصور وعمل احسان وعدل کی بنا پر عورت/ بیوی کو طلاق کے بعد اس کی عدت کے دوران بھی شوہر نان نفقہ اور رہائش کا انتظام حسب سابق اپنی استطاعت کے مطابق کرتا ہے اور مدت پوری ہونے کے بعد اسے متعہ/ متاع حسن دے کر رخصت کر دیتا ہے تا کہ وہ اپنی دوسری شادی اور دوسرے انتظام تک مالی خسارے اور معاشی نقصان کی شکار نہ ہو۔ لیکن طلاق مغلظہ/ البتہ کی صورت میں متاع اور نان نفقہ کی

Marfat.com

ادائیگی کا حکم دوسرا ہے۔ ان دونوں صورتوں کے بعض واقعات نے عہد نبوی میں سماجی اختلاف کی وسیع تر صورت اختیار کر لی جس کے سایے بعد میں بھی پڑتے رہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس فہریؓ کو ان کے شوہر نامدار حضرت ابو عمروؓ بن حفص مخزومی نے تین طلاقیں دے دیں اور ایک غزوہ میں یمن چلے گئے۔ شوہر نامدار نے اپنے وکیل کے ذریعہ حضرت فاطمہؓ کے لئے پانچ صاع کھجوریں اور پانچ صاع جو بطور نان نفقہ/متاع بھجوائے۔ حضرت فاطمہؓ کو متاع کی یہ مقدار پسند نہیں آئی۔ دوسرا اختلاف حضرت فاطمہؓ سے ان کے سسرالی عزیزوں یعنی شوہر کے خاندان والوں سے ہوا۔ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کا نان نفقہ دورانِ عدت دینے سے انکار کر دیا اور ان کو اس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر سے جانے کے لئے بھی کہا۔ حضرت فاطمہؓ بنت قیسؓ فہری نے حضرت خالدؓ بن ولید مخزومی کو، جو ان کے شوہر کے خاندان کے ایک فرد تھے، اپنا وکیل بنا کر خدمت اقدس میں بھیجا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے مطالبۂ نان نفقہ سکنیٰ کو تسلیم نہیں کیا کہ ان کا اب کوئی حق نہیں رہا۔ حضرت خالدؓ کی سفارت و وکالت کے بعد وہ خود بھی خدمت گرامی میں آئیں۔ مگر آپ ﷺ نے اُن کا مطالبہ نہیں تسلیم کیا۔ البتہ ان کے لئے گھر کا انتظام فرما دیا کہ وہ وہاں عدت کے دن پورے کریں۔ دوسرے گھر میں مطلقہ کے عدت کے دن پورے کرنے کا یہ واقعہ خاص ہے ورنہ مطلقہ کو شوہر کے گھر ہی میں وہ دن گذارنے چاہئے۔ اس خاص صورتِ اختلاف نے حضرت عمرؓ اور بعد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت مروان بن حکمؓ اموی گورنر مدینہ کے زمانوں میں بھی فقہی اور سماجی اختلاف کی صورت پیدا کی۔ (۱۸۳)

واقعۂ ظہار

حضرت خولہؓ حضرت اوسؓ بن صامت کی بیوی تھیں اور پوری زندگی بڑھاپے تک شوہر کی خدمت میں گذار دی تھی۔ حضرت اوس بن صامتؓ نے ان کو براہ راست طلاق نہیں دی بلکہ ظہار کے طریقے کے مطابق ان سے علیحدگی اختیار کرنی چاہی۔ حضرت خولہؓ نے خدمت

Marfat.com

گرامی میں حاضر ہوکر اپنے شوہر کی شکایت کی اور ان کے ظہار کا مداوا چاہا۔ رسول اکرم ﷺ نے سورہ مجادلہ کی آیات کریمہ کے مطابق حضرت اوسؓ کو کفارۂ ظہار ادا کر کے بیوی کو ساتھ رکھنے پر مجبور کیا۔ اس طرح نہ صرف اختلافِ زوجین کو ختم کیا بلکہ زوجہ کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور احسان وعدل کا اسلامی معیار قائم کیا۔ دوسرا واقعۂ ظہار حضرت سلمہؓ بن صخر کا تھا جس کا ذکر حافظ موصوف نے اپنی شرح میں کیا ہے۔ دوسری کتب حدیث۔ ابوداؤد وترمذی کے حوالے سے بعض اور واقعات ظہار کا ذکر بھی ملا ہے جن میں حکم وکفارہ اور تمام مسائل کا بیان ہے۔ (۱۸۴)

سماجی مزاج کا اختلاف

امامِ سماجیات وتاریخ ابن خلدونؒ اور بعض دوسرے صاحبانِ علم کا خیال ہے کہ انسانی مزاج کو گونا گوں رنگ دینے میں فطرت کے علاوہ متعدد دنیاوی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ ان میں خاص جغرافیائی حالات کی سختی اور نرمی کا بھی کافی دخل ہوتا ہے۔ ان کے صدہا برسوں کے پروردہ خیالات وافکار، سماجی اور تہذیبی رویوں اور قومی اقدار وروایات بھی اپنی اپنی کارفرمائی کرتی ہیں۔ اسلامی تاریخ اور سیرت وحدیث سے بھی سماجی مزاج کے تشکیل عناصر کا پتہ چلتا ہے اور مختلف قبائل عرب کے قومی مزاج وتشخص کی انفرادیت معلوم ہوتی ہے۔ عہد نبوی کے سماجی مزاج کا ایک تحقیقی مطالعہ اور تنقیدی تجزیہ ایک عمدہ مطالعہ ہوگا۔

قریش مکہ اور عرب قبائل مدینہ بالخصوص اوس وخزرج کے سماجی مزاج کے فرق کا ایک اظہار تو ان کی خشونت اور نرمی میں ہوتا ہے۔ قریش مکہ بلکہ تمام ساکنان مکہ میں ایک طرح کی خشونت، سختی اور کدورت پائی جاتی ہے جسے صلابت بھی کہا جاسکتا ہے۔ اہل مدینہ منورہ کے مزاج میں ایک طرح کی لطافت، نرمی اور دریا دلی ملتی ہے جو عرب فطرت واصطلاح میں مروت کہلاتی ہے۔ مکہ مکرمہ کے باسیوں کی صلابت وخشونت مزاج کا اظہار ان کے سماجی مزاج کی بنا پر تھا جو اس کے تشکیلی عناصر نے بنایا تھا۔ اور اہل مدینہ کے لطافت ونرمیٔ مزاج کی تعمیر میں اس کی

Marfat.com

معتدل آب وہوا اور ان کی جنوبی عرب کی قبائلی نسبت بھی کارگر ہوئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ اور اسلام کے ساتھ ان دونوں مقامات مقدسہ کے لوگوں کے تعلقات اور رویوں سے بھی ان کے سماجی مزاج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ قریش اور ساکنان مکہ مدتوں سے بیت اللہ کے متولی تھے، عرب قبائل میں فوجی، اقتصادی اور تہذیبی اعتبارات سے ممتاز تھے۔ فوجی اور عسکری قوت رکھتے تھے جو مدتوں سے ناقابل تسخیر رہی تھی۔ اس لئے ان میں ایک طرح کا تکبر بھی تھا۔ دوسری طرف وہ دین حنیفی کے پیروکار بھی رہے تھے۔ اور حق جان کر قبول کر لینے کے لئے آمادہ ہو جاتے تھے۔ مگر مسابقت کا جذبہ اس کے آڑے آتا تھا۔ ساکنان مدینہ اپنی نرم خوئی، قومی وقبائلی گروہ بندی، جغرافیائی نرمی، اہل کتاب کی صحبت وغیرہ کی بنا پر جلد سمجھوتہ کرنے کا مزاج رکھتے تھے۔

سماجی اختلافات کے حوالے سے قریش مکہ اور انصار مدینہ میں اسی گرمی اور نرمی کا فرق وامتیاز ہر شعبہ زندگی میں ملتا ہے۔ اس کا ایک دلچسپ اظہار قریشی اور مدنی شوہروں کے مزاج میں پایا جاتا ہے جو وہ عام طور سے اپنی بیویوں کے بارے میں اپناتے تھے۔ قریشی مزاج کے ایک پیکر عظیم حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ انکا تجزیہ تھا کہ قریشی مرد اپنی عورتوں کو ہر معاملہ میں دبا کر رکھتے تھے اور حکومت کرنے کے خوگر تھے۔ دوسری طرف مدنی مردوں میں نرمی کے سبب ان کی عورتوں کو کافی آزادی حاصل تھی۔ وہ اپنی مرضی چلاسکتی تھیں اور بات منوا بھی لیتی تھیں۔ سماجی مزاج کے اس اختلاف نے خاندانی نظام، نبوی معاشرت اور زوجین کے تعلقات میں بسا اوقات بڑے گل کھلائے۔ (۱۸۵)

ازواج کی مار پیٹ کے واقعات

عورتوں کو ان کے مردوں بالخصوص بیویوں کو ان کے شوہروں کے مارنے پیٹنے کے واقعات کو دراصل اسی صلابتِ طبیعت اور لطافتِ مزاج کے فرق نے جنم دیا تھا۔ مکی دور میں بعض افراد وطبقات کی خشونت مزاج کا ذکر حدیث میں بھی ملتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک صحابیہ کو ایک مشہور شیخ قریش سے شادی نہ کرنے کا مشورہ صرف اس بنا پر دیا تھا کہ وہ ڈنڈے باز

Marfat.com

تھے۔اس کے بالمقابل ان کو ایک ایسے شخص سے رشتہ استوار کرنے کا مشورہ دیا تھا جو نرم خو اور لطیف مزاج تھے اور اپنے اہل کو خوش رکھتے تھے۔قریش مکہ کے اکابر کو اپنے علاقے میں تو سماجی مزاج کے اختلاف کا اتنا تلخ تجربہ نہیں ہوا جتنا مدینہ منورہ آنے کے بعد ان کو ہوا تھا۔ (۱۸۶)

حضرت عمر فاروقؓ کا ہی تجربہ تھا کہ ایک دن ان کی گائے جیسی سیدھی بیوی نے ان کو پلٹ کر کسی بات کا جواب دے دیا۔ حضرت عمرؓ کو سخت تاؤ آیا کہ مجھ سے زبان لڑاتی ہے۔ جواب میں اہلیہ محترمہ نے مثال بلیغ پیش کر دی کہ تمہاری بیٹی تو رسول اکرم ﷺ کو جواب دیتی ہے۔سخت حیران و پریشان ہوئے اور گھر کا مسئلہ جوں کا توں چھوڑ کر بیت نبوی کا رخ کیا اور حضرت حفصہؓ کے سر پر جا سوار ہوئے۔ جواب طلبی کر ہی رہے تھے کہ دوسری ازواج مطہرات میں سے کسی نے دخل دیا کہ ''عمر! تمہاری یہ جسارت کہ تم اب خانوادۂ نبوی کے معاملات میں بھی دخیل ہو رہے ہو۔'' حضرت عمر فاروقؓ خاموش تو ہو گئے مگر مطمئن نہیں ہوئے کہ مردانہ وقار اور شوہرانہ مزاج کو سخت ٹھیس لگی تھی۔ (۱۸۷)

صحابہ کرام بالخصوص قریشی مردوں کو اپنی بیویوں کی تلخ زبانی اور درشت مزاجی سے زیادہ نافرمانی کا قلق و ملال ہوا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ آپ ﷺ کی نرمی اور بیویوں/عورتوں کو نہ مارنے کے حکم نے ان کو سر چڑھا دیا ہے اور نافرمان بنا دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے نافرمانی پر ان کو ہلکی مار مارنے کی اجازت دے دی جیسی کہ قرآن مجید کی بعض آیات کریمہ میں بھی اس کی اجازت ہے۔اسی راتِ جانکاہ میں بیویاں اپنے شوہروں کے ہاتھوں خوب زدوکوب ہوئیں کہ شوہروں نے شاید اگلی پچھلی تمام کسر اسی دن نکال لی تھی۔ دوسرے دن ستر خاندانوں کی عورتوں نے خانہ نبوی کو گھیر لیا اور شوہروں کے ظلم و ستم اور مار پیٹ کی شکایت اجتماعی طور سے کی۔ یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کی طبع نازک اور نرم مزاج کے خلاف تھا۔آپ ﷺ نے ان خواتین کی دلجوئی کی اور ان کے شوہروں کو صبر و ضبط کرنے کی تلقین کی اور ذرا سی بات پر ہاتھ چھوڑ دینے کی عادت سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ اسی تناظر میں ان

Marfat.com

احادیث شریفہ کا نزول و ورود سمجھا جا سکتا ہے جن میں آپ ﷺ نے عورتوں کو آ بگینے فرمایا کہ ذرا سی ٹھیس ان میں بال ڈال سکتی ہے اور ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا چاہئے۔ ساری کجی دور کرنے کی کوشش ان کو یکسر توڑ دینے کے برابر ہوگی۔ ایسی تمام احادیث سماجی مزاج اور سماجی اختلاف کی فطرت بتاتی ہیں۔ (۱۸۸)

حجاب پر اختلاف

اسی سماجی مزاج، قریشی خشونت اور مردانہ وجاہت کا ایک اظہار حجاب کے سختی سے نفاذ کے سلسلے میں نظر آتا ہے۔ حجاب اور پردہ کی حکمت، ان کی نوعیت اور اس کے نفاذ سے رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ واقف تھے کہ آپ ﷺ نہ صرف صاحب وحی تھے بلکہ انسانی فطرت کے نبض شناس، مرد و عورت کے مزاج کے آشنا اور حکیم و رمز آشنا بھی تھے۔ حجاب پر رسول اکرم ﷺ کا رویہ نرم، معتدل، خاص اسلامی، سماجی انصاف کا مظہر، روح حجاب کا علمبردار اور صحیح ترین رویہ تھا۔ دوسری طرف حضرت عمرؓ کا موقف حجاب تھا جو مردانہ صلابت اور کسی حد تک سخت رویہ و مزاج کا پروان چڑھایا ہوا تھا۔

ان دونوں مختلف مزاجوں کے دو واقعات کم از کم ان کا اور حجاب کے بارے میں سماجی اختلاف کا بہت حکیمانہ انداز سے اظہار کرتے ہیں۔

۔ حضرت سودہؓ ام المومنین اپنے کسی خاص کام سے باہر گئیں تو حضرت عمرؓ بن خطاب نے ان کو ان کے قد و قامت کی کشیدگی کی وجہ سے پہچان لیا اور ان کو جتا بھی دیا۔ حضرت سودہؓ ان کے جتانے کا مقصد سمجھ گئیں اور واپس رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں جو اس وقت حضرت عائشہؓ کے گھر میں کھانا کھا رہے تھے۔ ام المومنین نے اپنی شکایت کہی ہی تھی کہ وحی حدیث اتری جس نے عورتوں کو ضرورت سے گھر کے باہر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ حجاب کے معاملہ میں کسی قسم کے سمجھوتے پر مبنی نہیں تھی جیسا کہ بعض فاروقی مزاج کے حامل اہل علم ثابت کرتے

Marfat.com

ہیں بلکہ یہ خواتین کے فطری حق اور حجاب اسلامی کے صحیح تناظر کی اجازت تھی۔ (۱۸۹)

۔رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالی تھا کہ اللہ کی بندیوں یعنی عورتوں کو مسجدوں میں نماز وغیرہ کے لئے جانے سے نہ روکا جائے اور خود آپ ﷺ ازواج مطہرات کو جانے کی اجازت دیتے تھے۔ اور نہ صرف مساجد میں بلکہ سیرت کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ سماجی تقریبات جیسے شادی، موت وغیرہ کے مواقع پر بھی جانے دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ عورتوں کے مسجدوں میں بھی جانے کے خلاف تھے مگر فرمان رسول اکرم ﷺ اور سنت و اسوۂ نبوی کی وجہ سے بھی کسی قدر مجبور تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ مسجد جانے کی اجازت مانگتی اور غالباً ہر نماز پر مانگتی تھیں تو ان کو اطاعت نبوی میں اجازت تو دے دیتے مگر بادل نخواستہ۔ یہ صرف ایک واقعہ ہے۔ امکان ہے کہ ایسے واقعات اور بھی ہوں گے جن میں شوہرانِ نامدار بالخصوص اور دوسرے مردان امت اپنی عورتوں کو اجازت دینے سے کتراتے ہوں گے۔ (۱۹۰)

۔حجاب کے مسئلہ پر حضرت عمرؓ رسول اکرم ﷺ سے مسلسل التجا کرتے رہتے تھے کہ ازواج مطہرات کو اس کا خاص پابند کریں۔ جب آیاتِ حجاب اتریں تو ان کو بطور خاص خوشی ہوئی اور انہوں نے وحی الٰہی سے اپنی موافقت رائے کا تذکرہ تین امور کے حوالہ سے کیا، ان میں ایک حجاب کا مسئلہ بھی تھا۔ بعض اہل علم رسول اکرم ﷺ موقف کے بارے میں یہ رویہ اختیار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ وحی الٰہی کی ہدایت کے منتظر تھے۔ بلاشبہ وہ ایک وجہ اختلاف رہی تھی مگر رسول اکرم ﷺ نے جس طرح حجاب کا نفاذ کیا وہ موقف فاروقی سے بالکل ہم آہنگ اور متفق نہ تھا۔ اس میں بڑی لچک تھی۔ ایک نابینا صحابی سے ازواج مطہرات کو حجاب کا حکم دیا تو ان ہی نابینا کے گھر میں حضرت فاطمہؓ بنت قیس کو عدت گذارنے کا حکم دیا تھا۔

۔حجاب کے مسئلہ پر بالخصوص اور دوسرے معاشرتی معاملات میں بالعموم رسول اکرم ﷺ کا رویہ خاصا لچکدار تھا۔ اس کے بالمقابل حضرت عمرؓ کا رویہ خاصا سخت تھا۔ ان دونوں میں اسلامی مزاج سے زیادہ شخصی مزاج کی نرمی اور سختی عامل خاص تھی۔ ازواج مطہرات کے حجاب

Marfat.com

کے معاملہ پر حضرت عمرؓ مسلسل اصرار فرماتے رہتے تھے کہ ان کو خاص حجاب میں اور صرف گھروں تک محدود رہنا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ کا نقطۂ نظر خالص اسلامی وفطری تھا کہ خواتین کو بشمول ازواج مطہرات گھروں سے باہر نکلنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ یہ دراصل حجاب کے بارے میں دو نقطہ نظر تھے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا نقطۂ نظر اور رویہ وعمل خالص اسلامی نہ تھا۔ (۱۹۱)

—خانہ نبوی میں کچھ قریشی خواتین رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں اور بلند آوازوں میں اپنی باتیں کر رہی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ ان کی بعض شکایت بھری باتیں بھی سن رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کی آواز آئی جو اذن باریابی مانگ رہے تھے۔ ان کی آواز سنتے ہی قریشی خواتین پردے کے پیچھے چلی گئیں اور رسول اکرم ﷺ اس پر ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ کے استفسار پر فرمایا کہ "مجھے ان عورتوں پر حیرت ہے کہ تمہاری آواز سنتے ہی پردے کے پیچھے چلی گئیں۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ان کو کیا آپ سے زیادہ ڈرنا چاہئے، پھر عورتوں کو مخاطب کر کے کہا: اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے جواب دیا تم رسول اکرم ﷺ کے مقابلے میں سخت مزاج ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی توصیف کی کہ شیطان تمہارے راستے سے بھاگ لیتا ہے۔ فضیلت فاروقی کا اطلاق اس واقعہ معاشرت پر کرنا صحیح نہیں ہے۔ وہ عام افضیلت فاروقی تھی۔ (۱۹۲)

غلاموں سے بدسلوکی

آقا اور غلام کے درمیان اختلاف کیا گیا لیکن اسلام نے غلاموں کے حقوق مقرر کر کے آقاؤں کے ہاتھ باندھ دئے تھے۔ بسا اوقات غلاموں نے اپنے آقاؤں سے اور باندیوں نے اپنے مالکوں سے اختلاف کیا اور ان کے اختلاف کو تسلیم کیا گیا۔ غلاموں اور باندیوں سے بدسلوکی اور اسلامی برتاؤ نہ کرنے کے واقعات کو بھی سماجی اختلافات کی ایک خاص

Marfat.com

نوع سمجھا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان بدنما واقعات کو سخت ناپسند کیا اور ان کے ذمہ دار افراد کو اپنے غلاموں اور باندیوں سے حسن سلوک کی ہدایت کی۔ اس کے نتیجے میں غلاموں اور باندیوں کی سماجی حیثیت بہتر ہوئی اور بسا اوقات ان کو ان ہی کے سبب آزادی کی نعمت ملی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے ایک غلام کو ماں کی گالی دے دی جس کو سن کر رسول اکرم ﷺ نے ان کو جاہلیت کی خصلت کا حامل بتایا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ اپنے غلاموں کو اس واقعہ کے بعد اپنا جیسا کھانا کھلاتے اور اپنا جیسا لباس پہناتے تھے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے۔ (۱۹۳)

حضرت معاویہ بن حکمؓ کی ایک باندی ان کی بکریاں چراتی تھی۔ ایک دن ایک بھیڑیا ان کی ایک بکری کو اٹھا لے گیا۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر ملی تو باندی پر ناراض ہوئے اور اس کو ایک طمانچہ مار دیا۔ بعد میں ان کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور اسے آزاد کر دیا۔ (۱۹۴)

مشہور صحابی حضرت ابومسعود انصاریؓ اپنے ایک غلام کو کوڑے مار رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ لیا اور ان کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ انھوں نے نہ صرف غلاموں کو آئندہ نہ مارنے کی قسم کھائی اور گذشتہ پر توبہ کی بلکہ اپنے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل پر ان کی تحسین کی۔ (۱۹۵)

حضرت سوید بن مقرنؓ کے چھ بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے بھائی نے اپنے ایک غلام کو ایک طمانچہ مار دیا۔ رسول اکرم ﷺ کو خبر ہوئی، آپ ﷺ نے اس غلام کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ حضرت سویدؓ نے عرض کیا: ہمارے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا غلام نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی کہ وہ اس سے خدمت لیتے رہیں اور جب سہولت ملے تو اسے آزاد کر دیں۔ (۱۹۶)

حضرت سوید بن مقرنؓ کے ایک فرزند حضرت معاویہؓ نے غلام کو طمانچہ مار دیا۔ صحابی جلیل نے فرزند سے غلام کو بدلہ دلانا چاہا مگر غلام نے ان کو معاف کر دیا۔ (۱۹۷)

Marfat.com

حضرت عمیرؓ حضرت آبی اللحمؓ کے غلام تھے۔ وہ اپنے مالک کا گوشت سکھا رہے تھے کہ ایک مسکین نے آکر سوال کیا اور انہوں نے اسے گوشت دے دیا۔ مالک نے ان کو بلا اجازت صدقہ دینے پر مارا۔ رسول اکرم ﷺ سے غلام نے شکایت کی تو آپ ﷺ نے مالک کی سرزنش کی اور فرمایا: اجرتم دونوں کو برابر کا ملے گا۔ (۱۹۸)

اختلاف شیخینؓ

حضرات شیخین ـــ ابوبکر صدیق و عمرفاروق رضی اللہ عنہما- میں مزاج کے سخت اختلاف کے باوجود بڑی ہم آہنگی اور موافقت تھی۔ اس کی متعدد وجوہ تھیں: ان میں سے ایک ان دونوں کی مکی مواخاۃ کا واقعہ بھی تھا جو رسول اکرم ﷺ سماجی، مالی، اقتصادی اور دوسری تمام مشترکہ خصوصیات و اسباب کی وجہ سے دو مختلف خاندانوں کے دو افراد کے درمیان کراتے تھے۔ اور یہ دینی مواخاۃ ان دونوں برادروں کو تا زندگی ایک دوسرے کے ساتھ ایسی وابستہ کر دیتی تھیں کہ ان میں فکر ونظر اور اقدام وعمل کی دائمی مفاہمت پیدا ہوجاتی تھی اور وہ ایک دوسرے کا ہر حال میں ساتھ دیتے تھے۔ اس کے باوجود بعض اوقات بعض مسائل وامور میں فکرونظر کے اختلاف سے ان میں اختلاف ہوجاتا تھا اور وہ کبھی کبھی حضرات شیخین میں ابھر کر سامنے آیا۔ ان دونوں عظیم ترین اکابر امت میں اختلاف کی مختلف نوعیتیں تھیں۔ تاہم ان کو الگ الگ عناوین کے تحت ذکر کرنے کے بجائے خاص ان دونوں کے حوالے سے بعض واقعاتِ اختلاف کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ اکابر بھی اختلاف کرتے تھے۔ اور ان کے اختلافات کیسے دور ہوتے تھے۔

غزوہ بدر میں قریشی اسیروں کے سلسلے میں ان دونوں کے اختلاف کا ذکر آچکا ہے: حضرت ابوبکرؓ صدیق ان کو فدیہ لے کر آزاد کرنے کے حق میں تھے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ ان کو قتل کرنے کے حق میں۔ فیصلہ نبوی حضرت صدیقؓ کے مشورے پر ہوا تھا۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوجندلؓ کے خاص واقعہ اور صلح کی ذلت آمیز شرائط قبول کرنے پر سب سے پہلے حضرت رسول اکرم ﷺ سے پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بحث کی تھی اور حضرت صدیقؓ نے موقف نبوی کی بھرپور تائید کی تھی۔ حضرت عمرؓ کو بعد میں اس پر پشیمانی ہوئی۔ امام بخاری نے کتاب الشروط وغیرہ میں حضرات شیخین کے درمیان ہونے والے مکالمات نقل کئے ہیں جو ان کے وجوہِ اختلاف کو بتاتے ہیں جیسے اسی سال عمرہ کرنے کی بات وغیرہ۔ (۱۹۹)

بنوتمیم کے وفد کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اکرم ﷺ کو مشورہ دیا کہ حضرت قعقاعؓ بن معبد کو ان کا امیر مقرر کر دیجئے جبکہ حضرت عمرؓ نے حضرت اقرع بن حابسؓ کو ان کا امیر بنانے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ تم نے صرف میری مخالفت میں یہ مشورہ دیا ہے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے اس کی تردید کی اور دونوں کی آوازیں بحثا بحثی میں کافی بلند ہو گئیں۔ روایات حدیث وتفسیر میں یہ واقعۂ اختلاف سورہ حجرات: ۴ کی شان نزول میں امام بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس اختلاف فکر ونظر کے بعض عمدہ پہلو بھی ہیں اور دوسرے اصول بھی جن سے بحث آخری تنقیدی محاکمہ میں ہوگی۔ (۲۰۰)

حضرات شیخین کے درمیان ایک اہم واقعۂ اختلاف اور ہے جو امام بخاریؒ نے فضائل صدیقؓ کے باب میں نقل کیا ہے۔ کسی بات پر دونوں بزرگوں کا سخت اختلاف ہوا اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت عمرؓ کو اشتعال میں آکر بہت کچھ سخت سست کہہ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو بعد میں اس پر پشیمانی ہوئی تو حضرت عمرؓ فاروق کے گھر معافی مانگنے گئے لیکن حضرت عمرؓ نے ان کی معافی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیقؓ کی پریشانی خاطر ان کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئی اور آپ ﷺ نے ان کا چہرہ دیکھتے ہی صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آرہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سارا ماجرا کہہ سنایا

Marfat.com

تو رسول اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ کو ندامت نے آگھیرا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پر گئے، وہاں پتہ چلا کہ وہ خدمت نبوی میں گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بھی ادھر کا رخ کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا چہرہ دیکھ کر رسول اکرم ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ بدلنے لگا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دو زانو ہو کر عرض کیا کہ زیادتی تو میری ہی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے بڑے جذبے سے فرمایا کہ ''اللہ نے مجھے نبی بنایا، تمہارے پاس بھیجا تو سب نے میری تکذیب کی، صرف ابوبکر صدیقؓ نے میری تصدیق کی، انہوں نے اپنے مال و جان سے سب سے زیادہ میری مدد کی، تو تم لوگ میری خاطر بھی میرے دوست کو نہ چھوڑو گے'' اور یہ آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد کسی صحابی کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کسی طرح سے ستا سکے۔ (۲۰۱)

وفات نبوی

وفاتِ نبوی پر حضرات شیخینؓ کا اختلاف فکر و نظر اہل سیر نے بہت مشہور کر دیا ہے حالاں کہ اس کی حقیقت کچھ اور تھی اور حکیمانہ بھی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات کی خبر سن کر صحابہ کرام صدمے سے نڈھال ہو گئے مگر حضرت عمرؓ نے تلوار سونت لی اور زور زور سے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ''جس نے کہا کہ آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔'' حضرت ابوبکرؓ صدیق جب اپنے گاؤں سنح (س ن ح) سے واپس مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ مسجد میں بہ بانگ دہل یہی کہہ رہے تھے اور پھر خطبہ بھی دینا شروع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق دیدار نبوی کے بعد مسجد میں آکر خطبہ دینے کیلئے منبر پر چڑھے۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ دیا۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ بھی ان کا خطبہ سننے لگے۔ بہر حال حضرت عمرؓ کو اطمینان قلب ہو گیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث کے مطابق ان دونوں اکابر شیخین کے خطبوں میں امت کی مصالح تھیں۔ اس واقعہ میں شیخین کے اختلاف فکر و نظر کی بہت سی تفصیلات ہیں لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث سے اس کو مربوط نہیں کیا گیا ہے۔ (۲۰۲)

Marfat.com

گھریلو اختلافات

ازواج مطہرات، صحابہ کرام کی ازواج طاہرات وغیرہ کے تذکرے میں بعض گھریلو اختلافات کا ذکر آچکا ہے جو ایک خاص سماجی قسم ہے۔ گھریلو معاملات میں بسا اوقات مختلف قسم کے سماجی اختلافات مختلف افرادِ خاندان کے درمیان ہو جایا کرتے ہیں اور ان کا ہونا فطری ہے۔ وہ فریقین کے فکر ونظر کے اختلاف، اسوہ وطریقہ کے فرق کی بنا پر بھی واقع ہوتے ہیں اور کبھی کبھی دوسرے اسباب سے جن میں غلطی کسی کی نہیں ہوتی، بلکہ حالات واحوال کی ستم ظریفی ہوتی ہے۔ ایسے کچھ گھریلو اختلافات کا ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے تاکہ اس خاص قسم کے اختلاف کا علم ہو اور عہد نبوی کے اختلافات کی تصویر ان کی صحیح حیثیت میں اور ان کے صحیح تناظر میں نظر آسکے۔ (۲۰۳)

دعوت ومیزبانی

سنت نبوی کے مطابق مہمانوں میں سے چند اصحاب کی میزبانی کی خدمت حضرت ابوبکرؓ صدیق کے حصہ میں بھی آئی۔ وہ اپنے مہمانوں کو گھر لے گئے اور اپنے فرزند اکبر حضرت عبدالرحمٰنؓ اور اپنی اہلیہ سے ان کی خبرگیری کرنے اور شام کا کھانا کھلا دینے کی ہدایت کی۔ شام/رات کا کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا مگر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے واپس آنے تک کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رات تک وقت گذارنے اور کھانا کھانے کی عادت تھی لہٰذا ان کو کافی تاخیر ہوگئی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مہمانوں سے بار بار کہا کہ وہ کھانا کھالیں کیونکہ حضرت ابوبکرؓ صدیق دیر سے آئیں گے اور وہ خاصے سخت گیر شخص ہیں لہٰذا وہ میری گوشمالی کریں گے۔ اس کے باوجود مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق جب رات گئے گھر واپس آئے تو اہلیہ محترمہ نے ان سے پوچھا کہ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے۔ مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ اور بار بار کھانا پیش

Marfat.com

کرنے کا معاملہ بھی ان کو بتایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کے مارے کہیں چھپ گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو سخت برا بھلا کہا اور انہوں نے سامنے آکر اپنی صفائی پیش کی۔ بہرحال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مہمانوں سے کہا کہ وہ کھانا کھالیں اور وہ خود نہیں کھائیں گے۔ مہمانوں کو بھی ضد ہوگئی اگر آپ کھائیں گے تو ہم بھی کھائیں گے ورنہ نہیں۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور اپنی قسم توڑ دی۔ بعد میں سارا ماجرا رسول اکرم ﷺ کو کہہ سنایا اور آپ ﷺ نے ان کی تالیف قلب بھی کی اور تعریف وتحسین بھی۔ (۲۰۴)

۔ حضرت ابن مسعودؓ کا اپنی اہلیہ سے نان نفقہ اور صدقہ پر اختلاف ہوا تھا جس کا ذکر اسی سرخی کے تحت آچکا ہے۔

۔ حضرت عمرؓ کا اپنی اہلیہ سے اختلاف شوہر کو جواب دینے اور مسجد میں جاکر نماز پڑھنے پر ہوا تھا۔

۔ حضرت فاطمہؓ اور ان کے شوہر کے اختلافات کا ذکر الگ سرخی کے ساتھ آگے آتا ہے۔

زوجین کے اختلافات

گھریلو زندگی میں اختلاف ہونا بشری فطرت کے عین مطابق ہے۔ وہ کبھی اختلاف فکرونظر کی وجہ سے ہوجاتے ہیں۔ کبھی فریقین میں سے کسی ایک کی زیادتی کی بناپر اور کبھی کسی غلط فہمی کے سبب۔ سماجی بی جمالو بھی ان اختلافات کو پیدا کرنے کی باعث بنتی ہیں۔ ان کی وجوہ کی مانند ان کی نوعیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ عام کھٹ پٹ ہوجاتی ہے جو تو ازنِ خاطر اور توافق مزاج کی کسی کمی کی بناپر ہوتی ہے۔ نان نفقہ کے مسائل بھی ہوتے ہیں۔ مرد وشوہر کی حاکمانہ انا بھی ان کی وجہ بنتی ہے جس طرح عورت کی فطری کجی رنگ اختلاف پیدا کرتی ہے۔ ان میں سے معمولی جھگڑے اور تنازعات تو آسانی سے سلجھ جاتے ہیں مگر گمبھیر معاملات واختلافات خاصی خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

لعان

عورت/ بیوی کی پاکدامنی پر شبہ یا اس کی بدچلنی کا ثبوت و معاملہ شوہر کی غیرت کے لئے سب سے بڑا صدمہ ہے۔ دوسری طرف بھولی بھالی عورتوں پر الزامات و اتہامات لگا دینے کی بدفطرتی بھی ہوتی ہے۔ ان تمام صورتوں میں اسلامی احکام موجود ہیں۔ ان میں سے ایک لعان کا قاعدہ ہے کہ شوہر ہی کے پاس بیوی کی بدکاری کا ثبوت صرف اس کا مشاہدہ ہو اور گواہ نہ ہوں تو دونوں ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اور پھر ان میں تفریق کرا دی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اس کی صورت و قانون مذکور ہے اور احادیث میں ان کے واقعات بھی۔ (۲۰۵)

—ایسا ہی ایک واقعۂ لعان حضرت عویمرؓ کے ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے قبیلہ بنوعجلان کے شیخ عاصم بن عدیؓ سے آکر پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائے تو وہ اسے اگر قتل کر دے تو کیا وہ بھی قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ ایسا شخص کیا کرے۔ آپ ﷺ سے اس کے بارے میں معلوم کر کے مجھے بتائیں۔ حضرت عاصمؓ کے استفسار پر رسول اکرم ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور اس کے بعد ہی لعان کی آیات کا نزول ہوا: سورۂ نور: ۶-۸: والذین یرمون ازواجھم......انه لمن الکذبین٥"

—لعان کا دوسرا واقعہ اسی کے ساتھ حدیث بخاری: ۴۷۴۷: میں بیان ہوا ہے جس کے مطابق حضرت ہلالؓ بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریکؓ بن سحماء کے ساتھ مبتلائے گناہ ہونے کی تہمت لگائی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ثبوت (البینہ) لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے/ حد لگے گی۔ انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو دیکھتا ہے تو کیا وہ ثبوت و گواہی (البینہ) تلاش کرنے جاتا ہے؟" رسول اکرم ﷺ اپنی بات پر اصرار فرماتے رہے تب حضرت ہلالؓ نے عرض کیا! "اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں بالکل سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور ایسی وحی نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے محفوظ کر دے۔" اسی وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور

Marfat.com

(سورہ نور: ٦-٩) ان آیات کریمہ کو ''صادقین'' تک نازل کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کے بعد حضرت ہلالؓ کی زوجہ کو بلایا تو فرمایا کہ ''تم میں ایک جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرتا ہے۔ مگر خاتون نے چار بار گواہی دی، پانچویں پر لوگوں نے روک دیا کہ وہ واجب کرنے والی ہے تو وہ ذرا متردد ہوئی مگر یہ کہہ کر کہ میں آج اپنی تمام قوم کو رسوا نہیں کروں گی پانچویں قسم بھی کھالی۔ (٢٠٦)

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے اختلافات

اگر چہ دونوں ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے اور ان کی رفاقت و محبت کی مثال دی جاتی تھی تاہم بعض معاملات و امور پر ان کے درمیان کبھی کبھی اختلاف یا شکر رنجی ہو جاتی تھی جو میاں بیوی میں کبھی اختلاف فکر و نظر سے ہو جایا کرتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ عدم واقفیت اور معلومات کی کمی کی بنا پر غلط فہمی ہوگئی۔ ایسے بعض واقعات بہت دلچسپ ہیں اور چشم کشا بھی۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہیں لائے ہیں وہ عمرہ کرنے کے بعد اپنے احرام کھول دیں اور حج کی تاریخیں آئیں تو حج کا احرام نئے سرے سے باندھ لیں۔ حضرت فاطمہؓ چونکہ قربانی کے جانور ساتھ نہیں لے گئی تھیں اس لئے انہوں نے احرام کھول دیا اور سرمہ لگانے اور زیب زینت کرنے کے علاوہ رنگین کپڑے پہن لئے۔ حضرت علیؓ سیدھے یمن سے مکہ معظّمہ پہنچے تھے اور ان کو اعلان نبوی کا علم نہ تھا لہٰذا جب وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے اور ان کو اس حال میں دیکھا تو ناراض ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کو فرمان نبوی سنایا اور وہ اس کی تصدیق کرنے خدمت نبوی میں پہنچے اور آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے بیان و عمل کی تائید فرمادی۔ (٢٠٧)

ابوتراب کا خطاب نبوی

حضرت فاطمہؓ سے کسی ایسی ہی گھریلو بات پر حضرت علیؓ ناراض ہوکر مسجد نبوی چلے گئے اور وہاں چادر اوڑھ کر فرش خاک پر لیٹ رہے۔ رسول اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے

Marfat.com

گئے تو حضرت فاطمہؓ نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ رسول اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حضرت علیؓ کی چادر ان کے جسم سے اتر گئی ہے اور خاک ان کی پیٹھ کو آراستہ کر گئی ہے اور وہ بے خبر سو رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس محبت سے بیٹھ گئے اور ہولے ہولے ان کو ابوتراب کہہ کر جگانے لگے۔ ان کے گھریلو معاملہ کا پھر تصفیہ فرمایا۔ (۲۰۸)

دوسری شادی پر اختلاف

ایک اور گذشتہ باب و بحث میں یہ واقعۂ اختلاف آچکا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ سے ان کی موجودگی میں ابوجہل کی دختر سے شادی کرنے پر ان کے لئے نکاح کا پیغام بھجوانے پر اختلاف کیا تھا اور جو بعد میں رسول اکرم ﷺ سے اختلاف حضرت علیؓ بن گیا تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بارے میں بعض دوسرے اختلافات کتب حدیث و سیرت میں ملتے ہیں لیکن ان سب کا استقصاء مراد نہیں۔ اس موضوع پر حضرت فاطمہؓ وحضرت علیؓ کے واقعہ کے حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کتاب الطلاق کے باب الشقاق الخ میں حدیث بخاری: ۵۲۷۸ وغیرہ کے تحت دوسرے واقعات کا ذکر کیا ہے اور ان پر بحث بھی کی ہے۔

یتیم بچی کی کفالت کا مسئلہ

قرآن مجید میں یتیم بچیوں کی کفالت کے بارے میں احکام دے گئے ہیں اور بعض لوگوں کی افراط وتفریط پر تنقید کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام میں سے بعض افراد وطبقات کے درمیان اختلافات بھی پیدا ہوئے۔ ان میں سے بعض اختلافات کے پیچھے مالی حرص وطمع تھی اور نفسانی خواہش کی کارفرمائی بھی۔ لیکن بعض اختلافات حسین وجمیل بھی تھے کہ وہ صحابہ کرام کے جذبۂ خیر وصلہ رحمی کے مظاہر تھے۔

عمرۃ القضاء ۷ھ/۶۲۹ء کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ کے شہید عم مکرم حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب ہاشمی کی نوجوان بچی رسول اکرم ﷺ سے چچا چچا کہتی ہوئی چمٹ گئی۔ وہ آپ ﷺ کی رضاعت کے رشتہ سے بھتیجی بھی تھی۔ کیوں کہ حضرت حمزہؓ رضاعی بھائی بھی تھے کہ

Marfat.com

دونوں کو حضرت ثویبہؓ نے دودھ پلایا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت علیؓ، زیدؓ بن حارثہ اور جعفرؓ بن ابی طالب کے درمیان اس بچی کی کفالت پر اختلاف ہوا۔ حضرت علیؓ کی دلیل تھی کہ میں اسے لے آیا ہوں اور وہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ کا دعویٰ تھا کہ وہ میرے دینی بھائی کی دختر ہے۔ حضرت جعفرؓ کا بیان تھا کہ وہ میرے چچا کی دختر ہونے کے علاوہ میں اس کا خالو ہوں کہ اس کی سگی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بچی کی کفالت حضرت جعفرؓ کے سپرد کر دی کہ خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے اور بقیہ دونوں اصحاب کی دلجوئی کی اور ان کی تحسین و تعریف بھی فرمائی۔ (۲۰۹)

عزیز و قریب کی جوار و پناہ

فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ نے بعض مجرموں کو قتل کر دینے کے عام احکام جاری فرمادئے تھے۔ ان میں حضرت علیؓ کی بڑی بہن حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب ہاشمی کے شوہر ہبیرہ بن وہب مخزومی بھی شامل تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو قتل کرنا چاہا مگر حضرت ام ہانیؓ نے اپنے شوہر کو پناہ دے دی۔ دونوں بہن بھائی میں اختلاف ہوگیا۔ اور بہن نے رسول اکرم ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی پناہ و جوار کو تسلیم کیا کہ وہ اللہ کے رسول کی بھی پناہ ہے۔ (۲۱۰)

مکانات کی تزئین

سادہ مکانات اور ضروری اسباب معیشت رسول اکرم ﷺ کو پسند تھے اور بے جا تعمیر و ترفہ ناپسند کرتے تھے۔ حدیث و سیرت کی روایات میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مختلف صحابہ کرام کے عالیشان مکانات اور ان کے سجانے سنوارنے کو پسند نہیں کیا۔ دروازوں پر عام وسادہ پردے تو حجاب و تنہائی اور خلوت گزینی کی خاطر پسند تھے مگر ریشمی اور باتصویر پردوں سے اختلاف تھا۔

Marfat.com

– حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر کے دروازے اور کولکی پر باتصویر پردے دیکھے تو ان کو اتروا دیا۔ ان کا دوسرا استعمال پسند فرمایا۔

– حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے اور دروازے پر ریشمی دروازہ پڑا ہوا دیکھا تو واپس تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے وہ پردہ اتار کر حسب حکم نبوی ایک ضرورت مند کو دے دیا۔ (۲۱۱)

بلندوبالا تعمیرات پر نکیر

اسی طرح بعض انصاری صحابہ کرام کے بلندوبالا مکانات خاص کر قبوں وغیرہ کی تعمیر پر ناراضی کا اظہار فرمایا اور صحابہ کرام نے ان کو ڈھا دیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کی تعمیر میں دکھاوے، فخر اور عجب کا اظہار تھا جو بشری کمزوری ہے۔ ورنہ اس دور نبوی میں بھی اور اس سے قبل کے عرب جاہلی زمانے میں بھی بلندوبالا مکانات اور وسیع وعریض تعمیرات موجود تھیں اور ان پر کسی قسم کی نکیر واعتراض نہیں کیا گیا کیونکہ وہ ضروری دفاع اور معاشرتی ضرورت کی بنا پر تعمیر کی گئی تھیں جیسے متعدد صحابہ کرام کے آطام وحصون (قلعے) تھے، یا ان کی گڑھیاں تھیں جن کا ذکر غزوات خندق وغیرہ کے حوالے سے کتب حدیث وسیرت میں آتا ہے۔

بہرحال جن مکانات پر رسول اکرم ﷺ نے اعتراض فرمایا ان میں حدیث ابوداؤد: ۵۲۳۷ کے مطابق ایک انصاری کا مکان تھا جس کے اوپر انہوں نے ایک بلند قبہ (قبہ مشرفۃ) تعمیر کر لیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں مالک مکان حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ناراضی کا اظہار کر دیا حالانکہ آپ ﷺ نے زبان مبارک سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا تھا۔ انصاری صحابی کی فراست اور رسول اکرم ﷺ کی پسند وخاطر مبارک کی رعائت تھی کہ فوراً مجلس نبوی سے واپس آئے اور اس قبہ کو زمین بوس کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ناراضی دور ہوگئی۔ کتاب الادب جیسی کتب وابوابِ حدیث میں اور بعض دوسری کتب صحیحین میں بھی ایسی روایات موجود ہیں۔ مکانات اور ان کے دیوار وبام کی بیجا تزئین وتعمیر اور ان کو فضول سجانے سنوارنے سے رسول

Marfat.com

اکرم ﷺ نے ہمیشہ اختلاف کیا اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے حکم و منشا کو سر آنکھوں پر رکھا جیسا کہ تعمیرات، پردوں، قبوں اور زیب و زینت کے باب میں بہت سی روایات آتی ہیں۔ (۲۱۲)

بحالتِ احرام شکار کا مسئلہ

احرام کی حالت میں خشکی پر شکار کرنے کی ممانعت قرآن و حدیث میں آئی ہے البتہ غیر محرم ان کا شکار کر سکتا ہے اور ان کے شکار کا گوشت احرام والے بھی کھا سکتے ہیں۔ وہ شکاری کو کسی قسم کا اشارہ یا اس کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے۔ حضرت ابوقتادہؓ نے صلح حدیبیہ کے زمانے میں ایک جنگلی گدھے کو دیکھا تو اس کا شکار کرنے کے لئے اپنے گھوڑے پر چڑھ گئے کہ وہ بلا احرام تھے۔ جلدی میں انہوں نے نیزہ اور کوڑا وغیرہ نہیں لیا تھا۔ وہ انہوں نے محرم صحابہ کرام سے مانگے تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوقتادہؓ کو ان کے انکار پر غصہ آ گیا۔ پھر وہ خود ہی ان کو اٹھا کر لے گئے اور شکار مار لائے اور محرم صحابہ کو اور رسول اکرم ﷺ کو بھی اس کا گوشت کھلایا۔ (۲۱۳)

سانپ بچھو کے ڈسے ہوئے شخص کا منتر

ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت ایک مہم کے دوران ایک گاؤں پہنچی مگر اس کے شیخ نے ان کی میزبانی کرنے سے انکار کر دیا اور ان کو گاؤں میں ٹکنے بھی نہیں دیا۔ گاؤں سے نکلنے کے بعد انہوں نے ویرانے میں ڈیرا ڈالا۔ اسی دوران اس گاؤں کے شیخ یا مکھیا کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا اور اس نے صحابہ کرامؓ کو بلایا کہ شاید وہ اس کی تکلیف دور کر سکیں۔ ایک صحابی نے اپنے قیاس و فراست سے سورہ فاتحہ پڑھ کر متاثرہ جگہ پر پھونک دی اور اس کو آرام آ گیا۔ اس نے بطور شکرانہ ان کو بہت سی بکریاں دیں۔ جماعت صحابہ میں اس پر اختلاف ہو گیا کہ ان بکریوں کا لینا اور کھانا جائز ہے یا نہیں، کچھ جواز کے قائل تھے۔ بہر حال رسول اکرم ﷺ نے اس کو جائز قرار دیا۔ (۲۱۴) اور جھاڑ پھونک کرنے والے صحابی سے پوچھا کہ ان کو سورہ فاتحہ کو منتر بنانے کا خیال کیسے آیا۔ انہوں نے اس عظیم سورہ قرآن کے فضائل کا

Marfat.com

حوالہ دیا۔ اس حدیث نبوی میں کتاب اللہ پر اجرت لینے کے جواز کا اہم مسئلہ بھی بیان ہوا ہے اور بعض دوسرے اہم احکام واصول بھی ہیں۔

قبائلی حمیت

رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے: ''انصار کے بہترین خاندان ہیں: بنونجار اوّل ہیں پھر بنوعبدالاشہل ہیں پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ۔'' مزید فرمایا کہ'' انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے۔'' حضرت سعدؓ بن عبادہ خزرجی ساعدی کو یہ فرمان نبوی سننے کو ملا تو کہنے لگے: ''ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس وضاحت کے لئے جاتا ہوں۔'' ان کے بھتیجے حضرت سہلؓ بن سعد ساعدی نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا: ''کیا آپ ﷺ کی بات کو رد کرنے جارہے ہیں جب کہ آپ ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔'' حضرت سعدؓ بن عبادہ نے اس وقت اس سے اتفاق کرلیا اور خدمت نبوی میں نہیں گئے لیکن جیسے ہی ملاقات ہوئی تو عرض کر بیٹھے: ''آپ نے ہمیں بالکل آخر میں کر دیا۔'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تم بہترین خاندانوں میں شامل ہو۔'' (۲۱۵)

قبائلی عصبیت

بہرحال اصولی بحث سے قبل یہاں بطور واقعہ ایک اہم اختلافِ صحابہ کرام کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبائلی عصبیت کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائے جانے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ایک خطبہ دیا جس میں اپنے حزن وملال اور تکلیف کا اظہار فرمایا۔ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا: ''اگر قبیلہ اوس کا کوئی شخص اس تہمت طرازی کا مجرم ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر قبیلہ خزرج کا شخص مجرم ہے تو جیسا آپ ﷺ ہمیں حکم دیں، اس کی تعمیل کریں گے۔'' اس پر قبیلہ خزرج کے شیخ حضرت سعد بن عبادہؓ کو غصہ آگیا اور وہ کھڑے ہو کر چلا پڑے: ''تم غلط کہہ رہے ہو، تم خزرج کے کسی شخص کو قتل نہیں کر سکتے۔'' ایک اور اوسی حضرت اسیدؓ بن حضیر نے حضرت سعد بن عبادہؓ خزرجی کو جھوٹا

Marfat.com

کہا اور اعلان کیا کہ ''ہم اس خزرجی کو بھی مار ڈالیں گے۔ اور تم منافق ہو کہ منافقوں کی حمایت کر رہے ہو۔'' اس مسئلہ پر دونوں قبیلوں کے لوگ بھڑک اٹھے اور قبیلہ اوس و خزرج میں جنگ ہونے کے آثار پیدا ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان دونوں فریقوں کو خاموش کرا دیا۔ اس واقعہ میں قبائلی عصبیت کے بھڑکنے کی وجہ یہ تھی کہ تہمت لگانے والا سردارِ منافقین قبیلہ خزرج ہی کا تھا اور بہت بااثر شخص تھا۔ (۲۱۶) حضرت سعد بن عبادہؓ اس شخص کے بارے میں خاصا نرم رویہ رکھتے تھے۔

غزوۂ مریسیع / بنو المصطلق ہی کے دوران مہاجرین و انصار کے درمیان قبائلی عصبیت کی بنا پر اختلاف نے بدنما صورت اختیار کر لی تھی۔ ایک واقعہ پرانے قبائلی اختلاف کی یاد دلاتا ہے۔ پانی پلانے پر عربوں میں جھگڑا ہوتا تھا۔ اس غزوہ کے دوران ایسا ہی ایک واقعہ ہوا۔ ایک دن چشمے سے پانی پلانے اور پانی لینے پر حضرت عمرؓ کے اجیر/ غلام مولیٰ حضرت جہجاہ غفاریؓ سے کسی انصاری کا اختلاف ہوا اور دونوں نے مہاجرین اور انصار کو اپنی اپنی مدد کے لئے پکارا۔ دونوں طرف کے لوگوں نے تلواریں سونت لیں اور جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا مگر چند سمجھدار لوگوں نے فریقین کو خاموش کرایا اور ان کی صلح صفائی سے اس قبائلی عصبیت کی آگ پھیلنے سے روک دیا گیا۔ (۲۱۷)

اس میں چند جہات ہیں اور ان سب سے زیادہ رسول اکرم ﷺ کا منافقین کے قتل نہ کرنے کے بارے میں حکیمانہ فیصلہ ہے کہ لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ دو کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر دیتے ہیں: ''لایتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه''

مہاجرین و انصار کے ایک مخلوط اجتماعی اکل و شرب میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص زہری نے غالباً ترنگ میں یہ فرمادیا کہ مہاجرین انصار سے زیادہ افضل ہیں۔ یہ سن کر ایک انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے اونٹ کی ایک ہڈی اٹھا کر ان کے ایسے ماری کہ ان کی ناک زخمی ہو گئی اور اس میں ایک شگاف پڑ گیا جو تا عمر باقی رہا۔ حضرت سعدؓ نے رسول اکرم ﷺ سے آکر اس کی شکایت کی جس پر شراب کی تحریم کا اعلان ہوا۔ اس حدیث مین قبائلی عصبیت اور باہمی نزاع کا معاملہ نہیں سلجھایا گیا یا اس کے سلجھانے کا ذکر نہیں ہے۔ سارا الزام ''شراب خانہ

Marfat.com

خراب'' کے سر ڈال دیا گیا ہے۔ (۲۱۸)

واقعۂ افک

عہد نبوی کے معاشرتی اختلافات میں سب سے نمایاں واقعہ بہتان تراشی کا ہے جو حدیث وسیرت میں واقعہ افک کے عنوان سے مشہور ہے۔ واقعہ بس اتنا ہے کہ غزوہ مریسیع/ بنوالمصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہؓ اسلامی لشکر سے ایک حادثہ کی بنا پر پیچھے رہ گئیں۔ وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے لشکر گاہ سے ذرا دور چلی گئی تھی۔ اسی دوران بانگ پر خادموں نے ان کا کجاوہ اونٹ پر رکھ دیا، یہ سمجھ کر کہ ام المومنین اس کے اندر موجود ہیں۔ بقول حضرت ام المومنین ان کی اس میں خطا بھی نہ تھی کہ وہ اس زمانے میں ایسی ہی ہلکی پھلکی تھیں کہ ان کا وزن اندازے میں نہ آسکا۔ ام المومنین جب واپس لشکر گاہ پہنچیں تو لشکر اور سالار ﷺ کو نہ پا کر کافی پریشان ہوئیں۔ ان کی فراست نے ان کو سمجھایا کہ اسی جگہ قیام وآرام کریں جہاں ان کا کجاوہ/محمل تھا کہ تلاش کرنے والے ان کو وہیں تلاش کریں گے، لہٰذا وہیں چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں۔ کچھ مدت بعد حضرت صفوان بن معطل سلمیؓ، جو طلیعہ موخرہ یعنی پیچھے رہ جانے والے دستہ کا کام کرتے تھے، اس مقام پر پہنچے اور ام المومنین کو اپنے اونٹ پر بیٹھا کر تیز رفتاری سے چلے اور اگلے پڑاؤ پر اسلامی لشکر کو جالیا اور ام المومنین اپنے محمل میں پہنچ گئیں۔ منافقین اور ان کے سردار عبداللہ بن سلول خزرجی کو ایک موقعہ مل گیا اور انہوں نے ام المومنین کی عصمت عالیہ پر تہمت دھر دی۔ ان کی حرکت ناشائستہ اور عام فطرت بیہودہ سے سب ہی واقف تھے لیکن اس افواہ کے انتشار نے بعض سادہ لوح مسلمانوں کو بھی ورغلا دیا۔ بعض حضرات وخواتین نے تو تہمت طرازی میں حصہ لیا، کچھ نے خاموشی وسکوت بیجا اختیار کیا اور غالب اکثریت نے صاف تہمت کی تردید کی۔

جماعت صحابہ کرام کے اس معاشرتی اختلاف اور روش کی فوری تردید رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس کر سکتے تھے کہ آپ ﷺ کو عصمت صدیقہ کے بارے میں ذرا بھی شک نہ تھا لیکن صرف اس خیال سے خاموش رہے کہ اپنے ''اہل'' کی حمایت کا الزام نہ لگے۔

Marfat.com

فراست نبوی نے یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ اس واقعۂ افک کی تردید راست وحی الٰہی سے ہو تو اصول وضوابط بھی وجود میں آئیں گے۔ بہرحال رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں صحابہ وصحابیات کی رائے لی اور سب نے حضرت صدیقہؓ کی پاکدامنی کی قسمیں کھائیں۔ حضرت صدیقہؓ کی سب سے بڑی حریف اور سوت حضرت زینبؓ بنت جحش نے ان کی عفت مآبی کی شہادت دی اور اسی طرح حضرت ام مسطحؓ اور خادمہ نے بھی، لیکن حضرت زینبؓ کی بہن حضرت حمنہؓ، حضرت ام مسطحؓ کے فرزند حضرت مسطحؓ اور بعض دوسرے حضرات نے منافقانہ پروپگنڈے سے تاثر لیا۔ بہرحال رسول اکرم ﷺ نے معاملہ کے تصفیہ تک حضرت عائشہؓ کو ان کے والدین کے گھر بھیج دیا۔ اس پر بھی ام المومنین کو سخت ملال ہوا۔ چالیس دنوں کے کرب وبلاء کی مدت مدید کے بعد سورہ نور: ۱۰-۲۰ نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کی براءت ہی نہیں ثابت کی بلکہ ایسے واقعات افک کا سدباب کر دیا اور بہت سے اصول وضوابط بنا دیئے۔ ان کا ذکر بعد میں تجزیہ میں آتا ہے۔ اس واقعہ نے بہرکیف پورے معاشرے کو متاثر کیا تھا۔ (۲۱۹)

سماجی زیارت

عہد نبوی میں رسول اکرم ﷺ مختلف صحابہ وصحابیات کے گھروں کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام میں حضرات وخواتین بھی ایک دوسرے کے گھروں میں جایا کرتے تھے۔ یہ ایک سماجی روایت تھی جس کی اجازت قرآن مجید میں بھی ہے۔ احادیث و روایات سیرت میں ایسے معاشرتی واقعات زیارت بہت کثرت سے مذکور ہیں۔ ان میں باہمی ملاطفت کا بھی ذکر ہے۔ (۲۲۰) لیکن کبھی کبھی ان سماجی زیارتوں میں اختلافات بھی پیدا ہو جاتے تھے اور ان کی بنا پر بہت سے قواعد وضوابط وجود میں آئے اور وہ اسلامی اصول واحکام بنے۔ بعض زیارتی اختلافات صحابہ کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت اسماءؓ بنت عمیس خثعمی کے پہلے شوہر حضرت جعفرؓ بن ابی طالب ہاشمی بہت مخیّر اور فیاض انسان تھے۔ وہ مہمانوں، دوستوں عزیزوں اور خاص کر اصحاب صفہ کو اپنے گھر لے

Marfat.com

جایا کرتے تھے اور ان کی ضیافت کیا کرتے تھے۔ ان کی اس سماجی قدر نے حضرت اسماء خثعمیؓ کے تعلقات بہت سے صحابہ کرام سے استوار کردئے تھے۔ ان میں بنو ہاشم کے لوگ بھی کافی تعداد میں شامل تھے۔ حضرت اسماءؓ نے بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شادی کرلی تھی۔ ان کے آخری زمانے میں کچھ ہاشمی حضرات حضرت اسماءؓ کے گھر ملنے کے لئے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر پہنچے تو ان کی عدم موجودگی میں ان کا آنا ان کو ناگوار گذرا۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا اور ساتھ ہی حضرت اسماءؓ کی پاکدامنی اور وفاداری کا بھی اظہار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اظہار پر ایک خطبہ دیا۔ اس میں وضاحت فرمائی: ''کوئی شخص اکیلا کسی عورت کے گھر اس کے شوہر کی عدم موجودگی میں نہ جائے البتہ وہ دو یا ایک آدمی کے ساتھ جا سکتا ہے۔'' (۲۲۱)

سماجی زیارتوں کے سلسلے میں بعض اور اختلافاتِ صحابہ وصحابیات کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر کسی اور حوالے سے آچکا جیسے حضرات حمزہؓ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابی طالب ہاشمی کا واقعہ ہے جس میں ایک اونٹنی کا جبریہ ذبح باعث بن گیا۔ رسول اکرم ﷺ کو بنفس نفیس حضرت سعدؓ بن عبادہ خزرجی کی عیادت کے لئے جاتے ہوئے راستے میں عبداللہؓ بن ابی بن سلول وغیرہ سے شکایت ہوئی تھی۔ زیارت ہی کے دوران حضرات شیخینؓ کے درمیان بعض اختلافات ہوئے تھے۔

Marfat.com

تفریح وموسیقی کے باب میں سماجی رویے

فرحت ونشاط، تفریح وانبساط اور مسرت وشادمانی انسانی فطرت میں ہے اور وہ بارِ خاطر کو دور کرنے میں معاون ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے سماجی رویے اور تعلیم دونوں میں انسانی فطرت کی ہمیشہ رعائت فرمائی اور کسی حد تک نامرغوب وناپسندیدہ کی اجازت بھی دی۔ اسوۂ نبوی بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کو ایسی تفریح کی ضرورت تھی اور نہ ایسی فرحت وشادمانی کی کشید کی حاجت، مگر آپ ﷺ نے اسے اپنے عمل وقول دونوں سے بقدر کفاف اور جواز کے درجے میں ضرور رکھا تاکہ دوسروں کو تنگی وحرج سے بچاسکیں جو شریعت اسلامی کا ایک مقصد عالی بھی ہے۔ ایسے مواقع تفریح ونشاط میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کو حبشی ماہرین حرب کے نیزہ زنی وغیرہ کے تماشے دکھانے اور ان کی گڑیوں کے ساتھ کھیلنے وغیرہ کے واقعات شامل ہیں۔ حبشی بازی گری کی روایت بہت قدیم تھی اور رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کو عیدین وغیرہ کے مواقع پر اسے دکھاتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں بھی رنگ اختلاف جھلکا ہو کیوں کہ بہرحال بعض طبیعتیں اسے حجاب کے سخت موقف اور لفظی اطلاق کے خلاف سمجھ سکتی تھیں۔ (۲۲۲)

گانے بجانے اور موسیقی سننے کی بابت صحابہ کرام کا اختلاف نظر آتا ہے اور اس میں کسی قدر شدت تقویٰ کا رنگ بھی شامل ہے۔ یہ باب تفریح واختلاف تو خاصا بڑا اور وسیع ہے۔ ان کے تمام واقعات کا ذکر ضروری بھی نہیں، صرف چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

Marfat.com

۱- عید الفطر کی خوشی تھی اور رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تشریف لائے تو بچیاں/لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں، آپ ﷺ سر اقدس اوندھا کر بستر پر لیٹ گئے اور ان کو گانے بجانے دیا۔ ظاہر ہے کہ آپ ﷺ اور حضرت عائشہؓ ان کا گانا بجانا سن رہے تھے۔ اسی دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور انہوں نے گانے والیوں کو سخت سرزنش کی کہ رسول اکرم ﷺ کے گھر میں مزامیر (آلات موسیقی) جیسے شیطانی چرخے ہیں! رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آج ان کی عید ہے، ان کو گانے بجانے دو۔" سیّد سلیمان ندویؒ نے ایک باندی سے گانا سنوانے کا ذکر کیا ہے۔

۲- ایک اور ہی موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے دف بجانے والی عورت کو سخت سست کہا تھا جو ان کے آنے سے پہلے بجاتی اور گاتی رہی تھی اور حضرت عمرؓ کو دیکھ کر اپنے دف پر بیٹھ گئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو مداخلت و سرزنش سے روکا تھا۔

۳- شادی بیاہ کے مواقع پر رسول اکرم ﷺ نے گانے بجانے کی اجازت دی بلکہ حضرت عائشہؓ سے کہہ کر غنا اور غزال (گانے) کا انتظام کرایا۔

۴- ایک نو بیاہتا کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی شادی کی خوشی میں آراستہ محفل طرب میں شریک رہے اور اعتراض مسترد فرمایا۔

۵- عاشورا کا دن یہودی روایات کے زیر اثر ایک عید طرب میں منتقل ہو گیا تھا اور اس دن موسیقی اور غنا میں حصہ لینے کی اجازت مل گئی تھی۔ حضرت ابومسعود انصاری بدریؓ جیسے بعض صحابہ کرام ایک خاتون صحابیہ کے گھر ایسی ہی ایک محفل میں شادمانی سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ بعض تابعین کرام نے اعتراض کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابی ہو کر موسیقی اور گانے بجانے سے لطف لے رہے ہیں، لوگ کیا کہیں گے؟ فرمایا کہ "ہمیں ایسے مواقع پر موسیقی کی اجازت ملی ہے، بیٹھنا اور لطف اندوز ہونا چاہو تو بیٹھو اور مجلس میں شریک رہو ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ۔" بعد میں یہ اختلاف شدید تر ہوتا گیا۔ (۲۲۳)

Marfat.com

تفریح اور کھیل کود

تفریحات سے بعض طبائع کو فطری دلچسپی ہوتی ہے، بعض کو موقعہ ومحل کی مناسبت سے رغبت ہوتی ہے، کچھ کام کی کدورت کو اس سے دور کرتے ہیں۔ ویسے انسان کو تفریحات اور کھیل کود سے فطری رغبت ہونا بعید بھی نہیں اور رسول اکرم ﷺ نے اس کی رعائت کی ہے مگر بعض اصحاب تقویٰ وطہارت کو بالخصوص خشک مزاج لوگوں کو ان سے تکدر ہی نہیں نفرت ہوتی ہے اور وہ اسے کسی کے لئے بھی پسند نہیں کرتے۔ اسی پسند وناپسند کے فرق سے اختلاف پیدا ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے سماجی رویہ کو سامنے لاتا ہے۔ عہد نبوی میں بھی بعض ایسے حضرات وطبائع تھے اور ان کے اختلافات فکر ونظر بھی۔

رسول اکرم ﷺ کے حبشیوں کے فوجی کمالات حضرت عائشہؓ کو دکھانے کے دلچسپ اور فطری واقعہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس کا مخالف حضرت عمر فاروقؓ کا رویہ تھا۔ عید کے دن حبشیوں کے ماہرین فن اپنے جنگی کمالات صحن مسجد میں دکھارہے تھے کہ حضرت عمرؓ وارد ہوئے۔ انہوں نے حبشی ماہرین کو مارنے کے لئے کنکر اٹھائے ہی تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو حجرہ کے دروازے سے دیکھ لیا اور ان کو روک دیا کہ آج خوشی کا دن اور تفریح طبع کا موقعہ ہے، اس لئے ان حبشیوں کو اپنے کمالات دکھانے اور دیکھنے والوں کو ان کا تماشا دیکھنے دو۔ (۲۲۴)

تیر اندازی

رسول اکرم ﷺ نے بنو اسلم اور ان کے ساتھ شریک قبیلہ تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا تو آپ ﷺ نے بنو اسلم کو بنو اسماعیل قرار دے کر فرمایا کہ تمہارے جد امجد بھی تیر انداز تھے۔ لہٰذا تم تیر اندازی کے مظاہرے کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے جس فریق کے ساتھ ہونے کا ذکر فرمایا تھا اس کا نام بھی لیا، دوسرے فریق نے ہاتھ روک لئے کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہیں پھر آپ کے خلاف کیسے تیر چلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی تیر چلاؤ اور میں تم سب کے ساتھ ہوں

Marfat.com

(بخاری حدیث:۲۸۹۹ نیز اطراف:۳۳۷۳، ۳۵۰۷)

ظالمانہ کھیلوں کی ممانعت

ظالمانہ کھیلوں کی ممانعت فرمادی۔ عرب جاہلی میں مکہ و مدینہ اور بہت سے دوسرے مقامات پر بعض نوجوانوں کا ایک بڑا پسندیدہ کھیل یہ بھی تھا کہ وہ جانوروں اور پرندوں کو کھونٹے سے باندھ دیتے اور پھر ان پر تیر تفنگ سے نشانہ لگایا کرتے تھے۔ یہ صرف تفنن طبع کے لئے کیا جاتا تھا اور اس میں شکار کرنے کا عنصر نہیں تھا۔ ایسے تمام ممنوعہ کھیل یا ممنوعات نبوی بالعموم بعض غلط رجحانات اور غیر عادلانہ اعمال کی نشاندہی کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان سے رسول اکرم ﷺ کو شدید اختلاف تھا۔

Marfat.com

فوجی معاملات میں اختلافات

غزوات نبوی کے تذکرے میں رسول اکرم ﷺ سے بعض صحابہ کرام کے اختلاف فکرونظر کے ذکر و بحث کے ساتھ ساتھ بعض صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کا حوالہ آچکا ہے۔ صحابہ کرام کی ماتحتی میں جانے والے سرایا میں ان کا فوجی اور اس سے متعلق دوسرے امور پر اختلاف بھی نظر آتا ہے جو اکثر و بیشتر صحابہ کرام کے درمیان واقع ہوتا تھا کہ ان کے نقطۂ نظر، رائے اور اسلامی احکام کی تعمیل مختلف تھی۔ لیکن وہ بسا اوقات رسول اکرم ﷺ تک پہنچتے تھے کہ شاکی فریق کو عدالت عالیہ سے اپنے حق میں انصاف وعدل کی امید ہوتی تھی۔ صحابہ کرام کے سرایا کے دوران فوجی معاملات میں جو اختلافات ہوئے ان کا مختصراً ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

امارت وقیادت پر اختلاف

غزوۂ موتہ میں رسول اکرم ﷺ کے مقرر کردہ تینوں امرائے سریہ — حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ، عبداللہؓ بن رواحہ خزرجی — کی شہادت کے بعد اوّل اختلاف اس پر ہوا کہ اب کمان کس صحابی کو دی جائے۔ حضرت خالد بن ولید مخزومی پر بیشتر کا اجماع ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے از خود بڑھ کر امراء سے خالی لشکر اسلامی کی کمان سنبھالی اور اس سے بعض حضرات کو اتفاق نہیں ہوا۔ اس کی شکایت بھی بعد میں کی گئی مگر اس سے زیادہ دلچسپ رویہ اور بڑا اختلاف اہل مدینہ کا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب اپنی فوج کے ساتھ واپس آئے تو اس کی ہزیمت وپسپائی کی خبر ان سے پہلے مدینہ پہنچ چکی تھی اور ساکنان

Marfat.com

مدینہ نے شہر سے نکل کر ان کی پذیرائی یوں کی کہ ان کو بزدلی کے طعنے دیئے اور ان کی پسپائی کو قومی وقار کے منافی قرار دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے غزوۂ موتہ کے سالار و سپاہیوں کو فرار ہونے والا نہیں بلکہ پلٹ کر حملہ کرنے والا قرار دیتے ہوئے ان کی تحسین و تعریف کی اور ساکنان شہر کو صبر و ضبط کی تلقین کی۔

اموال غنیمت کی تقسیم

ایک غزوہ سے حضرت خالدؓ بن ولید مخزومی نے واپسی پر اموال غنیمت کے حصے تقسیم کیے تو بعض افراد و طبقات کو شکایت ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو اپنے حصے لے لینے کی ہدایت فرمائی مگر وہ زیادہ پر مصر تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خالدؓ کی حمایت کی اور فرمایا کہ ان طالبوں کو ہر گز مت دینا۔

حاکم و امیر سے قصاص

اسی طرح حضرت خالدؓ کے بعض سخت اقدامات پر بعض صحابہ کرام نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے مقتولوں کی دیت دلوا دی اور ان کے اموال بھی واپس دلا دیئے لیکن سالارِ نبوی سے قصاص لینے کا مطالبہ مسترد فرما دیا۔ غالبًا اسی دن سے یہ اصول بنا کہ غلطی سے قتل و زخم وغیرہ پر امیر ولایت، گورنر علاقہ، سالار لشکر اور قاضی عدالت سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ (۲۲۵)

حریف و دشمن کے قتل کا مسئلہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہریؓ نے ہجرت مدینہ کے وقت اپنے پرانے دوست اور تجارتی ندیم امیہ بن خلف جمحی سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ جس کے مطابق فریقین ایک دوسرے کے مال و جائداد، اہل و عیال اور تجارتی مفادات کی حفاظت اور پاسداری اپنے اپنے علاقوں میں کرتے۔ غزوۂ بدر میں اسی معاہدہ خاص کی خاطر حضرت عبدالرحمٰن زہریؓ نے شیخ قریش اور اس کے فرزند علی بن امیہ جمحی کو پناہ دی اور ان کو بحفاظت لے جا رہے تھے کہ حضرت بلال حبشیؓ

Marfat.com

اوران کے رفقاء نے دیکھ لیا اور للکار کران کو قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اور ان کے اصحاب نے پناہ میں آئے شیوخ قریش کو بچانے کی بھرپور کوشش کی اور ان کیلئے سینہ سپر ہوگئے مگر حضرت بلالؓ نے ان کی ٹانگوں کے درمیان گھس کر ان دونوں کو قتل کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ ان کو بچانے میں زخمی ہوگئے۔ حضرت عبدالرحمٰن زہریؓ کو اپنے معاہدہ حلف کی پاسداری نہ کر سکنے کا بڑا ملال تھا اور حضرت بلال حبشیؓ سے شکوہ بھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس اختلافِ صحابہ کو دونوں کے خلوصِ نیت اور جوش جہاد کی خاطر برداشت کر لیا۔ (۲۲۶) اس خاص معاہدے کی اور بھی جہات ہیں۔

ــــ فتح مکہ میں اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ہاشمی کے درمیان پیش آیا۔ مرالظہران نامی مقام پر لشکر اسلامی کے قیام کے دوران حضرت عباس ہاشمیؓ اپنے قدیم دوست اور تجارتی ندیم حضرت ابوسفیانؓ بن حرب اموی کو خیمہ نبوی کی طرف لے چلے تاکہ ان کو اسلام و رسول اکرم ﷺ کی حفاظت میں دے دیں۔ راستے میں حضرت عمر بن خطاب عدیؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کو دیکھ لیا اور نعرہ لگا کر تیزی سے آگے بڑھے کہ دشمن اسلام ہاتھ آگیا اور اسے قتل کرنے کا سنہری موقعہ مل گیا لیکن حضرت عباسؓ ان کے آڑے آئے اور فرمایا: ”عمرؓ تم ان کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ بنو عبد مناف کے سردار ہیں، اگر تمہارے خاندان کے ہوتے تو تم ایسا نہ کرتے!“ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: ”آپ کے اسلام لانے پر مجھے اتنی خوشی ہوئی تھی جتنی شاید مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے پر بھی نہ ہوتی۔“ بہر حال اسی وقت اور اسی موقعہ پر حضرت ابوسفیانؓ کے قبول حق نے اس اختلاف کو ختم کر دیا۔ (۲۲۷)

ــــ حضرت ابوسفیانؓ اموی کی وجہ سے بعض قدیم ترین صحابہ کرام سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کچھ تلخ بات چیت ہوگئی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوسفیان امویؓ اسلام لانے سے پہلے چند لوگوں کے ساتھ حضرت بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلمان فارسیؓ کے پاس گئے۔ ان صحابہ کرام نے کنایتاً کہا: کیا اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر ابھی تک اپنے مقام پر نہیں

Marfat.com

پہنچیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کے مقام ومرتبے کی رعائت سے ان صحابہ کرام سے کہا: کیا آپ لوگ قریش کے بزرگ سردار کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خدمت نبوی میں جاکر یہ واقعہ بیان کیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر تم نے شاید ان لوگوں کو ناراض کر دیا۔ ان کی ناراضی رب کی ناراضی ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فوراً ان تینوں جلیل القدر صحابہ کرام کے پاس پہنچ کر ان سے معذرت کی جو انہوں نے قبول کرلی۔ (۲۲۸)

بنو جذیمہ کے خلاف حضرت خالدؓ بن ولید مخزومی کے اہم سریہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شریک تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان کے جنگی قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ اور ان کے ساتھی ان کو قتل نہیں کریں گے کیونکہ وہ ان کے خیال میں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت خالدؓ کا اقدام غلط فہمی پر مبنی تھا۔ ان کے اس اختلاف کی تصدیق بعد کے واقعات کے سبب سے بھی ہوتی ہے اور اس کو صحیح ثابت کرتی ہے۔ دراصل بہت سے صحابہ کرام کو حکمِ حضرت خالدؓ سے اختلاف تھا۔ (۲۲۹)

حضرت خالدؓ بن ولید مخزومی کے سریہ بنی جذیمہ میں صحابہ کرام کے اختلاف ومطالبہ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب ہاشمی کے سریہ یمن کے بارے میں اموال غنیمت کی تقسیم پر ان کے نائب سالار اور سپاہ کے اختلافات کا ذکر اوپر غزوات نبوی کے ضمن میں آچکا ہے۔ ان دونوں واقعات میں ایک دلچسپ جہت یہ ہے کہ بنو جذیمہ کے مقتولوں کی دیت ادا کرنے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ ہی کو بھیجا تھا۔ اور دوسری جہت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ان دونوں امیروں اور سالاروں کے موقف کی حمایت کی تھی کہ غلطی کے باوجود ان سے مواخذہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسی سے امراء وعمال سے قصاص لینے کے احکام کا استنباط بھی کیا گیا ہے۔ (۲۳۰)

امامتِ نماز کا حق

سریہ ذات السلاسل میں حضرت ابوعبیدہؓ امدادی کمک لے کر حضرت عمروؓ بن العاص

Marfat.com

سہمی کے پاس گئے تھے۔ ان دونوں بزرگ صحابہ میں اس پر اختلاف ہوا کہ اصل سالار اور قائد اعلیٰ کون ہے؟ حضرت عمروؓ بن العاص سہمی نے اپنی برتری اور قیادت کا حق جتایا اور حضرت ابوعبیدہؓ کو ماتحت سالار کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ بعض روایات میں یہ دلچسپ ذکر بھی آتا ہے کہ امامت نماز کے مسئلہ پر اختلاف ہوا تھا جو قیادت کبریٰ کی علامت تھی اور حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ نے اپنی امامت نماز کے حق کو بدلائل منوایا تھا۔ (۲۳۱)

غلط حکم (منکر) کی عدم تعمیل

ایک سریہ میں ایک انصاری صحابی سالار تھے۔ انہوں نے اپنے سپاہیوں سے کسی بات پر خفا ہو کر ان سے آگ جلوائی اور ان کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس سے اختلاف کیا کہ ہم آگ ہی سے تو بھاگ کر رسول اکرم ﷺ پاس آئے ہیں۔ بہرحال اتنے میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور سالار کا غصہ بھی۔ واپسی پر رسول اکرم ﷺ کو واقعہ بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا کہ تعمیل حکم نہیں کی، اطاعت صرف معروف میں ہے، اگر تم ان کے غلط حکم کی تعمیل کرتے تو ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلتے۔'' (۲۳۲)

میدانِ جنگ سے فرار

غزوۂ احد اور غزوۂ حنین بالخصوص دو ایسے مواقع تھے جب بعض صحابہ کرام نے غیر متوقع حالات میں پیٹھ دکھائی تھی۔ حالات کی نزاکت اور بشری کمزوری کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول اکرم ﷺ نے حدیث شریف میں ان کی معافی بیان کر دی تھی، تاہم بعض اختلافی فطرت کے حضرات ومخالفین نے اس کو طنز واعتراض کا ہدف بنالیا۔ وہ دوسرے صحابہ کرام کے علاوہ حضرت عثمانؓ بن عفان پر غزوہ احد میں فرار ہونے کا الزام ہی نہیں لگاتے بلکہ ان کے فضائل وحقوق سے بھی انکار کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان کے اعتراض کا عمدہ جواب دیا تھا: ''اللہ نے تو ان لوگوں کو معاف کر دیا ہے لیکن تم لوگ معاف کرنے پر تیار نہیں ہو۔'' اور یہی فطرت مسلمان آج بھی جاری ہے۔ (۲۳۳)

Marfat.com

شہادت یا خودکشی

غزوات و سرایا میں بعض مجاہدین کی شہادت پر اختلافِ فکر و نظر ہو گیا۔ وہ مشاہدہ کی غلطی بھی تھی اور تعبیر کی بھی۔ بعض مجاہدین کے بارے میں بھی آتا ہے کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا سکے اور خود اپنی شہ رگ کاٹ دی۔ ان کے بارے میں بھی دو یا زیادہ آراء مل سکتی ہیں۔ بعض واقعات میں یہ بھی ہوا کہ صحابہ کرام جسے شہید سمجھتے رہے اسے زبان رسالت مآب ﷺ سے کسی گناہ کی پاداش میں دوزخ جانے کا اعلان ملا۔ اس قسم کے واقعات کی صحیح تعبیر کی ضرورت ہے۔ (۲۳۴)

حضرت عامرؓ بن اکوع سلمی مشہور صحابی حضرت سلمہؓ بن اکوع کے بھائی تھے۔ جنگ خیبر میں ان کا مقابلہ مشہور یہودی سالار مرحب سے ہوا۔ مقابلہ و مقاتلہ کے دوران حضرت عامرؓ کی چھوٹی سی تلوار خود ان کی شہ رگ کاٹ گئی اور وہ جان بحق ہو گئے۔ بعض لوگوں نے خیال کیا کہ ان کے سارے اعمال غارت ہوئے کیوں کہ وہ خودکشی کے مرتکب ہو گئے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو بتایا کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ تو ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے ہتھیار سے خود ہی مرے ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی رائے غلط قرار دی اور ان کو مجاہد اور دوہرے اجر کا حقدار قرار دیا۔ (۲۳۵)

دوسرا واقعہ ایک اور صحابی کا ہے جنہوں نے میدان جنگ میں زخمی ہو جانے کے بعد اپنی شہ رگ کاٹ دی تھی۔ ان کو دوزخی قرار دیا گیا ہے۔ ان کے واقعہ کا ایک پہلو یہ ضرور ہے کہ انہوں نے خودکشی کر کے حرام کا ارتکاب کیا تھا لیکن اس ایک حرام کے ارتکاب سے ان کے سارے ایمان و اعمال غارت جانے کا مفہوم ان سے کب نکلتا ہے۔ فرمان نبوی کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں اپنی سزا پا کر مستحق مغفرت ہوں گے۔ (۲۳۶)

حضرت کرکرہؓ کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے بڑی بہادری سے جہاد کیا اور شہادت حاصل کی۔ صحابہ کرام نے ان کی تعریف و تحسین کی اور ان کے جنتی ہونے کے بارے میں پختہ خیال ظاہر کیا مگر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کو جنتی کہتے ہو اور وہ اس

Marfat.com

وقت آگ میں ہیں کیونکہ انہوں نے مال غنیمت میں سے ایک معمولی چیز کا غبن کیا تھا۔(۲۲۷)

اس واقعہ وتبصرہ نبوی پر مختصر تبصرہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ شارحین نے ان کو جہنمی یا دوزخی قرار دے دیا ہے گویا کہ ان کے معمولی یا بڑے گناہ نے ان کے تمام عمل خبط کر دیئے۔ فرمان رسول اکرم ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی سزا اس وقت بھگت رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بعد میں ان کی مغفرت کی جائے گی کہ وہ صاحبِ اعمال صالحہ اور صاحبِ ایمان تھے مگر بیشتر شارحین اور سیرت نگاران کو کافر قرار دیتے ہیں۔

مالی معاملات پر اختلاف

سماجی اختلافات میں مالی معاملات غالباً سب سے زیادہ کردار ادا کرتے ہیں کہ مشہور مقولے کے مطابق زن، زر اور زمین اکثر و بیشتر لڑائی جھگڑا پیدا کرتے ہیں۔ مال کی محبت بھی اکثر باعثِ فساد ہوتی ہے اور کبھی سماجی اختلاف عام مالی اختلاف بھی بن جاتا ہے۔ فوجی معاملات میں اموالِ غنیمت کی تقسیم اور اسلاب اعداء (دشمنوں کے ذاتی مال) کی حق طلبی کے واقعات کا باعث یہی فسادِ مال و زر تھا۔ ان کے علاوہ تجارت و زراعت، صنعت وحرفت، اجرت ومزدوری جیسے پیشوں میں اس قسم کے اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ بعض دوسرے معاملات جیسے عطایا اور وظائف وغیرہ میں بھی مالی اختلافات سامنے آتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ سے بعض صحابہ کرام کے مالی اختلافات کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

مالی امداد و کفالت

عہد نبوی اور عہد صحابہ کرام میں ایک مستقل اور محبوب سماجی روایت یہ تھی کہ مالدار افراد وطبقات بالعموم اپنے غریب ونادار اعزہ کی مالی امداد کرتے تھے اور بسا اوقات ان کے پورے پورے نفقات بلکہ خاندانوں کی کفالت کا پسندیدہ کام کرتے تھے۔ ان میں حضرت محمد رسول اکرم ﷺ، حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت نعیمؓ بن عبداللہ، حضرت حکیم بن حزام اسدیؓ

Marfat.com

جیسے متعدد صحابہ کرام وشیوخ قریش تھے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق اپنے ایک خاص عزیز حضرت مسطحؓ بن اثاثہ تیمی کی مالی امداد کرتے تھے کہ وہ ان کے خالہ زاد بہن کے لڑکے تھے اور مفلس بھی۔ بدری صحابی ہونے کے باوجود حضرت مسطحؓ واقعہ افک میں ملوث ہو گئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ان پر سخت غصہ آیا اور قسم کھالی کہ اب ان کی مالی کفالت نہیں کریں گے۔ سورۂ نور:۲۲ کی تنزیل کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اپنے حلف کا کفارہ دیا اور پھر سے ان کی مالی امداد جاری کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ''اولوالفضل'' کو اپنے نادار اعزہ واقرباء کی مدد کرنے اور ان کی غلطی معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس قسم کے متعدد واقعات و احوال کا ذکر آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے علاوہ سیرتی روایات میں بھی ہے۔ (۲۳۸)

قرض اور ادائیگی

صحابہ کرام مالی روایات کے مطابق ایک دوسرے سے قرض لیتے تھے اور اسے مقررہ مدت تک ادا کرتے تھے۔ مقررہ مدت گذرنے یا مقروض کی عدم استطاعت کی بنا پر کبھی کبھی اختلاف ہوجاتا تھا۔ قرآن مجید نے قرض حسنہ کے بارے میں متعدد قواعد وضوابط بنائے ہیں اور حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے۔

حضرت ابن حدردؓ نے حضرت کعبؓ بن مالک سے ایک رقم قرض لی۔ غالباً مدت گذرنے کے بعد حضرت کعب بن مالکؓ نے ان سے قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا۔ دونوں میں اس مسئلہ پر اختلاف ہوگیا اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے گھر میں ان کی آوازیں سنیں تو باہر آکر تصفیہ کرایا کہ حضرت کعبؓ اپنا آدھا قرضہ معاف کر دیں اور حضرت ابن حدردؓ قرض کی آدھی رقم ادا کریں اور آپ ﷺ نے اس کی فوری ادائیگی ان سے کروائی۔ اس تصفیۂ اختلاف کا ایک اصولی تناظر بھی ہے۔ (۲۳۹)

اگرچہ حضرت ابوالیسرؓ انصاری کے قرضہ کا معاملہ کچھ بعد کا ہے لیکن وہ قرض کے

Marfat.com

بارے میں اسلامی احکام کو سامنے لاتا ہے۔ انہوں نے کسی شخص کو قرض دیا تھا اور جب وقت آیا تو وہ ان کے گھر وصولیابی کے لئے گئے۔ وہ ان کی آواز سن کی چھپ گئے۔ بہرحال باہر نکلے تو اپنی تنگدستی کا عذر کیا۔ حضرت ابوالیسرؓ نے ان کو مہلت دے دی اور یہ بھی کہہ دیا اگر نہ ادا کر سکیں تو قرضہ معاف ہے۔ (۲۴۰)

خمس پر اختلاف اہل بیت

دراصل بنوہاشم، جن میں بنوعلی بن ابی طالبؓ، بنوجعفرؓ، بنوعباسؓ وغیرہ شامل تھے، اموال غنیمت میں خمس پر اپنا حق سمجھتے تھے کہ وہ قرآنی ارشاد کے مطابق رسول اکرم ﷺ کے عزیزوں، رشتہ داروں (ذوی القربیٰ) کا حصہ ہے، حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی خیال تھا مگر ان کے بقول ہماری قوم (امت مسلمہ) نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ وہ اس پر وراثت کے احکام کا اطلاق نہیں کرتے تھے۔ نجدہ بن عامر خارجی کے سوالات کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے اس اختلاف صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ اس پر بہت سے صحابہ کرام کے اقوال و آراء کے علاوہ علماء کے مسالک کا ذکر بھی ملتا ہے۔ (۲۴۱)

میراث پر اختلافات صحابہ

مالی معاملات میں متعدد اختلافات بلکہ تنازعات صحابہ کرام کے درمیان عہد نبوی میں ابھرے۔ ان میں وہ اختلافات مالی بھی ہیں جو آیات/میراث، مواریث کے نزول سے قبل مختلف صحابہ کرام کے خاندانوں میں بالخصوص خواتین کو ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جاہلی انحرافات کی بنا پر خاندان کا مرد سربراہ اپنے میت مورث کے مال و جائداد اور ترکہ کا وارث بن بیٹھتا تھا اور عورتوں بالخصوص میت کی بیوی/بیوہ اور لڑکیوں کو ان کا حصہ نہیں دیتا تھا۔ ان کے ایسے بہت سے اختلافات اور دعوے عدالت نبوی میں فیصلہ کے لئے آئے اور آپ ﷺ نے احکام میراث کے نزول تک ان پر فیصلہ نہیں فرمایا۔ سنہ ۶۲۵ء میں آیات میراث کے مطابق ان

Marfat.com

کے مقدمات فیصل فرمائے۔

آیات میراث کے شان واسباب نزول میں بہت سے واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بہرحال ایک واقعہ ان کے نزول کا ذمہ دار نہ تھا بلکہ وہ روایت جاہلی اور طریقت معاشرت ذمہ دار تھا جس نے اس زمانۂ خیر تک خون کے رشتہ داروں اور صحیح حقداروں کو ان کے حق سے محروم کر رکھا تھا۔ ان کے چند واقعات کا ذکر بطور مثال کیا جاتا ہے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ خزرجی غزوۂ احد کے بعد سخت بیمار ہوگئے تو رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ ان کی عیادت کو گئے۔ انہوں نے اپنی وفات کے خطرے یا خدشے کے پیش نظر رسول اکرم ﷺ سے اپنے مال کی وراثت کے بارے میں پوچھا تو میراث کے احکام کا نزول ہوا۔ بعض شارحین کرام نے مرحوم میت کی بیوہ کے وارث ہو جانے اور ان سے نکاح کر لینے کا ذکر کیا ہے جو قطعی غلط ہے۔ (۲۴۲)

میراث نبوی کا مسئلہ

رسول اکرم ﷺ نے خاص سنت انبیاء کے مطابق بہت پہلے اعلان فرما دیا تھا کہ ہم انبیاء نہ تو کسی کے وارث بنتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے کیوں کہ ہم جو کچھ مال و آراضی چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یعنی وہ مال مسلمانوں اور بیت المال کا ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ اور ان سے زیادہ حضرت فاطمہؓ کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہوگیا تھا کہ وہ رسول ﷺ کے مال بالخصوص آراضی فدک کے ترکہ کے وارث ہیں اور اس میں ان کو حصہ ملنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ حیات نبوی میں اس کا اظہار نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن یہ خیال اس زمانے میں بھی تھا جس کا اظہار وفات نبوی کے معاً بعد ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت فاطمہؓ کا سخت اختلاف اس مسئلہ پر رہا کیوں کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے مطلوبہ آراضی ان کے سپرد کر دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس کا ملال وقلق ان کو تا زندگی رہا۔ اور ان کے خیال وفکر سے حضرت علیؓ بھی متفق تھے۔ اسی بنا پر

Marfat.com

انہوں نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت خلافت میں تاخیر کی اور حضرت فاطمہؓ کی چھ ماہ بعد وفات کے بعد ہی بیعت کی اور وجہ بھی بیان کر دی کہ مجھے نہ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت سے انکار تھا اور نہ ان سے کسی قسم کا حسد و بغض تھا مگر میراث/ترکہ نبوی میں ہم اپنا حصہ سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق سے ملال صرف یہ تھا کہ انہوں نے خود فیصلہ کر لیا اور ہم سے مشورہ تک نہ لیا۔ (۲۴۳)

مالی مدد کی پیشکش

ہجرت کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے بیس سے زیادہ صحابہ کرام کے ساتھ اعلانیہ ہجرت کی۔ ان کے رفقاء میں حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومیؓ بھی تھے۔ ان کے ماں جائے بھائی ابوجہل مخزومی وغیرہ نے ان کو آ کر راستہ میں بتایا کہ ان کی ماں کی حالت خراب ہے اور وہ ان کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ حضرت عیاشؓ بے چین ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو سمجھایا کہ یہ سب مکر و فریب ہے۔ حضرت عیاش مخزومیؓ نے کہا کہ میں اس بہانے ماں کو بھی دیکھ آؤں گا اور مکہ میں میرا جو مال ہے وہ بھی اپنے ساتھ لے آؤں گا، کام آئے گا۔ حضرت عمرؓ کے سمجھانے بجھانے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا میری یہ سواری (گھوڑا) لے جاؤ اور مکر و فریب دیکھ لینا تو اس سے نہ اترنا۔ وہ بہت سدھایا ہوا جانور ہے اور وفادار بھی۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ راستہ میں بہانے سے ان کے بھائیوں نے ان کا گھوڑا بھی لے لیا اور ان کی تلوار بھی ہتھیالی اور ان کو باندھ کر مکہ لے گئے جہاں ان کو قید کر دیا اور وہ مدتوں قید رہے۔ رسول اکرم ﷺ ان کے لئے دعا کرتے رہتے (۲۴۴)

سواری کی خرید

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کا شرف پانے کی خبر سن کر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے دو اونٹنیاں خریدیں اور ان کو خوب فربہ کیا۔ بوقت ہجرت ان میں سے ایک رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیتاً پیش کی۔ مگر رسول اکرم ﷺ نے اس خاص موقعہ پر وہ ہدیہ قبول نہیں کیا اور اس کی قیمت ادا کی، حالاں کہ مکی اور مدنی زمانے میں آپ ﷺ نے مال ابی بکر

Marfat.com

صدیقؓ سے استفادہ فرمایا تھا۔ (۲۴۵) غالباً اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ہجرت کے وقت سواری رسول اکرم ﷺ کی ذاتی ضرورت تھی اور دوسرے اوقات میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کے مال سے استفادہ اسلام اور مسلمانوں کی خاطر فرماتے تھے۔ اپنی نجی ضروریات پر ان کا مال نہیں خرچ کرتے تھے۔

مال جمع کرنے کا نظریہ

عام صحابہ کرام مال جمع کرنے اور اسے حاصل کرنے اور اسے خرچ کرنے کے حق میں تھے بشرطیکہ ان کے ذرائع حصول اور مصارف دونوں صحیح ہوں۔ اسی بنا پر متعدد اکابر صحابہ کرامؓ تجارت وصنعت اور زراعت وغیرہ کے ذریعہ مال کماتے تھے اور جمع کرتے تھے۔ وہ اغنیاء تھے۔ دوسری طرف حضرت ابوذر غفاریؓ کا شاذ موقف تھا کہ مال کو نہ جمع کرنا چاہئے اور صرف ضرورت بھر کمانا چاہئے۔ اور ضرورت سے زائد ہو تو اسے خرچ کر دینا چاہئے۔ وہ سورہ توبہ-۳۴ "والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللہ" کی شان نزول اور اطلاق دونوں میں منفرد تھے۔ تمام صحابہ کرام اس کی شان نزول اہل کتاب کے رویے سے متعلق مانتے تھے اور حضرت ابوذر غفاریؓ دونوں اہل کتاب اور اہل اسلام کے رویۂ مال سے۔ اگرچہ ان کے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ اموی، حضرت عثمان بن عفان امویؓ، حضرت احنف بن قیسؓ وغیرہ سے اختلاف کا معاملہ بلکہ اظہار بعد کا ہے، تاہم ان کا یہ اختلاف فکر وعمل شروع سے تھا جسے صحابہ کرام نے کبھی تسلیم نہیں کیا کیوں کہ آیت کریمہ صاف بتاتی ہے کہ جو لوگ فی سبیل اللہ سونے چاندی کو خرچ کرتے ہیں وہ اس جمع (کنز) کے مجرم نہیں ہیں۔ اسی باب میں کئی احادیث صحابہ سے مروی ہیں کہ مال کی زکوۃ ادا کرنے کے بعد وہ کنز (خزانہ) نہیں رہ جاتا۔ اور نفل صدقات وخیرات تو مالداروں کو مساکین اور ناداروں پر فضیلت کی ضمانت دیتے ہیں۔ (۲۴۶)

Marfat.com

اموالِ غنیمت اور اسلاب پر اختلاف

غزوات وسرایا میں حریف ودشمن سے ملنے والے مال غنیمت اور ان کے ذاتی اسباب جیسے تلوار، زرہ بکتر وغیرہ، جس کو سلب کہا جاتا تھا، پر مجاہدین کے دو فریقوں میں اختلاف ہو جاتا تھا کہ اس کا صحیح حقدار کون ہے۔ بعض اوقات جنگی حالات کی غیر یقینی صورت حال یا ایک مقتول میں شریک ایک سے زیادہ صحابی یا آخری قتل کرنے والے شخص کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے بھی اختلافی صورت بن جاتی تھی۔ اس کا امکان ذرا کم تھا وہ کسی غلط فہمی کی بنا پر ایسا کرتے تھے۔ اصل ذمہ داری احوال وحالات کے ابہام کے سر جاتی تھی۔ بہر حال دوسری صورت اختلاف یہ تھی کہ شرکاء غزوہ وسریہ تقسیم غنائم اور خمس پر اختلاف کرتے تھے۔ اس میں غلط فہمی کا عنصر زیادہ ہوتا تھا یا اپنے حق جتانے کا بھی۔

غزوۂ بدر

ابوجہل مخزومی کو حضرت عفراءؓ کے دو بیٹوں۔ حضرت معاذؓ ومعوذؓ نے قتل کیا تھا لیکن ابھی اس میں جان باقی تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو پہچان کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سلب لے لیا، فرزندانِ عفراءؓ کا اس پر اختلاف ہوا اور فیصلہ نبوی سے وہ دور ہوا۔ (۲۴۷) ایسے متعدد واقعات سلب ملتے ہیں جن میں دو یا زیادہ صحابہ کرام کو مقتول دشمن کے اسلاب پر دعویٰ ہوتا تھا جو اختلاف کا باعث بن جاتا تھا۔

Marfat.com

سریۂ موتہ

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جنگ میں فتح حاصل کر لی تو حضرت عوف بن مالک حمیریؓ نے اپنے مقتول کافر کے سلب کا مطالبہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے اسے زیادہ جان کر دینے سے انکار کیا۔ حضرت عوف بن مالکؓ نے حضرت خالدؓ کو اصول نبوی بھی یاد دلایا۔ بہر حال مدینہ منورہ پہنچ کر یہ اختلاف و تنازعہ عدالت نبوی میں پہنچا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خالدؓ کی دلیل سننے کے باوجود سلب مذکور مجاہد کو دے دینے کا حکم دیا۔ حضرت عوفؓ نے اس موقعہ پر حضرت خالدؓ کی چادر کھینچ کر کہا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہی ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عوفؓ کی سختی کو ناپسند فرمایا اور حکم دیا کہ اب وہ سلب ان کو نہ دیں۔ یہ دراصل امراء و حکام کے ادب و مقام کا معاملہ بھی بن گیا تھا کہ ایک ماتحت سپاہی نے اپنے امیر کے ساتھ بدتمیزی کا مظاہرہ کیا تھا۔ (۲۲۸)

غزوۂ حنین

حضرت ابوقتادہؓ نے ایک مشرک کو قتل کیا مگر اس کے قتل میں ایک اور مجاہد بھی شریک تھے بلکہ انہوں نے ہی حضرت ابوقتادہؓ کو اس مشرک کے چنگل سے نجات دلائی تھی۔ بہر حال اس مشرک کا سلب ایک صحابی کے ہاتھ لگا۔ اعلان نبوی سننے کے بعد حضرت قتادہؓ نے اس کے سلب پر اپنا حق جتایا لیکن تین بار کے بعد بھی کسی شخص نے ان کے حق میں گواہی نہیں دی۔ بالآخر اس مجاہد نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کا سلب میرے پاس ہے اور ان کو راضی کر دیجئے کہ وہ مال مجھے دے دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس مجاہد کو بتایا کہ وہ ابوقتادہؓ کا حق ہے لہٰذا تم کو نہیں ملے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور وہ سلب حضرت ابوقتادہؓ کو دے دیا جس کو بیچ کر انہوں نے بنوسلمہ کے محلّہ میں کھجور کا ایک باغ خرید لیا۔ (۲۲۹)

عامل صدقہ کی تقرری

خاندان بنی ہاشم کے دو بزرگوں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اور ربیعہؓ بن حارث بن عبدالمطلب نے آپس میں مشورہ کیا کہ وہ دونوں اپنے فرزندوں فضل بن عباسؓ اور

Marfat.com

عبدالمطلب بن ربیعہؓ کو عامل صدقات بنانے کی سفارش کریں۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان کی تجویز سے اختلاف کیا اور بتایا کہ رسول اکرم ﷺ ان ہاشمی لڑکوں کو عامل صدقات کے عہدے نہیں دیں گے۔ حضرت ربیعہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ تم صرف حسد کی وجہ سے اختلاف کر رہے ہو حالاں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے تمہاری دامادی کے معاملہ میں کبھی نہیں کیا۔ حضرت علیؓ نے ان دونوں لڑکوں کو خدمت نبوی میں بھیجنے کا مشورہ دیا اور خود وہیں قسم کھا کر بیٹھے رہے تا آں کہ وہ دونوں خدمت نبوی سے پلٹ کر آجائیں۔ ان کا کہا سچ ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو عامل صدقات بنانے سے انکار فرما دیا تھا۔ (۲۵۰)

مؤلفۃ القلوب کے عطایا

رسول اکرم ﷺ نے غزوۂ حنین کے بعد متعدد اکابر قریش اور شیوخ قبائل کو عطایا سے نوازا تھا، ان میں سے کسی کو زیادہ عطا فرمایا اور کسی کو کم اور کسی کو کچھ نہیں دیا۔ بعض کم عطایا پانے والوں میں سے ایک حضرت عباسؓ بن مرداس سلمیؓ تھے جو بنوسلیم کے بڑے سردار اور معروف شاعر تھے۔ ان کو سو اونٹوں سے کم کا عطیہ ملا تھا جس کا ذکر انہوں نے اپنے اشعار میں اس طرح کیا کہ عیینہؓ بن حصین فزاری اور اقرعؓ بن حابس تمیمی کے حصوں کے درمیان سو مقرر فرماتے ہیں حالاں کہ میں ان دونوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کو بھی سو اونٹ پورے کر دئے اور ان کے بلندتر مقام کو تسلیم فرما لیا۔ اس واقعہ پر مختلف جہات سے بحث کی جا سکتی ہے۔ (۲۵۱)

مال صدقہ

حضرت یزید بن معنؓ نے کچھ دینار کا صدقہ نکالا اور مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا کہ کسی مستحق شخص کو دے دیں۔ اتفاق سے ان کے اپنے فرزند حضرت معنؓ بن یزید ہی وہ مالِ صدقہ لے آئے۔ والد ماجد کو معلوم ہوا تو کہا یہ تمہارے لئے تو نہیں نکالے تھے اور معاملہ عدالت نبوی میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے یزید! تم کو تمہاری نیت کا اجر مل گیا اور

Marfat.com

اے معن! تم نے جو لے لیا وہ تمہارا حق ہے۔ وہ کافی مسکین شخص تھے۔ اس پر بحث علماء وفقہاء بھی ہے کہ صدقہ کا مال باپ بیٹے کو دے سکتا ہے یا بیٹے کا اس پر حق ہو سکتا ہے۔ (۲۵۲)

معمولی صدقات پر طنز

اسلامی تعلیمات میں صدقہ وانفاقِ مال میں اصول یہ ہے کہ انسان خلوص سے اپنی بساط کے مطابق صدقہ دے اور اپنا مال غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرے لیکن فطرت انسانی کی بوالعجبی ہے کہ وہ مالِ خطیر اور بڑے صدقات کو خاطر میں لاتا ہے اور معمولی صدقات کو حقیر ہی نہیں سمجھتا بلکہ اس پر طنز و تشنیع بھی کرتا ہے۔ عہد نبوی کے انسانی معاشرے میں بھی یہ کمزوری پائی جاتی تھی۔ حضرت ابوخیثمہؓ کے ایک صاع کھجور صدقہ کرنے پر طنز کی نسبت بالعموم روایات میں منافقین کی طرف کی جاتی ہے۔ دوسرے صحابی حضرت ابوعقیلؓ نے صرف نصف صاع کا صدقہ دیا تھا اور طنز کا نشانہ بنے تھے۔ (۲۵۳)

بعض غزوات بالخصوص غزوۂ تبوک اور دوسرے قومی واسلامی معاملات میں رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے صدقات وعطیات دینے کو کہا۔ مالدار صحابہ کرام نے خطیر اموال کے عطیات پیش کئے جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ وغیرہ کے صدقات بہت بڑے تھے۔ متعدد کمزور وغریب صحابہ کرام نے بھی اللہ کی راہ میں مال دینے کی چاہت کی اور محنت مزدوری کر کے کوئی چند مٹھی جو لایا، کوئی تھوڑی سی کھجوریں لایا۔ ان کے معمولی صدقات کو دیکھ کر بعض لوگوں نے طنز کیا کہ اتنے سے مال کی کیا ضرورت تھی۔ اس پر قرآن مجید نے ان طعن کرنے والوں کی گرفت کی اور رسول اکرم ﷺ نے غریب ونادار صحابہ کرام کے صدقات کی تعریف کی اور ان کا اعزاز واکرام کرنے کی خاطر ان کو کھانوں کے ڈھیر پر بکھیر دیا کہ وہ ان سب کے لئے بھی باعث برکت وقبولیت بن جائیں۔ دراصل صدقات بساط کے مطابق اور اخلاص کے ساتھ کرنے کی ہی حیثیت ہے۔ (۲۵۴)

Marfat.com

ردی صدقات کا جذبہ

ایک دوسری انسانی کمزوری اور مالی لالچ کا اظہار ان لوگوں نے کیا جنہوں نے جان بوجھ کر ردی صدقات دیئے۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک اسلامی فلاحی روایت یہ قائم ہوئی کہ آپ ﷺ کی تحریک پر مالدار اور صاحب مال صحابہ اپنے باغات کی کھجوروں کے بڑے بڑے خوشے لاکر مسجد نبوی میں ستونوں سے لٹکا دیتے تھے تاکہ نادار و مفلس صحابہ کرام ان سے پیٹ کی آگ بجھا لیا کریں۔ ان خوشوں کی دیکھ بھال اور تقسیم کے لئے آپ ﷺ نے ایک مکرم صحابی کو نگراں بھی مقرر کیا تھا۔ انہوں نے ایک دن یہ شکایت کی کہ بعض لوگ بہت ردی کھجوروں کے خوشے مسجد میں لٹکا گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو ملاحظہ فرمایا تو نکیر فرمائی کہ صدقہ و خیرات میں اچھا مال دینا چاہئے، نہ کہ ردی بیکار چیزیں۔ (۲۵۵)

خمس میں حصہ کا مسئلہ

حضرت خالد بن ولید مخزومیؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن پر ایک قبیلہ کے خلاف لشکر دے کر بھیجا۔ انھوں نے فتح حاصل کی اور بہت مال غنیمت حاصل کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس میں سے خمس لینے کے روانہ فرمایا۔ بطور افسر خمس حضرت علیؓ نے خمس میں سے ایک باندی، کنیز لے لی جس پر حضرتؓ بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کو سخت اختلاف ہوا۔ انھوں نے سالار اعلیٰ حضرت خالدؓ سے شکایت کی کہ حضرت علیؓ نے غالباً اپنے حق سے زائد حصہ لے لیا ہے مگر انھوں نے کچھ نہ کہا۔ حضرت بریدہؓ نے واپسی پر رسول اکرم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بریدہ! علیؓ سے بغض نہ رکھو کیوں کہ خمس میں ان کا حصہ اس سے زیادہ ہے۔ اس میں بغض علیؓ کا بھی ذکر ہے (۲۵۶)۔ بعد میں حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے بہت محبت کرنے لگے تھے۔

زمین کی ملکیت پر تنازعہ

کنوئیں (بئر) کے ساتھ بالعموم آراضی کا ایک قطعہ بھی ہوتا تھا جو اسے اصطلاحی

Marfat.com

"مال" بناتا تھا۔ حضرت اشعث بن قیسؓ کا ایک کنواں ان کے چچازاد بھائی کی آراضی سے ملحق تھا۔ دونوں میں کنوئیں کی ملکیت پر اختلاف و نزاع پیدا ہوا۔ حضرت اشعث نے رسول اکرم ﷺ سے رجوع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ثبوت کے لئے دو گواہ پیش کرو، اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں تو اس (دوسرے فریق) سے قسم لی جائے گی۔ حضرت اشعثؓ نے کہا: یا رسول اللہ! وہ تو قسم کھالے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال ہڑپ لیا وہ اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہوگا۔ بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حریف مخالف نے جھوٹی قسم نہیں کھائی تھی اور معاملہ باہمی اتفاق سے سلجھ گیا تھا۔ (۲۵۷)

زمین کی ملکیت کے معاملے پر حضرت امرؤ القیس کندیؓ اور حضرت ربیعہ بن عبدان حضرمیؓ کے درمیان سخت جھگڑا ہوگیا۔ دونوں عدالت نبوی میں پہنچے۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا کہ حضرت امرؤ القیسؓ نے ان کے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے۔ جب کہ حضرت امرؤ القیسؓ کا دعویٰ تھا کہ وہ زمین میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ مدعی کا اس زمین پر کوئی حق نہیں۔ حضرت ربیعہؓ سے رسول اکرم ﷺ نے ثبوت مانگا جو نہیں دے سکے تو آپ نے حضرت امرؤ القیسؓ سے قسم کھانے کو کہا۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا کہ وہ تو قسم کھالیں گے اور کسی چیز کی پرواہ نہ کریں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس معاملے میں بھی جھوٹی قسم کھانے والے کے لئے عذاب و غضبِ الٰہی کا ذکر فرمایا۔ (۲۵۸)

قصاص و دیت

عہدِ نبوی کے قبائلی نظام میں انسانی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لئے دیت و قصاص کا نظام رائج تھا اور اسے رسول اکرم ﷺ نے میثاقِ مدینہ کی اوّلین گیارہ شقوں اور متعدد احادیث کے مطابق قبول کرلیا تھا۔ قبیلہ وبطن کے خاندانی یا قبائلی روایات کا بھی اس میں لحاظ کیا گیا تھا۔ قرآن مجید میں جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان کے اصولِ قصاص اور زخموں کے قصاص و دیت کا بھی ذکر ہے۔ کبھی کبھی ان قواعد و قوانین

Marfat.com

قصاص و دیت کے نفاذ و اطلاق میں اختلاف بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ یہودی قبیلوں نے بھی خاص کر بنونضیر نے اس سے اتفاق کر کے اختلاف کیا تھا۔ صحابہ کرام کے افراد و طبقات کے اختلاف کی صورتیں بھی بہت دلچسپ اور معنی خیز تھیں (۲۵۹)۔ چند واقعات اختلاف کا ذکر:

مشہور صحابیہ حضرت ربیع بنت نضرؓ نے ایک لڑائی جھگڑے میں ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ حضرت ربیعؓ کے اعزہ نے زخمی لڑکی کے خاندان والوں سے معاف کرنے کی درخواست کی، مگر انھوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور عدالتِ نبوی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسول اکرم ﷺ نے قصاص کے قانون قرآنی کے مطابق حضرت ربیعؓ کا دانت توڑ دینے کا حکم دیا۔ ان کے چچا حضرت انس بن نضرؓ مستجاب الدعوات تھے۔ انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس کا دانت تو نہیں توڑا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کی لاج رکھ لی اور بالآخر زخمی لڑکی کے ولی نے قصاص کے بدلے دیت پر رضامندی ظاہر کر دی اور حضرت ربیعؓ کا دانت بچ گیا۔ (۲۶۰)

آزاد کردہ غلام و باندی کا حقِ ولاء

غلاموں اور باندیوں کے ولی ان کے مالک و آقا ہوتے تھے۔ یہ عربِ جاہلی اور عہد نبوی دونوں کا مسلمہ اصول تھا۔ غلام و باندی جب آزاد ہوتے تو ان کے حقِ ولاء کی دو صورتیں تھیں: ا- آقا خود آزاد کرتا تو وہی حقِ ولاء کا مستحق ہوتا تھا۔ ۲- کوئی دوسرا شخص کسی اور کے غلام و باندی کو خرید کر آزاد کرتا تو آزاد کرنے والے کو حق ولاء مل جاتا تھا۔ یہ دونوں بھی مسلمہ تھے۔ ان کے پیچھے یہ اصول کارفرما تھا کہ حق ولاء آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ غلام اور باندی اسی آزاد کرنے والے کے ساتھ وابستہ رہتے اور مولیٰ کہلاتے۔ اختلاف اور جھگڑے کی صورت اس وقت پیدا ہوتی جب سابق مالک و آقا اپنے غلام و باندی کا حق ولاء آزاد کرانے والے سے لینا چاہتا تھا۔

حضرت بریرہؓ مشہور صحابیہ تھیں اور وہ مدینہ کے ایک خاندان کی باندی تھیں: انھوں

Marfat.com

نے اپنے مالکوں سے ایک رقم مقرر کی جسے زرِ مکاتبت کہا جاتا ہے کہ وہ اسے ایک مخصوص مدت میں ادا کر دیں تو وہ آزاد ہو جائیں گی۔ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مالی مدد لی اور ان کو آزادی مل گئی۔ ان کے سابقہ مالکوں نے جھگڑا اٹھا دیا کہ وہی حضرت بریرہؓ کے مولیٰ/ ولی رہیں گے۔ جس سے حضرت عائشہؓ نے اختلاف کیا اور رسول اکرم ﷺ نے قانونِ ولاء کے مطابق فیصلہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حق میں کر دیا۔ حضرت بریرہؓ حضرت عائشہؓ کی مولاۃ بن گئیں۔ (۲٦۱)

ایسے اور واقعاتِ اختلاف ملے ہیں جن میں حق ولاء باعث فساد بنا تھا۔ کتبِ حدیث وسیرت بالخصوص صحیحین کی کتاب العتق اور کتاب البیوع وغیرہ میں ان کے واقعات کے ساتھ ان کے احکام وقوانین بھی مذکور ہیں۔

Marfat.com

معاشی واقتصادی امور پر اختلاف

دوسرے شعبوں کی مانند اقتصادی اور معاشی معاملات میں بھی اکثر و بیشتر اختلافِ فکر ونظر واقع ہو جاتا تھا جو اختلافِ عمل بن جاتا تھا۔ اس کی غالباً سب سے بڑی وجہ حدیث وفرمان نبوی کی تفہیم میں کسی فریق کا قصور ہوتا تھا اور کبھی اس کی تعبیر و اطلاق میں وہ غلطی کر جاتے تھے۔ ان میں زراعت سے متعلق امور بھی شامل تھے اور تجارت کے معاملات بھی۔ اجرت و حرفت کے متعلق بھی بعض نزاعات واختلافات ملتے ہیں۔ بعض معاملات میں وجہِ اختلاف اور اس کی تفصیل بھی مل جاتی ہے اور بعض میں اختلاف کا ذکر تو ملتا ہے اور صورت کا ذکر نہیں ہوتا البتہ شارحین اس کی تفسیر وتشریح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے بعض اختلافات ذیلی عناوین کے تحت بیان کیے جاتے ہیں:

زراعت: تبادلۂ اجناس

حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں ذکر آتا کہ دونوں اجناس کے باہمی تبادلے کے بارے میں اختلافاتِ نظر رکھتے تھے اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے حضرت ابن عباسؓ کے پاس جا کر اس مسئلہ کی تحقیق کی تھی۔ (۲۶۲)

زرعی زمین/آراضی کرایے پر دینے کا معاملہ

حضرت رافع بن خدیج انصاریؓ کے خاندان کے پاس کافی زرعی آراضی تھی۔ وہ ان پر خود کھیتی باڑی کرتے تھے اور کچھ آراضی کرائے پر دیتے تھے۔ بٹائی پر دینے کے اس طریقے میں

Marfat.com

فریقین کے حصے پیداوار میں متعین کر دیتے تھے۔ غالباً ان کا معاملہ یہ تھا کہ وہ آراضی ہی کرایہ یا بٹائی پر دیتے تھے اور جب اس میں کم یا بالکل پیداوار نہ ہوتی تو کرایہ دار/ بٹائی والے کو نقصان ہوتا۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے ایسی بٹائی کو منع فرمایا۔ حضرت رافعؓ اور ان کے چچا حضرت ظہیرؓ کی یہ روایت ہے اور اس میں بٹائی کی تفصیل بھی ہے۔ یہ بخاری کی کتاب المزارعة کی روایتِ حضرت رافعؓ ہے۔

بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آراضی کو بٹائی پر اور کرایے پر دینے کا عام تعامل صحابہ کرام اور سماجی رواج تھا۔ حضرت ابن عمرؓ جیسے صحابہ بھی اپنی آراضی بٹائی پر دیتے تھے۔ ان کو حضرت رافعؓ اور ان کے چچا کی روایت سے اختلاف تھا۔ تاہم وہ اس کی تردید نہ کر سکے کہ شاید بعد میں ممانعت ہو گئی ہو اور اس کی انھیں خبر نہ ہو۔

بعض شارحین نے وضاحت کی ہے کہ حضرت رافعؓ اور ان کے عم مکرم نے پوری حدیث نہیں سنی تھی۔ مجلس نبوی میں وہ جب پہنچے تو کچھ ارشاد نبوی گذر چکا تھا اور انھوں نے بعد کی بات سنی۔ بہر حال یہ تعبیر حدیث کے علاوہ دوسرے زرعی مسئلہ کا معاملہ بھی ہے۔ (۲۶۳)

سینچائی کے پانی کا مسئلہ

مدینہ منورہ میں مہاجرین کی آمد کے بعد انصارِ کرام نے بے مثال فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام افتادہ آراضی کے علاوہ بہت سی زرعی آراضی رسول اکرم ﷺ کے حوالے کر دی اور مہاجرین کو اپنے باغات اور کھیتوں میں بھی برابر کا مالک بنا لیا۔ ایسی ہی ایک زرعی زمین صحابی جلیل حضرت زبیرؓ بن عوام اسدی کو بھی عطا ہوئی جو ایک انصاری کی زرعی آراضی سے ملحق مگر پہلے واقع تھی۔ دونوں پڑوسیوں میں پانی کی مقدار پر اختلاف ہوا۔ مقدمہ دربارِ عدالت میں آیا اور رسول اکرم ﷺ نے فیصلہ دیا کہ اپنے کھیت کو پانی دینے کے بعد حضرت زبیرؓ اپنے انصاری پڑوسی کے کھیت کے لئے پانی چھوڑ دیا کریں۔ انصاری کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ یہ فیصلہ آپ ﷺ نے ان کے حق میں اس لئے کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد

Marfat.com

بھائی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کو انصاری کی بات پر غصہ آ گیا اور پھر فرمایا کہ زبیر اپنے کھیت کو پانی دینے کے بعد بھی پانی روکے رکھو حتیٰ کہ وہ منڈیر تک پہنچ جائے اور پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑو۔ پہلے فیصلہ میں انصاری کا زیادہ خیال کیا تھا مگر ان کی بیجا ضد وطنز نے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق دلا دیا۔ اسی پر سورۂ نساء: ۶۵ کا نزول ہوا تھا۔ (۲۶۴)

آراضی/باغات کی اولاد میں تقسیم

حضرت بشیر بن سعد انصاریؓ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ایک فرزند حضرت نعمان بن بشیرؓ کو ایک آراضی/باغ کا عطیہ دیا۔ ان کی بیوی حضرت عمرہ بنت رواحہ خزرجی رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے کہا کہ اس عطیہ سے میں اسی وقت راضی ہوں گی جب تم اس پر رسول اکرم ﷺ کو گواہ بنالو۔ حضرت بشیرؓ نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر درخواست پیش کی تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تمہارے اور بھی بچے ہیں اور کیا ان کو بھی ایسا عطیہ دیا ہے؟ حضرت بشیرؓ نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔ یا تو وہ عطیہ نعمانؓ سے واپس لو یا سب کو برابر برابر عطا یا دو۔ بعض روایات میں ہے کہ انھوں نے وہ عطیہ واپس لے لیا اور بعض کے مطابق سب کو برابر برابر دیا۔ (۲۶۵)

مال (مہر) واپس لینے کا مطالبہ

حضرت عمیرؓ نے لعان کے ذریعہ اپنی اہلیہ سے علیحدگی اختیار کی تو ان سے مال مہر کی واپسی کا مطالبہ کیا اور رسول اکرم ﷺ سے امداد چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو اس مال کے بدلے تم نے اس کی شرم گاہ کو حلال کرلیا تھا، اور اگر جھوٹا الزام لگایا ہے تو واپسی مال کا مطالبہ اور بھی ناحق ہے۔ (۲۶۶)

تجارت

لین دین کے معاملات میں فریقین یا زیادہ فریقوں کے درمیان بسا اوقات مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جن سے کبھی کبھی دوسرے لوگ بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔ خریدنے والے

Marfat.com

(مشتری) اور بیچنے والے (بائع) کے درمیان اختلافات بہت زیادہ اور متعدد اسباب سے ہوتے ہیں۔ ان میں کسی فریق کی ہٹ دھرمی، دھوکہ دھڑی، فریب کے علاوہ قیمت پر، اس کی ادائیگی پر اور مدت ادائیگی پر بہت اختلاف ہو جایا کرتا ہے۔ طاقتور لوگ اجنبی اور کمزور تاجروں کے مال دبا لیتے تھے، نہ مال دیتے تھے اور نہ قیمت۔ ان کے معاملے میں بسا اوقات دوسرے افراد و طبقات محض حق و انصاف کی خاطر شریک ہو جاتے اور اختلاف کے ایک فریق بن جاتے جیسے رسول اکرم ﷺ نے بعض غیر مسلم اکابر قریش سے اجنبی تاجروں کا مال یا اس کی قیمت ان کو دلائی تھی (۲۶۷) اسی طرح کے بعض تجارتی لین دین پر رسول اکرم ﷺ سے بعض بدوی اور شہری صحابہ نے اختلاف کیا تھا۔ بعض سودوں پر فریقین —— بائع و مشتری —— کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی اختلاف کر کے اسے نئی جہات دے دیں۔ ان کے بعض واقعات پیش ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری خزرجیؓ نے رسول اکرم ﷺ کی فرمائش پر کہ آپ کے ہاتھ اپنا اونٹ بیچ دیں اختلاف کیا کہ ان کے پاس صرف وہی ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی بھر کر لاتے تھے۔ بہر حال وہ فروخت پر راضی ہوئے تو قیمت پر تکرار ہوتی رہی۔ بہر حال چار دینار میں سودا ہو گیا۔ یہ خرید و فرخت کا معاملہ ایک غزوہ سے واپسی کے دوران سفر میں ہوا تھا لہٰذا حضرت جابرؓ نے مدینہ تک اس پر سواری کرنے کی شرط لگا دی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لی۔ مدینہ پہنچ کر بہر حال انھوں نے وہ اونٹ رسول اکرم ﷺ کو دے دیا اور قیمت وصول کر لی۔

اس خرید و فروخت پر ایک اور اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت جابرؓ کے ماموں نے اونٹ بیچنے پر اختلاف کیا لیکن حضرت جابرؓ اپنے وعدے پر قائم رہے۔ اس کا انعام یہ ملا کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو ان کا اونٹ بھی ہدیہ کر دیا۔ خریداری تو محض احسان کرنے کا بہانہ تھی۔ (۲۶۸)

Marfat.com

سیاسی اختلافات

خلافت نبوی کا مسئلہ کافی گمبھیر تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی جانشینی اور خلافت کا خیال مکی دور سے پیدا ہو گیا تھا۔ صاحبانِ بصیرت نے اعلان رسالت کے اوّل روز سے اسلامی غلبہ اور حکومت نبوی کے قیام کا احساس کرلیا تھا اور اس کی پیش گوئی بھی کر دی تھی۔ اکابر قریش کے ایک بڑے طبقہ کو رسول اکرم ﷺ کی فرمانروائی سے ہی خدشہ تھا اور اس کو اپنی چودھراہٹ کے لئے خطرہ سمجھ کر مخالفت کرتے تھے۔ اسلامی تبلیغ واشاعت کی کامیابی نے اس کے امکانات کو اور بھی واضح کر دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے جب قبائل عرب سے ہر سال ایمان و اسلام کے ساتھ نصرت وحمایت طلب فرمانے کا سلسلہ شروع کیا تو اکابر وشیوخِ قبائل کو اس کا یقین ہوگیا اور ان میں سے بعض نے اس میں حصہ مانگا اور بعض نے خلافت طلب کی اور آپ ﷺ نے اس سے صاف انکار کر دیا کہ وہ عطیہ الٰہی ہے جسے چاہے گا اسے عطا فرمائے گا۔ (۲۶۹) اکابر صحابہ بھی اس خلافت و جانشینی کے بارے میں متفکر تھے اور بعض کے دلوں میں اس کا استحقاق یا اس کا دعویٰ بھی پیدا ہو گیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کے مرض الوفاۃ میں اس مسئلۂ خلافت پر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابی طالب کے درمیان اختلاف ہوا۔ حضرت عباسؓ نے مرض میں افاقہ دیکھ کر حضرت علیؓ سے کہا: اللہ کی قسم، تین دن بعد تم دوسروں کے ماتحت بن جاؤ گے۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اسی مرض میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے ان

Marfat.com

کی موت کو پہچان لیتا ہوں لہٰذا ہم کو رسول اللہ ﷺ سے جا کر معلوم کر لینا چاہئے کہ اس معاملہ (امر خلافت) میں ہمارا بھی حصہ ہے یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں ہمارا موقف طے ہو جائے گا اور ہدایت بھی مل جائے گی۔ مگر حضرت علیؓ نے اس مسئلہ پر رسول اکرم ﷺ سے کوئی بات کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عباسؓ سے اختلاف کی ایک صورت یہ ہوئی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے بعض روایات کے مطابق فرمایا کہ اگر رسول اکرم ﷺ نے آج منع فرما دیا تو ہمیں خلافت کبھی نہیں ملے گی۔ بنو ہاشم کے بعض دوسرے اکابر کا بھی یہی خیال تھا۔

بعض دوسرے اکابر قریش بالخصوص بزرگ تر خاندانِ- بنو عبد مناف- میں بعض اموی اور نوفلی حضرات نے بھی قرابت نبوی کی بنا پر خلافت پر اپنا استحقاق سمجھ لیا تھا اور اسی نے وفاتِ نبوی کے بعد حضرت ابو بکرؓ صدیق کی خلافت سے انکار اور بیعت سے گریز کی صورت اختیار کی تھی جو بعد میں بدل گئی۔ (۲۷۰)

Marfat.com

محاکمہ: خاتمۂ کتابِ اختلاف

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محاکمہ

(الف) منصوص امور

منصوص معاملات میں کسی اختلاف کی گنجائش تھی اور نہ وہ عہدِ نبوی میں فریقین کے درمیان ہوتا ہی تھا، کیونکہ ان تمام امور میں وحی الٰہی۔ قرآن و حدیث۔ قطعی فیصلہ کر دیتے تھے اور ان کے سامنے کسی کو دم مارنے کی بھی مجال نہ تھی لیکن انسانی فطرت کی کمزوریوں اور بشری جبلت کی کج کلاہیوں نے بعض اوقات اس قطعی معاملہ میں بھی گل کھلائے۔ بھول چوک، سہو و نسیان، خطا و غلطی اور ان جیسی دوسری متعدد کمزوریاں انسانی بشری پیکروں میں رکھی گئی ہیں۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ فطرت بشر میں ودیعت کردہ قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ میں ہر آن تصادم ہوتا رہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کی فکر و کوشش میں رہتی ہیں۔ نبوی تعلیم و تربیت دراصل تہذیب نفس کا وسیع کام کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ انسان کی قوت ملکیہ قوت بہیمیہ پر غالب آ کر اس کو اپنی چاکری میں لگا لیتی ہے۔ اس کا فنا کرنا مقصود نہیں ہے۔ پیغمبران الٰہی بالعموم اور رسول اکرم ﷺ بالخصوص اپنی اپنی قوت ملکیہ کے غلبہ و سلطانی سے قوت بہیمیہ کی شیطانی پر قابو پا چکے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف میں آپ کے شیطان اور نفس دونوں کے مسلم ہونے کا مطلب یہی ہے کہ ان کی کامل ترین تہذیب ہو چکی تھی۔ تاہم سہو و نسیان اور بعض دوسری بشری کمزوریوں کا خاتمہ خاص مصالح سے نہیں کیا گیا تھا

Marfat.com

کہ اسوہ بھی قائم کرنا تھا۔

بعض دوسرے جسمانی عوارض کی مانند رسول اکرم ﷺ کے سہو و نسیان کے بعض مظاہر بالارادہ وجود میں لائے گئے جیسے بعض نمازوں میں ایک رکعت کم یا ایک رکعت زیادہ پڑھا دینے پر بعض صحابہ کرام نے سہو و نسیان کا خیال کیا اور ان کے اختلاف کو صحابہ کرام کی تائید ملی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشری کمزوری کی وجہ سے فرض کی کوتاہی دور کر دی۔ نبوی عصمت کے عقیدہ و واقعیت کے یہ خلاف نہیں ہے کیوں کہ رسول اکرم ﷺ کی کسی امر دین اور معاملہ شریعت میں غلطی و خطا کو باقی نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ فوراً اس کی اصلاح کر دی جاتی تھی خواہ وحی الٰہی کے ارشاد پر ہو یا اہل ایمان کے اختلاف کے ذریعہ۔ تمام منصوص معاملات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی بنا پر صحابہ کرامؓ کا اختلاف اسی خاص قبیل و نوعیت اور تکوینی مصلحت کا تھا۔ منصوص معاملات میں صحابہ کرام کے باہمی اختلافات ہوں یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی راست اختلافات ہوں ان کی اصلاح و ازالہ خود رسول اکرم ﷺ فرما دیتے تھے کہ اس کے لئے آپ ﷺ مامور تھے۔ اس میں اختلاف کی کاریگری خاص چیز تھی۔

(۲) منصوص معاملات و امور میں صحابہ کرامؓ کا ایک قسم کا اختلاف بقول امام ابن تیمیہؒ ''اختلاف تنوع'' ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کی مختلف تعلیمات اور گوناگوں ارشادات پر مبنی ہے اور بقول حضرت شاہؒ ایک اصل کی متعدد فروع ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرائض و واجبات میں قطعیت اختیار کی اور ان میں کسی قسم کا تنوع نہیں آنے دیا لہٰذا ان کی صرف ایک اصل ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور دوسرے محدثین و شارحین کرام نے اصل کی قطعیت بلکہ ایک طرح سے اس کی یکتائی پر بحث کی ہے۔ لہٰذا تمام ارکان اسلام — نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج — کے فرائض و واجبات میں دوسری نوع یا قسم نہیں پائی جاتی اور ان کا کرنا ضروری ہے۔ لیکن نوافل و سنن کا معاملہ ذرا مختلف ہے بالخصوص سنن کا: ان میں سے بعض سنتیں ایسی ہیں جن میں

Marfat.com

فرض اور واجب کی طرح قطعیت ہے یعنی ان کی صرف ایک اصل ہے، نوع، فرع اور شاخ کوئی نہیں جیسے اچھے کام داہنے ہاتھ سے یا داہنی طرف سے کرنے کی سنت اور گندے اور فروتر کام بائیں ہاتھ یا بائیں جانب سے کرنے کی ہدایت۔ ان میں کسی قسم کا تنوع یا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ البتہ سنن ونوافل کی متعین صورتوں کے سوا بعض دوسری صورتیں، قسمیں اور فروع ہیں جن میں ایک اصل ہے اور دوسری شاخیں۔

چونکہ ''اصل'' سنت اور اس کی گوناگوں فروع کی تعلیم و تربیت بنفس نفیس رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دی تھی لہٰذا عہد نبوی میں بھی اور بعد میں دور صحابہ کرام میں بھی حتیٰ کہ امت اسلامی کی پوری تاریخ میں وہ اختلافاتِ تنوع بن گئے۔ ان میں سے ہر ایک فرع مقصود و مطلوب نہیں صرف اصل مطلوب ہے اور اس اصل تک اس کی متعدد فروع کے ذریعہ پہنچا جا سکتا ہے۔ ان میں تمام اختلافاتِ سنن اور اختلافِ تعلیمات نبوی شامل ہیں اور وہ سب کے سب نہ صرف محمود ہیں بلکہ ان سب پر عمل بھی مطلوب ہے یا ان میں سے کسی ایک پر عمل سے اصل کا اجر مل جاتا ہے اور کسی دوسرے کے کسی دوسری فرع پر عمل کرنے پر نکیر و اعتراض بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان ایسے اختلافات تنوع دین و شریعت کے بہت سے امور میں تھے اور ان میں چند خاص کا بطور مثال ذیل میں حوالہ دیا جاتا ہے۔

— رسم عثمانی کے مطابق تمام قراءاتِ متن قرآن کی تعلیم نبوی تھی اور ان پر عمل نے اختلاف صحابہ کرام کی صورت پکڑی تھی۔ حضرت عمر فاروق وہشام بن حکیم، ابی بن کعب و عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اور ان کی مختلف قراءات صحیح ہیں۔

— وضو، غسل، نماز وغیرہ کی عبادات کی سنتوں کا تنوع اختلاف صحابہ کرام کا باعث تھا مگر وہ سب محمود تھا جیسے وضو میں دو بار یا تین بار اعضاء دھونا، غسل میں اعضاء پر پانی بہانا یا ان کو مسلنا، نماز میں ثنا، تسبیحات رکوع وسجود وغیرہ، تشہد و التحیات، درود اور دعاء وغیرہ کی مختلف دعائیں پڑھنا۔ ان میں اصل ثنا، تسبیح، تشہد، درود اور دعاء وغیرہ تھیں، ان کی مختلف مسنون

Marfat.com

دعائیں فروع تھیں۔ ان ہی پر دوسری عبادات روزہ وزکوٰۃ اور حج وغیرہ کی سنن کی اصل اور اس کی فروع کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(ب) غیر منصوص معاملات

(ا) غیر منصوص معاملات کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی بنیاد کسی نصِ قرآنی وحکمِ نبوی پر نہیں ہوتی بلکہ وہ رسول اکرم ﷺ کے شخصی اجتہاد، ذاتی رائے اور نجی فکر و خیال پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان میں قطعیت وحتمیت کا ناگزیر عنصر اور بھی کم ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات بالکل نہیں ہوتا۔ عہد نبوی کے خیر القرون اور اس کے صالح ترین معاشرے میں رسول اکرم ﷺ نے مشورہ و شوریٰ، آزادی فکر و عمل کا ایک نظام بنایا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف غیر منصوص معاملات اور غیر قطعی احکام شریعت کے علاوہ دوسرے تمام معاشرتی امور و معاملات پر مشورہ کرتے تھے۔ اس مشورہ وشوریٰ میں وہ اپنے اصحاب کرامؓ کو اپنی رائے دینے اور فکر پیش کرنے کی پوری آزادی دیتے تھے اور ان کو خوش دلی سے برداشت کرتے تھے اور ان میں سے کسی ایک مشورے کو قبول فرمالیتے تھے کیونکہ مشورے میں متعدد آراء وخیالات کا آنا ضروری تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو تمام منصوص معاملات میں سوالات کرنے اور وضاحتیں مانگنے کا حق بھی دیتے تھے۔ بعض صحابہ کرامؓ سے سوالاتِ صحابہ کبار کی تعداد بہت کم منقول ہے۔ وہ قطعی صحیح نہیں کہ تعداد کہیں زیادہ تھی البتہ وہ حکم قرآنی کے مطابق کم سوالات کرتے تھے۔ بسا اوقات فضول ومہمل سوالات یا سادہ لوحی پر مبنی سوالات پر آپ ﷺ نے غصہ وگرمی کا اظہار بھی فرمایا مگر ان کا حقِ سوال کبھی ختم نہیں فرمایا۔ بعض اوقات بظاہر مہمل اور فضول نظر آنے والے سوالات نے سوال کرنے والوں کے مسائل بھی حل کردیئے لہٰذا وہ یکسر فائدہ سے خالی نہ تھے مثلاً حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کا اپنے والد کے بارے میں سوال ان کا نسب صحیح وقطعی کر گیا۔ اسی قسم کا ایک اور سوال ولدیت کے بارے میں کیا گیا تھا۔ گمشدہ اونٹ، بھیڑ بکری اور سامان لقطہ کے بارے میں سوالاتِ صحابہؓ نے ان کے مسائل واحکام بیان کردیے۔

Marfat.com

(۲) ان غیر منصوص معاملات میں اختلافِ صحابہ کرام کی پوری گنجائش فطری اور اسلامی طور سے موجود تھی جو محمود بھی تھی۔ لیکن ان میں ایک خاص طرزِ فکر اور خاص طرزِ عمل صحابہ کرام نے از خود واجب و اختیار کر لی تھی اور اپنے حقِ اختلاف اور آزادی فکر و عمل کو محدود کر دیا تھا۔ احادیث نبوی اور روایاتِ تاریخی ثابت کرتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کسی بھی غیر منصوص معاملہ پر قطعی حکم یا رائے دے دیتے تھے تو صحابہ کرامؓ پھر اس پر سوال و وضاحت ہی نہیں مانگتے تھے اور بلا چون و چرا اسے تسلیم کر لیتے تھے خواہ وہ ان کی رائے و فکر کے خلاف ہو یا اس خاص حکم کی بنا پر ان کا اپنا دنیاوی نقصان ہوتا ہو یا عام معاشرتی مصلحت کے خلاف وہ نظر آتا ہو۔ دراصل مشورہ، استصواب، سوال و جواب، وضاحت و صراحت اور ایسے تمام ذرائع قطعی حکم نبوی حاصل کرنے کے لئے ہوتے تھے۔ اور وہ جب قطعی حکم نبوی مل جاتا تو صحابہ اس پر عمل کرتے تھے۔ قطعی حکم نہ ملتا تو اپنی رائے و فکر اور آزادی خیال و عمل کو رہنما بناتے تھے۔

(۳) غیر منصوص معاملات و امور میں عہد نبوی کے بہت سے معاملات و امور شامل تھے۔ اختلاف کے حوالے سے ان دونوں اقسام کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ان دونوں کا فرق، اختلاف کی نوعیت اور اصل و قطعی حکم کی حیثیت اور اس کا نتیجہ واضح ہو جائے۔

غیر قطعی حکم نبوی کے باب میں رسول اکرم ﷺ کے تمام مشورے اور صحابہ کرام کے بیشتر سوالات شامل ہیں: مثلاً فوجی معاملات اور غزوات و سرایا کے دوران صحابہ کرامؓ کے مشوروں، تجویزوں اور سوالات و وضاحت طلبی کے معاملات آتے ہیں۔ حضرت حباب بن منذر خزرجیؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کے مشورے سے آپ ﷺ نے غزواتِ بدر، احد، حدیبیہ، خیبر اور طائف میں لشکر گاہ لگانے کے مقام کو یا اسلامی فوج کی نقل و حرکت کو ان کے مطابق متعین فرمایا۔ غزوہ احد کے موقع پر اپنی رائے صواب کے برخلاف بعض جوشیلے صحابہ کرام کی اصرار بھری تجویز کہ کھلے میدان میں جنگ کی جائے قبول فرمالی۔ غزوۂ بدر کے جنگی قیدیوں کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تجویز فدیہ قبول فرمالی کیوں کہ

Marfat.com

آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی کے موافق تھی اور حضرت عمر بن خطاب عدوی قریشیؓ اور حضرت سعد بن معاذ اوسی انصاریؓ کی تجویز قتل نہیں مانی حالانکہ بعد میں اسی کو تائید الٰہی ملی۔ غزوۂ خندق میں حضرات سعدینؓ کی تجویز اختلاف کے نتیجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ غطفان کو ایک تہائی پیداوارِ مدینہ دینے کی اپنی تجویز واپس لے لی۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عمرؓ اور عام صحابہ کرام کے غزوات میں اختلافات سامنے آئے اور آپ ﷺ نے ان کے فکر ونظر کے اختلاف کو مسترد کردیا۔ صحابہ کرام کا طرز فکر وعمل آخری درجہ میں ہوا کہ آپ ﷺ کا قطعی حکم جانتے ہی سر تسلیم کردیا اور اپنے اختلاف اور بحث ومباحثہ پر ندامت کا اور توبہ کا اظہار بھی کیا۔ انتظامی معاملات میں موالی، نوجوانوں وغیرہ کی تقرری، عامل بنانے کی درخواست کو رد کردینے، امراءِ سرایا سے ان کے سپاہ وامراء کے اختلاف وغیرہ میں قطعی حکم نبوی کو بلا تامل تسلیم کیا گیا۔ ایسے ہی متعدد سماجی، مالی، اقتصادی وغیرہ کے معاملات تھے جن میں رسول اکرم ﷺ کے قطعی حکم سے قبل اختلافاتِ صحابہ تھے جو بعد میں ختم ہوئے اور قطعی احکام نافذ ہوگئے۔

(۴) دوسری طرف یہ بھی ہوا کہ بعض صحابہ کرام نے قطعی حکم جاننے کے باوجود اپنی رائے پر عمل کیا اور اس کے نتیجہ میں باہمی اختلافِ صحابہ ہوا اور آخری نتیجہ مسلم فوج کی ہزیمت و شکست اور خواری کی شکل میں نکلا جیسے غزوۂ احد میں تیر انداز دستے کے ایک حصہ میں غنیمت و فتح تک حکم کی قطعیت کے محدود ہونے کا خیال پیدا ہوگیا تھا اور انھوں نے قطعی حکم کے باوجود خلاف ورزی کی۔ بالعموم رسول اکرم ﷺ کے قطعی حکم وحتمی فیصلہ کے بعد اختلافِ افراد نے ان کے لئے بطور خاص اور معاشرہ کے لیے عمومی طور سے وبالِ دنیا اور وبالِ آخرت کا ثمرہ بہم پہنچایا۔ ان کے بعض امور اور مثالوں کا ذکر لعان وغیرہ کے حوالے سے آگے آتا ہے۔

(۵) غیر منصوص معاملات میں رسول اکرم ﷺ کے قطعی حکم اور حتمی فیصلہ کے باوجود صحابہ کرام کے ردِ عمل ملتے ہیں: ایک جماعت صحابہ کرام کا ردِ عمل ہے جو سراسر تسلیم ورضا پر مبنی ہے اور ان کے فکر وخیال کے خلاف ہونے کے باوجود سر آنکھوں پر تھا۔ یہ تمام امور ومعاملات

Marfat.com

یا زندگی کے تمام میدانوں کے معاملات سے متعلق تھا، حالانکہ وہ یا ان کے بیشتر اختلافی فکر رکھنے والے افراد و طبقات اپنی رائے، مشورے اور اختلاف کو آخر تک صحیح سمجھتے رہے اور بعض اوقات انھوں نے اپنی رائے و خیال کی غلطی تسلیم کر لی اور رسول اکرم ﷺ کے قطعی فیصلہ اور حتمی حکم کی حکمت و افادیت اور صحت جان لی۔ بہر حال ان دونوں صورتوں میں صحابہ کرامؓ کی جماعت نے بالعموم قطعی حکم نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنے اختلاف کو باعث فساد دین و معاشرت نہیں بننے دیا۔ یہی طرز فکر اور عمل صحابہ کرام کی 'عدالت' کا پیدا کردہ نتیجہ تھا جب ان کی قوت ملکیہ ان کی قوت بہیمیہ پر غالب آجاتی تھی اور ان کی قوت بہیمیہ کو ان کی قوت ملکیہ کی چاکری میں لگا دیتی تھی۔ عدالت صحابہ کا ایک تقاضا اور ایک عنصر یہ بھی تھا کہ وہ اپنی خطا اور غلطی جان لینے کے بعد اس پر کسی طور سے قائم نہیں رہتے تھے اور اپنی لغزشوں کی فوراً اصلاح کر لیتے تھے۔ اس سے بڑھ کر ان کی عدالت علیا کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنی رائے و فکر کو صحیح جانتے تھے پھر بھی حکم حاکم مان لیتے تھے۔ یہ تہذیب نفس کا اعلیٰ مقام ہے جسے صوفی اصطلاح میں فنا و بقا اور شرعی اصطلاح میں رضائے الٰہی اور رضائے نبوی کہا جاتا ہے۔

معاشرتی معاملات میں نکاح و طلاق کے معاملات خاصے نازک اور مشکل ہوتے ہیں مگر حضرت زینب بنت جحش اسدیؓ وغیرہ متعدد خواتین نے اپنے خیال میں فروتر رشتے محض رسول اکرم ﷺ کی تجویز پر قبول کر لئے تھے یا ان کے خاندان نے مان لئے تھے۔

ازواج مطہرات کے رسول اکرم ﷺ سے نجی اختلافات رہے ہوں یا ان کے باہمی اختلافات، جن کی زد خود رسالت مآب ﷺ کی ذات مبارک پر پڑتی تھی، رسول اکرم ﷺ کے قطعی فیصلہ اور حکم کے بعد نابود ہو گئے تھے جیسے حضرت زینبؓ بنت جحش، حضرت ام سلمہؓ اور ان کی ''حزب مخالف'' کی ازواج کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں ترجیح و میلانِ خاطر وغیرہ کا مطالبہ سرد پڑ گیا تھا۔

ان کی باہمی ''سوتیا چاہ'' کے واقعات اور ان کے نتیجہ میں ان کے باہمی اختلافات کا

Marfat.com

خاتمہ رسول اکرم ﷺ کے قطعی حکم اور حتمی فیصلہ نے ایک آن میں کر دیا تھا۔ ان میں حضرت عائشہؓ کے بعض دیگر ازواج مطہرات کے کھانے کے پیالے کے توڑنے، کھانا واپس کرنے، سواری بدلنے اور بعض دوسرے واقعاتِ محبت کا ذکر ملتا ہے۔ جس کا واحد محرک رنجش نہیں تھا بلکہ توجہ نبوی کی طلب صادق تھی۔

مالی معاملات میں اسلاب مقتول پر اختلافِ صحابہ کرام رہا ہو یا مؤلفۃ القلوب کے عطایائے نبوی پر یا خمس کی تقسیم نبوی پر، آپ ﷺ کے قطعی حکم کا اجرا ہوتے ہی معاملہ اختلاف کافور ہوا تھا۔ زرعی آراضی کو کرایے یا بٹائی پر دینے کے حکم منصوص پر حضرت رافعؓ اور ان کے چچا نے اپنے نقصان کے باوجود سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ زراعت و تجارت اور دوسرے اقتصادی معاملات میں بھی صحابہ کرام نے اپنا اختلاف بھلا دیا تھا۔

قرض کی ادائیگی کے معاملے میں حضرات فریقین ۔کعبؓ و ابن ابی حدردؓ نے فیصلہ نبوی بلا چون و چرا تسلیم کر لیا تھا اور قرض دینے والے صحابیؓ نے یہ بھی نہ پوچھا کہ آپ ﷺ نے کس مصلحت یا کس حکمت کی بنا پر قرض کی رقم آدھی کر دی ہے۔

(۶) خمس غنائم اور دوسرے اموال ریاست کی تقسیم پر صحابہ کرام کے بعض افراد و طبقات کو شدید اختلافات تھے۔ ان کے حل کے سلسلے میں رسول اکرم ﷺ نے مختلف طریقے اختیار فرمائے:

- ایک اصولی طریقہ اور حکمت آمیز فیصلۂ نبوی یہ تھا کہ آپ ﷺ جس کو چاہتے تھے عطا فرماتے تھے اور جس کو چاہتے محروم رکھتے تھے کیونکہ وہ حق آپ ﷺ کو فے وغیرہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اور وہ بحیثیت رسول و سربراہِ امت و مملکت آپ ﷺ کو حاصل تھا اور جس سے صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی اختلاف نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔
- ایک معنی خیز حدیث کے مطابق رسول اکرم ﷺ جس سے محبت کرتے تھے، خواہ وہ فرد ہو یا جماعت، اسے مال و دولت کی عطا سے الگ رکھتے تھے اور اسے صرف اپنی

Marfat.com

دولتِ محبت سے نوازتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک عزیز صحابی کو حضرت سعد بن ابی وقاص زہریؓ جیسے عظیم وجلیل صحابی کی سفارش کے باوجود مال نہیں دیا تھا۔ ایسے صحابہ کرام کو محبت آمیز کلمہ نبوی سرخ اونٹوں جیسی قیمتی متاع سے زیادہ قیمتی اور پسندیدہ لگا تھا۔

- مولفۃ القلوب کے بارے میں تقسیم عطایا پر صحابہ کرام میں سے بعض کو کم مال یا مقام و مرتبہ سے فروتر حصہ کا شکوہ ہوا تو آپ ﷺ نے ان کا شکوہ دور فرمادیا اوران کو ان کے مطالبہ کے مطابق عطا فرمایا جیسا حضرت عباس بن مرداس سلمیؓ وغیرہ کے معاملہ میں ہوا تھا۔ اسیران حنین کے بارے میں ایک اختلاف کا ذکر بھی یہاں کیا جاسکتا ہے کہ شیوخ فزارہ وتمیم وسلیم نے اپنے حصہ کے قیدیوں کو بلا فدیہ آزاد کرنے کے اسوہ نبوی سے اختلاف کیا تو بنوسلیم کے لوگوں نے اپنے شیخ کی بات نہ مانی اور اپنے قیدی آزاد کردیے کہ اسوۂ نبوی ان کو عزیز تھا۔ بعد میں دوسروں نے بھی قیدی آزاد کردیے اور آپ ﷺ نے ان کو معاوضہ بھی عطا کیا تھا۔
- جماعت صحابہ کرام میں سے انصارِ کرام کے بعض افراد وطبقات کو عطایائے تالیف نہیں ملے تو ان کو شکوہ ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کو مال و دولت اور ذاتِ رسالت مآب ﷺ میں سے کسی ایک کے انتخاب وتخییر کا حق دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ لے جانے کا عطیہ بے بہا بتایا تو ان کا شکوہ ان کے آنسوؤں میں ڈھل گیا۔ اس نعمت عظمیٰ کے سامنے مال کیا تھا!
- عدل و مصلحت امت دو بنیادی اصول عطائے نبوی تھے۔ بعض اعراب کے شکوہ پر آپ ﷺ نے عدلِ نبوی کا اظہار فرمایا تھا۔ مصلحت بھی اسی عدل کی دوسری صورت تھی جسے ظاہر بیں نگاہ نہیں دیکھ پاتی تھی۔

(۷) عدل، مصلحت کلی، توازن و اعتدال، سماجی ومعاشرتی انصاف، غیر جانبداری

Marfat.com

اور اسلامی احکام کی پابندی رسول اکرم ﷺ کے تمام غیر منصوص معاملات میں کارگزاری کرتے تھے خواہ ان کا تعلق کسی بھی شعبۂ حیات سے ہو۔ سماجی و معاشرتی اختلافاتِ صحابہ وصحابیات میں نکاح و طلاق، ظہار و لعان اور ازدواجی زندگی اور معاشرت کی اساس یہی تمام اصول و قواعد تھے۔ ان ہی کے سبب کسی فریق، فرد یا جماعت کی حق تلفی کو زائل فرماتے تھے اور ان کے باہمی اختلافات کو دور فرماتے تھے۔

—— متعدد خواتین وصحابیات کے نکاح ان کی منشا و مرضی کے بغیر کئے گئے تھے ان کو مسترد و فسخ فرما دیا۔

—— ان کی پسند و محبت کو اہمیت دی اور ان کے رشتے ان کے عزیزوں اور محبوبوں سے کئے۔

—— زوجین کے باہمی اختلافات بالخصوص گھریلو جھگڑوں کو باہمی افہام و تفہیم اور صلح صفائی سے حل فرمایا۔

—— جنسی معاملات و امور میں بعض تجاوزات کو ظہار، لعان وغیرہ کے الٰہی قوانین کے مطابق دور فرمایا۔ اگر چہ ان معاملات میں بعض مظاہر دلچسپ تھے اور بعض عبرت خیز بھی مثلاً ظہار کے واقعہ/ واقعات میں محض بڑھاپے کی بنا پر زوجہ کی علیحدگی روک دی اور کفارہ ظہار شوہر سے دلوایا۔ لعان کے واقعات میں بالعموم ازواج و خواتین کی نامعقولیت کا عبرت انگیز مظاہرہ ہوا کہ کسی نے قوم کو رسوائی کی ذلت سے بچانے کی خاطر، کسی نے محض جھوٹی انا میں جھوٹی قسم کھالی۔ فیصلۂ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے باعث آپ ﷺ نے واقعیت کی شہادت بھی مسترد کر دی کہ اختلاف اسی طرح دور ہوتا تھا۔

(۸) قبائلی عصبیت اور جاہلی حمیت کے پیدا کردہ اختلافات کو اپنے ناخنِ تدبیر سے دور فرما دیا اور انصار و مہاجرین کے افراد و طبقات کے درمیان اسلامی مواخاۃ و محبت کی وہ دیوار کھڑی کر دی جس نے ان کے اختلافات کو بڑھنے سے روک دیا۔ منافقین کی ریشہ دوانیوں

Marfat.com

کے باوجود ان کے خلاف کسی قسم کی تادیبی کارروائی مثلاً قتل و سزا سے صرف اس لئے احتراز فرمایا کہ وہ بظاہر مسلمان تھے اور ان کے قتل سے لوگوں کو موقعہ ملتا کہ محمد ﷺ نے اپنے اصحاب ہی کو قتل کرتے ہیں اور ان کے ساتھ رحمت و رافت کا وہ معاملہ کیا جسے رحمۃ للعالمین کا عنوان کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی مخالفت کے باوجود منافقین کے سردار کی نماز جنازہ پڑھا دی اور ان دشمنوں کے لئے بھی استغفار کی اپنی وسیع و بسیط چادر پھیلا دی حالاں کہ وہ مرضی رب خلاف تھی۔

(۹) صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں رنجش، سخت مزاجی، بدسلوکی، زباں درازی اور غصہ گرمی جیسی بعض بشری کمزوریوں کو بھی دخل رہا تھا۔ حضرات شیخینؓ کے بعض اختلافات کی نوعیت ایسی ہی تھی اور ان ہی کی بنا کردہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اپنی غلط فہمی یا سختی کے سبب حضرت عمرؓ کو شکوہ پیدا ہوا جو ان کی عفو و درگذر کی درخواست کے باوجود باقی رہا۔ رسول اکرم ﷺ کو صلابت عمری کی یہ ادا پسند نہیں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کرامؓ سے خطاب کر کے حضرت صدیقؓ کو محض رسول اکرم ﷺ کی خاطر عاطر کی بنا پر معذور و محفوظ رہنے کی التجا کی تو دل پگھل گئے اور آنکھیں رو پڑیں۔ مگر یہی حضرت صدیقؓ تھے جن کو چند کمزور و فرومایہ صحابہ سمجھے جانے والے حضرات سے معذرت خواہی کی تاکید کی کہ مبادا ان مقربانِ بارگاہ الٰہی کی ناراضی رب کریم کی ناراضی نہ بن جائے اور حضرت صدیقؓ نے ان سے معافی مانگی جو بخوشی دی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک شخص بلا وجہ برا بھلا کہتا رہا اور حضرت صدیقؓ صبر کے ساتھ سنتے رہے اور رسول اکرم ﷺ مسکراتے رہے۔ مگر جب حضرت صدیق نے اس کا جواب دینا شروع کیا تو اظہار فرمایا کہ تمہاری خاموشی اور صبر کے دوران فرشتے تم پر درود بھیج رہے تھے اور پھر کیا دل نشیں تبصرہ فرمایا کہ ''تمہارا جواب دینا مقام صدیقیت کے خلاف ہے''۔ اپنے محبوب ترین صدیق اور دوست کی تعلیم و تربیت اور اختلاف دور کرنے کی نبوی حکمت کی کیا عظیم الشان مثال ہے۔

(۱۰) قطعی حکم اور حتمی فیصلہ نہ دینے کی صورت میں غیر منصوص معاملات و امور میں

Marfat.com

صحابہ کرام کے اختلافات کا معاملہ دوسرا ہے۔ ان میں رسول کرام ﷺ نے اپنی جانب سے کسی فرد، فریق یا جماعت پر اپنی مرضی اور پسند نہیں تھوپی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان صحابہ وصحابیات کے اختلافات فطری تھے یا کسی مصلحت عامہ وخاصہ پر مبنی تھے۔

فطری اختلافات کا ایک وسیع باب ہے جس میں بہت سے سماجی، مالی، معاشی معاملات پر اختلافات آتے ہیں۔ سماجی فطری اختلافات کا ایک خاص مظاہرہ ازواج مطہرات اور تعدادِ ازواج کی ماری خواتین کے سوتیا چاہ کے مظاہروں میں نظر آتا ہے۔ انسانی فطرت کا یہ ایسا المیہ ہے کہ اس کا سدباب کرنا مشکل ہے بلکہ آیات الٰہی کے مطابق ناممکن ہے۔ مرد ذات اپنی فطرت وجبلت میں تعددِ ازواج کا عنصر رکھتا ہے اور ہمیشہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا چاہتا ہے جبکہ دوسری طرف عورت ذات سوکن وسوت کا وجود نہیں برداشت کرسکتی کیوں کہ اس کی فطرت اسی پر اسے مجبور کرتی ہے۔ مردانہ جبلت اور سماجی روایت کی رعایت اسلامی احکام نے کی اور ان کو عدل وانصاف کرنے کی ہدایت بھی کی۔ عورت ذات کو اپنی جبلت کے سرکش عناصر کو دبانے، مردانہ جبلت کو برداشت کرنے اور احکام و روایات ماننے کی ہدایت کی تاہم ازواج مطہرات کے دو یا متعدد ٹولیوں (احزاب) میں بٹ جانے پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ ایک فطری معاملہ تھا۔ اسی طرح تعدد ازواج کی سماجی روایت اور اس کی شکار خواتین کے سوتیا چاہ کے مظاہروں کو بھی آپ ﷺ نے نہیں روکا تھا۔ البتہ ان کے غلط مظاہروں اور بدنما اختلافات کا حل تلاش کیا جو عدل وانصاف کے تقاضوں سے ہی ملاتھا۔

اس باب خاص میں حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں ان پر سوت لانے کی حضرت علیؓ کی کوشش ایک خاص مصلحت پر مبنی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے اس اقدام کے بارے میں اصولی موقف بیان فرمایا تھا کہ میں کسی حلال کو حرام اور کسی حرام کو حلال نہیں کرتا تاہم میں دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا کیوں کہ حضرت فاطمہؓ کو اس سے تکلیف ہوتی جو رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچاتی اور وہ تکلیف دہی موجب عذاب بن جاتی۔ رسول اکرم ﷺ کو ایذا

Marfat.com

دینا حرام ہے البتہ حقِ حضرت علیؓ یا حق شوہر کی حفاظت کے خیال سے آپ ﷺ نے فاطمہؓ کو طلاق دے کر دوسری شادی کرنے کی اجازت دی تھی۔ اجازت طلبی کے باب میں بنو مغیرہ کا اقدام بلکہ ان کا انکار اور حضرت عتابؓ بن اسید اموی کی شادی نے اس کی جڑ ہی کاٹ دی تھی۔ فرعون امت ابوجہل مخزومی کے مسلم وصحابی خاندان اور اموی خاندان کے ایک عظیم فرد اور گورنر مکہ حضرت عتابؓ کی خاطر نبوی کی رعائت اور تکلیف وملال کے خطرے سے بچانے کی کوشش دراصل عدالت صحابہ کا ایک اظہار ہے اور دوسری زوجہ لانے کی اجازت دینے سے حضرت فاطمہؓ اور رسول اکرم ﷺ کا انکار ایک اسلامی معاشرتی اصول مقرر کرتا ہے۔

(ج) غیر منصوص معاملات میں اختلاف رائے یا بعض صحابہ کرام کے اختلافات برقرار رہنے کی حقیقت غالباً سب سے اہم نوعیتِ اختلاف تھی۔ رسول اکرم ﷺ سے ان تمام معاملات و امور میں صحابہ وصحابیات کا اختلاف ہوا اور بسا اوقات اس کی بنا پر باہم صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہوگیا اور بہت سے ایسے واقعات ومسائل بھی ہیں جن میں صحابہ کرام کے درمیان اختلافاتِ فکر وعمل پیدا ہوئے۔ ان میں سب سے اہم نکتہ حق یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یا تو ان میں سے کسی ایک خیال وفکر اور طرز عمل سے اتفاق کرلیا یا ان کے باہمی اختلافات کو برداشت کرلیا کہ وہ ان فریقین کا یا اختلاف کرنے والوں کا حق تھا اور آپ ﷺ حق تلفی نہیں فرماتے تھے۔ ایسے اختلافات صحابہ کرام کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں اور دین وشریعت کے میدانوں سے ہے۔ ان کی چند مثالیں تین الگ الگ نوعیتوں کے لحاظ سے پیش کی جاتی ہیں:

(ا) رسول اکرم ﷺ سے اختلاف صحابہ

رسول اکرم ﷺ سے اختلاف صحابہ کے ضمن میں سب سے اہم واقعہ قرطاس کہلاتا ہے جس پر بہت واویلا بھی مچایا جاتا ہے۔ صحیحین کی روایات واحادیث کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے وفات سے چار روز قبل جمعرات کو اچانک فرمایا کہ کاغذ دوات لاؤ میں تمہارے

Marfat.com

لئے ایک کتاب لکھدوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہوا: بعض نے تعمیل حکم کے حق میں رائے دی اور بعض نے آپ ﷺ کی تکلیف شدید پر اسے محمول کر کے مزید تکلیف نہ دینے کی خاطر کہا کہ ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے۔ اختلاف کی بنا پر شور و غوغا ہوا جو رسول اکرم ﷺ کی نازک طبیعت پر بار ہوا لہٰذا آپ نے سب کو مجلس سے اٹھا دیا۔ پھر کتاب نہیں لکھوائی۔ قدیم وجدید اہل علم نے روایاتِ سیرت بالخصوص ابن سعدؒ کی مفصل وکافی روایات کو سرے سے نہیں دیکھا حالانکہ وہ دوسری جہات بتاتی ہیں۔ بہر حال ان سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ چار دن مزید زندہ اور سلامت با کرامت رہے مگر آپ ﷺ نے کچھ نہ لکھوایا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت عمرؓ فاروق اور ان کے ہم نوا اصحابہ کرام کے خیال سے متفق ہو گئے تھے ورنہ ضرور لکھواتے۔ اس پر بعض صحابہ کرام کا اختلاف اور افسوس اور اپنا پسندیدہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے۔ اس پر کافی مفصل ومدلل بحث بھی کی گئی ہے۔ خاکسار راقم کے اس طویل اور مفصل تحقیقی مقالے میں محدثین، سیرت نگاروں اور صوفیائے کرام کے نمائندہ اکابر کی نگارشات ومباحث سے بحث کی گئی ہے اور اس میں یہ اصولی نکتہ اجاگر کیا گیا ہے کہ وہ غیر منصوص معاملہ تھا اس لئے اس پر اختلافات صحابہ برقرار رہا کہ وہ فکر ونظر کا معاملہ ہے اور اس نکتہ کو ابھارا گیا ہے کہ قرآن مجید کی موجودگی اہل ایمان کے اختلافات کا یا ان کی گمراہی وضلال کا سد باب کرنے کے لئے کافی ہے لہٰذا کسی خاص ''کتاب'' مزید کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

—— واقعہ حضرت بریرہؓ ایک اصولی بات بھی اس معاملہ میں پیش کرتا ہے اور اسی کی تین سنتیں بھی خاصی مشہور ہیں۔ آزادی کے بعد حضرت بریرہؓ نے اپنا حق تخییر استعمال کرتے ہوئے اپنے شوہر حضرت مغیثؓ سے علیحدگی اختیار کرلی اور کسی کی نہ سنی۔ رسول اکرم ﷺ کے مشورہ پر بھی انہوں نے حضرت مغیثؓ کو قبول نہیں کیا۔ کیوں کہ انہوں نے پہلے پوچھ لیا تھا کہ وہ حکم نبوی ہے یا مشورہ اور آپ ﷺ کے مشورہ کو جانتے ہی ان کا تبصرہ وفیصلہ تھا کہ تب مجھے

Marfat.com

اس کی حاجت نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کا حق تسلیم کیا۔ بظاہر مشورہ نبوی قبول نہ کرنا بلکہ اس کی حاجت ہی محسوس نہ کرنا خاصی سخت بات اور گستاخی بھی کہی جا سکتی ہے مگر ''حدود اللہ'' کو قائم کرنے اور حقوق العباد کی حفاظت کرنے کی خاطر اس مشورے کو نہیں مانا گیا اور اس کی علت سمجھ لی گئی۔

— حضرت زیدؓ بن حارثہ کلبیؓ نے تمام مشوروں اور ہدایتوں کے باوجود حضرت زینبؓ بنت جحش کو طلاق دے دی کہ ان کا حق تھا۔ اسے اس طرح تسلیم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کا نکاح رسول اکرم ﷺ سے کر دیا اور متبنیٰ کے احکام میں ایک عظیم اضافہ فرمایا۔ اس معاملہ میں بھی مشورہ وہدایت نبوی کو حدود اللہ اور حق العباد کے سبب ہی نہیں مانا گیا تھا جبکہ حضرت زیدؓ جان نثار نبوی تھے۔

— حجاب وپردہ بالخصوص ازواج مطہرات کے حجاب خاص پر حضرت عمر فاروقؓ کے مسلسل اختلافات جاری رہے۔ رسول اکرم ﷺ کا موقف بھی اسی طرح جاری وبرقرار رہا کہ آپ ﷺ نے صلابت وشدت فاروقی کے مطالبات نہیں تسلیم کئے۔

— عید اور تیوہار اور شادی وتقریب اور عاشورا کی خاص عید پر موسیقی اور غنا کے باب میں رسول اکرم ﷺ سے حضرات شیخین کے اختلافات تھے اور باہم صحابہ کرام میں بھی تھے۔ ان کو دور کرنے کی کوشش یوں کی کہ اجازت وجواز کا فتویٰ اپنے فکر وارشاد اور عمل سے دیا۔ بعض صحابہ کرام اور بنفس نفیس رسول اکرم ﷺ نے ان کو ناپسندیدہ سمجھنے کے باوجود مباح سمجھا کہ ان کی اباحت وجواز کا تقاضا انسانی فطرت کرتی ہے بالخصوص تقریبات شادی پر۔ امام غزالیؒ نے عبادات ومعمولات کی کدورت دور کرنے کے بسا اوقات ''لہو ولعب'' کو نشاطِ قلب وتفریح طبع کے لئے ضروری سمجھا ہے۔

— لباس بالخصوص ریشمی لباس اور طلائی زیوروں بالخصوص خاتم (انگوٹھی) کا استعمال صحابہ کرام میں جاری رہا کہ وہ ''قدر جائز'' کا معاملہ تھا اور رسول اکرم ﷺ نے اپنے دست

Marfat.com

مبارک سے حضرت براء کو طلائی خاتم پہنا کر ان کے لئے اسوہ بنا دیا تھا۔ ملبوسات کے باب میں سب سے اختلافات تنوع ملتے ہیں۔ ان میں حرام ہونے کا تصور وفتویٰ بعد کا ہے، کراہت کا اصل معاملہ ہے۔ متاخرین نے ملبوسات اور کھانوں وغیرہ کے بارے میں تقشف کی راہ اپنائی ہے جو راہبانہ یا صوفیانہ فکر کی پروردہ ہے۔

—— کھانوں کی اقسام، آداب اور طریقوں پر رسول اکرم ﷺ نے متعدد سنن مؤکدہ قائم فرمائیں جن کا احترام سب کرتے تھے لیکن بعض معاملات میں آپ ﷺ نے ان کے اختلافات کو جائز رکھا اور وہ ذوق ومزاج کی وجہ سے جاری ساری رہا۔ ان میں مزاج وطبیعت کی رعایت کی گئی تھی۔

——مالی اور معاشرتی معاملات کے مشترکہ باب میں نان نفقہ کے حق ازواج، صدقہ و خیرات میں حق ازواج وموالی وغیرہ پر اختلافات صحابہ وصحابیات کو جائز ٹھہرایا اور ان میں دخل نہیں دیا کہ وہ ان کے فطری حقوق کا معاملہ تھا۔

——ایسے تمام سماجی معاملات وامور کا احاطہ واستقاء کرنا مقصود نہیں ہے۔ مباحث گذشتہ میں ان کی تفصیل آچکی ہے۔

(د) سماجی مزاج کے فطری اختلاف کے نتیجے میں پیدا شدہ مہاجرین وانصار کے طبقاتی اور سماجی اختلافات کو انگیز کیا۔ مہاجرین کی مردانہ صلابت اور قوامیت اور حاکمیت اسی طرح فطری تھی کہ وہ ان کے جغرافیائی وسماجی اور تہذیبی روایات کی دین تھی جس طرح انصار مدینہ کی رافت ولینت، نرمی ولطافت، صنف نازک کے ساتھ ان کی خوش خوئی تھی۔ ان دونوں کو نہ صرف انگیز کیا بلکہ ان دونوں کے مصالح ومفید عناصر سے دونوں کو اکتساب کرنے کا طریقہ تعامل نکالا۔ یہی فطرت وحکمت کا تقاضا تھا۔ ان دونوں کے مشترکہ صالح اقدار وروایات نے سماج میں خواتین کے ساتھ بالخصوص بہتر سلوک کا چلن عام کیا۔ ان تمام امور میں رسول اکرم ﷺ کی حکیمانہ فراست کا نتیجہ یہ نکلا کہ قریشی اکابر اور مردوں میں سختی اور شدت کا عنصر کم

Marfat.com

ہوا۔ ان کی عورتوں کو اپنے فطری حقوق خاص کر آزادی رائے وعمل کے مطابق چلنے، زندگی بسر کرنے اور خوشی حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ سماجی معاملات میں قبائلی عصبیتوں، جماعتی حمیتوں اور علاقائی تعصبوں کو ختم کرنے کی طرح اس سماجی مزاج کو بھی بدلنے کی ضرورت تھی۔

غالباً سماجی مزاج کے اختلافات کو دور کر کے مسلم معاشرے کو ایک متحدہ محبت کرنے والی امت بنانا سب سے عظیم کارنامہ ہے جس کا اعتراف مستشرقین جیسے دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ فلپ کے حتی نے اس کو کارنامۂ اعظم قرار دیا ہے۔ بلاشبہ جاہلی دور کے اجڈ، گنوار، جھگڑالو اور انسانیت کی حرمت کے قاتل عربوں کو ایک متحدہ اسلامی امت میں ڈھالنا آپ ﷺ کا عظیم ترین کارنامہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے خاص اسلوب میں دلوں میں محبت پیدا کرنے کے فضل خاص سے تعبیر کیا ہے اور وہ اصولی طور سے صحیح بھی ہے کہ اس کی عنایت و توجہ نہ ہوتی تو اسلامی متحدہ امت وجود میں نہ آتی۔ اسی رب کریم کی خاص ہدایات کے تحت رسول اکرم ﷺ نے مختلف اقدامات کے ذریعہ اجتماعی شیرازہ بندی کی کامیاب کوشش کی۔ اس متحدہ اسلامی امت یا امت واحدہ اسلامیہ کے دراصل تین محور تھے: ایک واحد متفقہ اور محبوب سربراہ اعلیٰ، دوم افراد و جماعات اور طبقات کی تہذیب نفس جو رسول اکرم ﷺ نے تلاوت و تعلیم کتاب، تزکیہ اور تعلیم حکمت کے ذریعہ کی تھی، سوم تمام ارکان امت کی انفرادی اور باہمی اجتماعی محبت و تعلق اور اس کے ذریعہ اطاعت الٰہی اور اطاعت نبوی کی اچوک فطرت سازی۔ تمام انفرادی یا اجتماعی یا طبقاتی اختلافات ان ہی کے ذریعہ دور کئے جاسکتے تھے اور دور بھی کئے گئے تھے۔

(س) وجوہ اختلاف

(ا) حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے صرف فقہی اور دینی اختلافات کی وجوہ بیان کی ہیں جو ان کے مطابق سات ہیں: قرآن وحدیث کے حکم کی عدم موجودگی یا عدم علم کی صورت میں اجتہاد کرنا اور اجتہاد میں صحابہ کا اختلاف کرنا، سنت نبوی کو دو محوروں یا محملوں پر محمول کرنا،

Marfat.com

وہم وگمان کی وجہ سے اختلاف کرنا، سہو ونسیان کی بنا پر مختلف ہونا، اخذ روایت میں اختلاف کرنا، علت احکام کے استنباط میں اختلاف فکر وعمل کا ہونا اور بظاہر متضاد ومتصادم احادیث میں تطبیق دینے پر اختلاف کرنا۔ حضرت سید سلیمان ندویؒ اور ان کے پیشرو اہل قلم بالخصوص محدثین کرام نے دوسرے معاملات دنیا اور امورِ شریعت و دین میں ان کے اختلافات کی وجوہ کا پتہ لگایا ہے۔ صحابہ کرام پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے استدراکات میں ان کا ایک جامع اشاریہ ملتا ہے۔ ان میں سب سے اہم وجہ اختلاف کی طرف نظر راقم گئی ہے اور وہ ہے سنن وتعلیمات نبوی کی گونا گونی اور تنوع۔ رسول اکرم ﷺ نے متعدد صحابہ کرام کو اپنی خاص سنن کی تعلیم دی اور وہ ایک اصل کی متعدد فروع تھیں لہٰذا صحابہ کرام ان تنوعِ سنن پر عمل پیرا رہے۔ ان صحابہ کرام نے اپنے معاصر صحابہ اور تابعین کو اپنی ہی سیکھی ہوئی سنتوں کی تعلیم دی اور ان کے شاگردوں نے اپنی اپنی سیکھ کی تعلیم دی۔ یہ تنوع اور گونا گوں سنتیں نسل در نسل صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور بعد کی نسلوں میں اسی طرح مختلف انداز میں منتقل ہوتی رہیں۔

فقہاء کرام بالخصوص مسالک ومکاتب فکر کے بانیوں- ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ- نے ان متنوع سنتوں کو اپنے اپنے شیوخ واساتذہ سے لیا تھا لہٰذا وہ ان پر جم گئے اور ان کو افضل قرار دینے کا رُجحان پیدا ہوا، حالانکہ وہ سب افضل ہیں کہ ایک اصل سنت کی متعدد فروع ہیں جیسے تشہد اصل ہے اور ان کی دعائیں جو حضرات عمر، ابن عمر، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہیں، فروع ہیں۔ ان میں تشہدِ ابن مسعودؓ کو افضل قرار دینے کا رجحان وفکر صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت شاہؒ کا یہ خیال کہ فقہ کے اماموں نے بلا کسی دینی یا تشریعی وجہ ترجیح کے اپنی پسند کے مطابق کسی فرع سنت کو اختیار کرلیا صحیح نہیں ہے۔ ائمہ فقہ اور بانیانِ مسالک کا اختیارِ فروع دراصل ان کے شیوخ کے واسطہ سے کسی خاص صحابی کا مسلک ہے۔ چونکہ صحابہ کرام، ان کے شاگرد صحابہ وتابعین اور ان کے پروردہ مجتہدین وفقہاء حقیقت سے واقف تھے لہٰذا وہ سب فروعِ سنن کو صحیح سمجھتے تھے اور دوسروں کو بھی

Marfat.com

صحیح قرار دیتے تھے لہٰذا ان پر مسلکی اور فقہی جھگڑے نہیں ہوئے۔ یہ تو بعد کے جامد ذہنوں کے کارنامے ہیں۔

(۲) وسیع سماجی اور معاشرتی معاملات اور میدانوں میں صحابہ کرام بالخصوص عہد نبوی کے دوران اختلافات کے اسباب و وجوہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ان میں سے کچھ مشترک بھی ہیں جن کا ذکر فقہی و دینی اختلافات میں آیا ہے۔ان تمام بلکہ ''ان گنت'' وجوہ اختلاف سے اس محاکمہ میں بحث کرنا ممکن نہیں لہٰذا صرف چند اہم ترین کا ذکر کیا جاتا ہے:

غلط فہمی:

فریقین یا طبقات اپنی اپنی جگہ صحیح تھے مگر ان کے درمیان غلط فہمی کسی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی جس نے اختلاف کو ہوا دی جیسے شیخین کے بیشتر اختلاف، بنوالمصطلق کے اپنے عامل صدقات سے اختلاف وغیرہ تھے۔

ماحول اور تناظر کی صورت گری:

احوال وحالات نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ اختلاف ناگزیر بن گیا اور اس کی ذمہ داری کسی پر نہ تھی جیسے حضرت ابوبکرؓ صدیق کا اپنے مہمانوں کی میزبانی پر فرزند حضرت عبدالرحمٰنؓ اور اہلیہ محترمہ اور پھر مہمانوں سے کھانے پر اختلاف، انصار و مہاجرین کے درمیان بنوالمصطلق کے ایک چشمہ پر اختلاف بھی اس نوع کا تھا، واقعہ افک میں بعض اختلافی آراء کا بھی یہی سبب تھا۔

موقف وفکر کی صحت کا یقین:

کسی فریق کو اپنی فکر وموقف کا اس قدر یقین ہوتا کہ وہ اختلاف کرتے تھے جیسے حضرت عمرؓ کا صلح حدیبیہ کے معاہدہ اور اس کی شقوں پر رسول اکرم ﷺ اور حضرت صدیقؓ سے اختلاف، حضرت ربیعؓ بنت معوذ کے دانت کا قصاص لینے پر حضرت انسؓ بن نضر اور ان کے خاندان والوں کا اختلاف، موسیقی وغنا کے واقعات پر شیخین کا اختلاف وغیرہ۔

Marfat.com

بشری کمزوری/قوت بہیمیہ کا غلبہ:

بعض اختلافات صحابہ کرام میں وقتی طور سے ان کی بشری کمزوریوں نے اپنا کردار ادا کیا تھا۔ ان میں شامل تھے: رشک وحسد، فضیلت فریق سے عدم اتفاق، حرص وطمع، مال و دولت کی محبت، قومی/قبائلی انا کا خیال، قومی یا جماعتی طرفداری، خاندانی محبت و رقابت، دل کی تنگی اور وسعت نظر کی کمی، دینی شدت پسندی، فکری وعملی تقشف، ریاکاری، غصہ، گرمی اور غیظ وغضب، سہو ونسیان، افراط وتفریط اور ان جیسے دوسرے بشری کمزوری کے اوصاف اور رذائل۔ ان تمام وجوہ اختلاف کے بارے میں یہ حقیقت ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ عہد نبوی میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام دونوں پر ان کا اثر لحاتی ہوتا تھا، جیسے ہی ان کو اپنی کمزوری کا احساس ہو جاتا تھا اور یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان کو جلد ہی اس کا احساس ہو جاتا تھا وہ فوراً اس پر قابو پالیتے اور اپنی غلطی کو سدھار کر اختلاف دور کر لیتے تھے۔ عصمتِ نبوی اور عدالت صحابہ کا تو یہی معجزہ ہے۔

Marfat.com

خاتمۂ کتابِ اختلاف

بشریت کے تقاضوں سے، تعلیم وتربیت کی کمی سے، تہذیب نفس کی خامی سے عہد نبوی میں اختلافات ہوئے۔ ان کا ہونا فطری بھی تھا اور ضروری بھی۔ فطری اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ سمیت تمام اہل ایمان فطرت آدم رکھتے تھے جس میں خطا و غلطی اور اختلاف کا خاصا بڑا حصہ ودیعت کیا گیا ہے جسے 'شر' کہتے ہیں۔ اسے ان کا خیر وتقویٰ دبا لیتا تھا۔ ضروری یوں کہ عہد نبوی کا معاشرہ، دین وشریعت بلکہ سارا نظام ایک کامل اسوہ اور آخری نمونہ بھی بننا تھا اور امت اسلامی اور عام بشری جہان کے لئے اختلاف وتضاد تصادم ونزاع اور مجادلہ ومقابلہ کی تعلیمات وہدایات بھی دینی تھیں۔ شر پر خیر کو، فجورِ نفس پر تقوائے نفس کو، بہیمیت پر ملکوتیت کو غالب کرنے کے انداز وطریق بھی سکھانے تھے۔ وجوہ وانواعِ اختلاف کا پتہ لگانے، ان کی تحلیل وتفہیم کرنے، ان کی وجہ سے فراست وحکمت کے ملکہ کو راسخ کرنے کے کام بھی بتائے جانے تھے تاکہ ان اختلافات کو دور کیا جاسکے جن کو دور کرنا ضروری تھا اور ان اختلافات کو انگیز کیا جاسکے جن کا برداشت کرنا لازمی ہے کیونکہ ان دونوں ہی صورتوں پر معاشرہ وسماج کی صحت برقرار رہتی ہے اور یہ صحت توازن، اعتدال اور سماجی انصاف کی وجہ سے برقرار رہتی ہے۔ اس طرح اختلافاتِ زحمت کو نابود کرنا اور اختلافاتِ رحمت کو قابل برداشت بنانا نبوی کام تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک صالح ترین معاشرہ، کامل ترین دین اور مفید ترین شریعت کا نظام قائم کیا جو اعتدال وتوازن، دینی عدل اور سماجی انصاف پر مبنی تھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے حقوق اس کے اور بندوں کے حقوق ان کے حوالے کرنے تھے، نہ حقوق اللہ میں کمی کرنی تھی اور نہ ان کے سبب حقوق العباد میں کمی بیشی کرنی تھی۔ اختلافات کی پیدائش اور ان کا ازالہ اور ان کا انگیز کیا جانا اور برقرار رہنا اسی دوطرفہ حقوق کی پاسداری میں ممکن تھا۔ رسول اکرم ﷺ کو عصمت نبوی نے خطا سے یا اس کے برقرار رہنے سے بچایا تھا اور صحابہ کرام کو صحبت نبوی کے شرف سے ملنے والے اور رضائے الٰہی کے سرچشمے سے ابلنے والے عنصر تے، جسے عدالت صحابہ کرام کہتے ہیں، غلطی اور خطا پر اصرار کرنے اور جمے رہنے سے محفوظ رکھا تھا۔ عہد نبوی کے اختلافات کا اصل منظر نامہ یہ ہے کہ انسان اپنی نادانی، غلطی، خطا، تقصیر اور افراط وتفریط پر نادم ہو اور سب کی بھلائی چاہے۔ اسی خیر کل اور بہبود عام کی فطرت نے تمام اختلافات کے باوجود ان کے دور کو خیر القرون اور امت اسلامی کو تنہا متفقہ امت بنائے رکھا تھا۔

Marfat.com

تعلیقات وحواشی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیقات وحواشی

(۱) سورہ بقرہ: ۲۵۳: تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجت (''یہ سب رسول، بڑائی دی ہم نے ان میں ایک کو ایک سے، کوئی ہے کہ کلام کیا اس سے اللہ نے، اور بلند کئے بعضوں کے درجے'' شاہ عبدالقادر دہلوی) نیز سورۂ انعام: ۸۶، اسراء: ۲۱، ۵۵، نمل: ۱۵ وغیرہ مختلف انسانوں کی فضیلت اور درجہ بندی کے لئے ملاحظہ ہوں: سورۂ نساء: ۳۲، ۳۴؛ ۹۵ وغیرہ۔

(۲) سورۂ احزاب: ۴۰ نیز سورۂ سبا: ۲۸ وغیرہ

نورمحمدی کی تخلیق پر ملاحظہ ہو: آیاتِ نور پر مفسرین و محدثین کی تفاسیر و کتبِ حدیث میں آراء و روایات نیز شاہ ولی اللہ دہلوی، التفہیمات الالٰہیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی اکیڈمی حیدرآباد سندھ ۱۹۶۷ء کی تفہیمات نور وحقیقت محمدیہ مثلاً ۱/۱۴۱ تفہیم ۱۔ اوغیرہ۔

صوفیہ کرام اسم اعظم، حقیقت محمدیہ اور نورمحمدی جیسے مختلف نام ایک ہی حقیقت کبریٰ کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

(۳) اختلاف بمعنی مخالفت منکرین حق: سورۂ بقرہ: ۲۱۳؛ آل عمران: ۱۹؛ مریم: ۳۷ وغیرہ متعدد آیات کریمہ ہیں۔ فطری اختلاف کے لئے ملاحظہ ہو: سورۂ نمل: ۹۲ وغیرہ۔ قرآن مجید میں اس اختلاف کے لئے لفظ اختلاف استعمال نہیں کیا گیا ہے، قرآن وحدیث میں بالعموم نزاع، تنازع جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جیسے سورۂ آل عمران: ۱۵۲؛ سورہ نساء: ۵۹؛ جن میں ''فان تنازعتم فی الامر/فان تنازعتم فی شئی'' بالترتیب ہیں۔ دوسری سورتیں ہیں: طٰہٰ: ۶۲؛ انفال: ۴۶ وغیرہ۔

(۴) سورۂ شوریٰ: ۱۰؛ اسوہ کاملہ کے لئے سورہ احزاب: ۲۱؛ الممتحنہ: ۴، ۶۔

(۵) اختلاف منافقین واہل کتاب سے اس بحث میں تعرض نہیں کیا گیا ہے کیونکہ وہ مخالفت حق کا معاملہ ہے۔ ہماری بحث اصولی طور سے اہل ایمان کے اختلاف فکر ونظر اور تنوع عمل وتعامل سے متعلق ہے۔

(۶) شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حجۃ اللہ البالغہ، مکتبہ سلفیہ لاہور غیر مورخہ؛ سعید احمد پالن پوری صاحب (حضرت

Marfat.com

سے میری ملاقات ہے۔ رحمۃ اللہ الواسعہ ان کی کتاب وشرح حجۃ اللہ البالغہ کا نام ہے۔ وہ مولانا مدظلہٗ کے لئے دعائیہ فقرہ نہیں ہے جیسا آپ سمجھے ہیں۔) مکتبہ حجاز دیوبند، ۲۰۰۰ء، ۲۰۰۴ء بالترتیب ۱/۱۴۰ آ، ومابعد، ۲/۵۷۶-۶۰۱ (آئندہ صرف حجۃ اللہ البالغہ اور رحمۃ اللہ الواسعہ)

(۷) حجۃ اللہ البالغہ/رحمۃ اللہ الواسعہ، ۲/۲۱، و مابعد، ومابعد: حضرت شاہؒ نے "الاقتصاد فی العمل" عمل میں میانہ روی پر بہت جامع اور مفید بحث کی ہے جو حکیمانہ بھی ہے۔ اس میں احادیث نبوی خاص کر بیان کی گئی ہیں جو میانہ روی کی اہمیت بتاتی ہیں۔

(۸) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب اذا اطول الامام ؛ مسلم، الجامع الصحیح کتاب الصلوٰۃ، باب القراء ۃ فی العبادات؛ ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، مکتبہ دارالسلام ریاض ۱۹۹۷ء، ۲/۲۴۹، ومابعد (آئندہ بخاری، مسلم اور فتح الباری)

احادیث۔ بخاری مع اطراف: ۷۰۰، ۷۰۵، ۷۱۱، ۶۱۰۶؛ بخاری/فتح الباری کے اگلے باب: باب تخفیف الامام فی القیام واتمام الرکوع والسجود، ۲/۲۵۶، ومابعد کی حدیث: ۷۰۲ میں ہے کہ ایک نمازی نے رسول اکرم ﷺ سے شکایت کی تھی کہ فلاں امام کی طویل نماز کی وجہ سے فجر میں شریک نہیں ہوتا، اس پر رسول اکرم ﷺ نے سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور ہدایت دی کہ جو شخص نماز پڑھائے وہ ہمیشہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ جماعت میں کمزور، بوڑھے اور ضرورتمند ہوتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان امام نماز کے بارے میں مختلف اقوال وشخصیات کا ذکر کیا ہے جو اتنا زیادہ ضروری نہیں جتنا یہ واقعہ کہ نمازیوں کو اپنے امام کی طویل نمازوں سے اختلاف ہوتا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے اس اختلاف کو قبول فرمایا تھا۔ بخاری/فتح الباری میں آگے بھی ایسے کئی اور ابواب ہیں۔

(۹) بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراء ۃ للامام و المأموم الخ حدیث: ۷۵۷، فتح الباری ۲/۳۰۶، ومابعد۔

(۱۰) مفصل بحث کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب خاکسار، شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی صوفیانہ شرح حدیث، شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت ۲۰۰۸ء۔

(۱۱) بخاری کتاب الایمان والنذور، مختلف ابواب، فتح الباری ۱۱/۶۶۹ وغیرہ میں متعدد دوسرے واقعات کا ذکر ہے جیسے مسئی الصلاۃ، رسول اکرم ﷺ کا سجدہ سہو، وغیرہ۔

Marfat.com

(۱۲) مسلم، کتاب الصلوة ، باب امر من نعس فی صلاته.

(۱۳) بخاری، کتاب الصلوٰة /ابواب التهجد، باب مایکره من التشدید؛ فتح الباری ۴۶/۳، ومابعد۔

(۱۴) بخاری، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم وغیرہ؛ کتاب فضائل القرآن، کتاب الادب، باب حق الضیف؛ مسلم، کتاب الصیام، احادیث بخاری: ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۸۰، وغیرہ میں اسی شدت پسندی پر نقد ہے نیز بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، فتح الباری، ۱۳۱/۹، ومابعد، مسلم، کتاب النکاح، مختلف ابواب۔

(۱۵) بخاری کتاب الجنائز، باب مایکره من الصلاة علی المنافقین الخ، حدیث :۱۳۶۶، ۴۶۷۱؛ فتح الباری ۲۹۰/۳، ومابعد۔

(۱۶) بخاری، کتاب الصلاة/ ابواب السهو: حدیث ۱۲۲۷، باب اذا سلم فی رکعتین، الخ، فتح الباری ۱۲۵/۳، ومابعد۔ باب اذا صلی خمساً، حدیث: ۱۲۲۶: میں ہے کہ آپ ﷺ نے سہو سے ظہر کی پانچ رکعات پڑھا دیں۔ صحابہ کرام کے استفسار پر سجدہ سہو کیا؛ فتح الباری، ۶۶۹/۱۱، ومابعد۔

(۱۷) بخاری، کتاب الطلاق، باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلک الطلاق، حدیث: ۵۲۵۲، وغیرہ، فتح الباری ۴۳۶/۹، ومابعد: نیز دوسری احادیث، بحث حافظ ابن حجر کافی مفصل ہے اور بعض دوسرے واقعات واختلافات کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸) سورۂ بقرہ: ۲۱۷، ۲۱۸، تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر کے مباحث۔

(۱۹) بخاری، کتاب المغازی، باب ذکر النبی ﷺ من یقتل ببدر، متعدد ابواب، نیز باب غزوہ تبوک وغیرہ، فتح الباری ۳۵۱/۷، ومابعد؛ سورہ انفال: ۵-۸: ان فریقا من المومنین لکرھون یجادلونک فی الحق بعد ماتبین کانمایساقون الی الموت وھم ینظرون O

(۲۰) مسلم کتاب الجهاد ، باب امداد الملائکة؛ بخاری، کتاب فرض الخمس، باب مامن النبی ﷺ علی الاساریٰ.

(۲۱) ابن اسحاق /ابن ہشام بحوالہ شبلی ۱/ ۳۱۸-۳۱۹، حضرت حبابؓ بن منذر کے حربی مشورے اور تجویزوں کو رسول اکرم ﷺ نے مختلف غزوات میں قبول کیا تھا۔

Marfat.com

(۲۲) بخاری، کتاب المغازی، متعدد ابواب؛ فتح الباری، ۷/۴۳۱ و مابعد۔

(۲۳) بخاری ر فتح الباری ۷/۴۳۶: حدیث: ۴۰۴۳ میں اس کی واضح تفصیل موجود ہے۔ بحث حافظ ابن حجر کے لئے مابعد صفحات؛ نیز سورہ آل عمران: ۱۲۱-۱۲۲، نساء: ۸۸، بخاری کتاب الجهاد، باب مایکرہ من التنازع فی الحرب.

(۲۴) سورہ آل عمران: ۱۵۲: ''حتی اذافشلتم وتنازعتم فی الامروعصیتم'' کی تفسیر میں مسلمانوں کے اختلاف وتنازع کا ذکر موجود ہے۔ ان میں جنگ سے فرار، تیرانداز، تیراندازوں کی نافرمانی وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔

فتح الباری، ۷/۴۷۱ بخاری؛ کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر وا للحد لعلة؟ حدیث: ۱۳۵۱؛ فتح الباری ۳/۲۷۳ و مابعد: حضرت جابرؓ نے اپنے شہید احد والد ماجد حضرت عبداللہؓ کے لاش کو چھ ماہ بعد قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا تھا کیوں کہ ان کے ساتھ ایک دوسرے صحابی کو بھی دفن کیا گیا تھا جو حضرت جابرؓ کو پسند نہیں آیا تھا۔

(۲۵) بخاری؛ کتاب المغازی، ابواب غزوہ خندق؛ فتح الباری ۷/۴۹۰ و مابعد: بالخصوص احادیث: ۴۰۹-۴۱۰ مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة الجهاد، ابن اسحاق ابن ہشام، السیرۃ النبویة، دار الفکر قاہرہ، غیر مورخہ ۳/۲۲۹ طبری، تاریخ الطبری، دار المعارف مصر ۱۹۶۱ء، ۲/۵۷۸: و مابعد شبلی، سیرۃ النبی ۱/۴۲۵ نے طبری کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور متعدد دوسروں نے بھی، الرحیق المختوم میں بلاحوالہ ہے۔ حضرت نعیم بن مسعود اشجعیؓ بقول ابن اسحاق بنوقریظہ کے ندیم تھے اسی لئے یہود کے معتمد تھے۔

(۲۶) بخاری، کتاب المغازی کا باب ہے: باب غزوة الحدیبیه الخ؛ فتح الباری ۷/۵۴۲، و مابعد؛ ابن سید الناس، عیون الاثر، ۲/۱۱۳: ''غزوة رسول اللہ ﷺ الحدیبیه''

(۲۷) جنگی تیاری کے ساتھ اسلامی لشکر کے آنے کا معاملہ اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب قریش مکہ نے اپنے سالار خیل (شہسوار دستہ کے افسر) خالد بن ولید مخزومیؓ کے زیر کمان ایک فوجی دستہ بھیجا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عباد بن بشر انصاریؓ اپنے ''خیل'' کے ساتھ اس کے مقابل صف آراء ہو گئے تھے اور جنگ کی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ بیعت رضوان سے قبل حضرت عثمانؓ کی مکہ سے عدم مراجعت کی بناپر حضرت عمرؓ نے جنگ وقتال کی تیاری کر لی تھی:

Marfat.com

حدیث بخاری: ۴۱۸۶؛ عیون الاثر ۱۱۴/۲ بحوالہ ابن ہشام وغیرہ۔ بعض معرکوں کا بھی ذکر ملتا ہے جن میں فریقین نے ایک دوسرے پر تیروں اور پتھروں سے حملہ کیا تھا۔ حدیث بخاری: ۴۱۷۸-۴۱۷۹ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے قریشی لشکر دیکھ کر مشاورت کی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے آگے بڑھنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ اگر قریش نے ہم کو بیت اللہ سے روکا تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔

(۲۸) فتح الباری ۵۵۹/۷-۵۶۰: بحوالہ مغازی عروہ بروایت ابوالاسود: فدعا عمر لیبعثه فقال: والله لا آمنهم علی نفسی ،فدعا عثمان فارسله"؛ ابن اسحاق/ابن ہشام، ۳۶۳/۳، ومابعد؛ عیون الاثر، ۱۱۶/۲، ومابعد میں زیادہ تفصیل ہے جو امام زہری کی روایت پر مبنی ہے۔

(۲۹) عیون الاثر، ۱۱۵/۲، ومابعد؛ ابن اسحاق/ابن ہشام، ۳۵۷/۳، ومابعد:
روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ثنیۃ المرار نامی مقام ومہبط حدیبیہ پر، جو مکہ کے زیریں علاقے میں تھا، اسلامی لشکر پہنچا اور وہاں ناقہ نبوی بیٹھ گئی۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ وہ خوفزدہ ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نہ گھبرائی اور نہ تھکی اور اس کے لئے یہ دونوں چیزیں ممکن یا لائق نہیں بلکہ اس کو اسی ذات عالی نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی والوں (اصحاب الفیل) کو روک دیا تھا؛ نیز حاشیہ: ۳۰ کے حوالے بالخصوص احادیث بخاری: ۲۷۳۱-۲۷۳۲، اور فتح الباری، ۴۰۳/۵، ومابعد۔

(۳۰) بخاری، مذکورہ بالا، احادیث: ۴۱۸۰-۴۱۸۱؛ فتح الباری، ۵۶۶/۷، ومابعد۔ واقعاتِ صلح حدیبیہ بہت تفصیل وبسط کے ساتھ کے لئے ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد؛ فتح الباری، ۴۰۳/۵، ومابعد: احادیث: ۲۷۳۱-۲۷۳۲؛ حضرت مروان بن حکم امویؓ و مسور بن مخرمہؓ نوفلی کے سند سے بہت مفصل ہیں اور ان میں بہت سے واقعاتِ اختلاف شامل ہیں۔ ابن ہشام نے بھی ان ہی دونوں حضرات کی احادیث نقل کی ہیں۔

(۳۱) مذکورہ بالا احادیث بخاری کی شرح عسقلانی: فتح الباری، ۴۰۳/۵-۴۲۸؛ ومابعد۔ اس میں حضرت ابوبصیر ثقفیؓ کے مکہ مکرمہ سے فرار، مدینہ آمد، ان کی سفراء قریش کے ساتھ مکہ واپسی، ایک سفیر قریش کے ان کے ہاتھوں قتل اور فیصلہ نبوی سے ان کے اختلاف اور سیف البحر نامی مقام پر ان کے قیام اور ان کے ساتھ ابوجندلؓ وغیرہ ستر سواروں وغیرہ کے اجتماع وسکونت وغیرہ کے واقعات بھی شامل ہیں جن میں بعض اختلافاتِ صحابہ کرام کا ذکر بہت نمایاں ہے، نیز ابن اسحاق/ابن ہشام ۷۲/۳، ومابعد۔

Marfat.com

(۳۲) مسلم، کتاب الحج؛ باب الترغیب فی سکنی المدینة، نیز بخاری، کتاب المغازی؛ باب غزوه ذوقرد.

(۳۳) بخاری، کتاب المغازی، غزوه خیبر؛ مختلف ابواب؛ فتح الباری، ۵۷۸/۷، ومابعد۔

(۳۴) بخاری، کتاب الجهاد؛ باب الجاسوس وغیره، کتاب المغازی؛ باب غزوه الفتح، فتح الباری، ۸/۸، ومابعد۔

(۳۵) بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی ﷺ الرایة یوم الفتح؛ فتح الباری ۸/۸ ومابعد؛ حدیث بخاری: ۴۲۸۰۔ ''الیوم یوم الملحمة، الیوم ... تستحل الکعبة ...فقال: کذب سعد...''

(۳۶) نیز بخاری، فتح مکہ اور فتح الباری کی متعلقہ بحث مذکورہ بالا حدیث بخاری۔

(۳۷) شوریٰ سے متعلق آیات کریمہ ملاحظہ ہوں جیسے سورہ شوریٰ: ۳۸، ''وامرهم شوریٰ بینهم'' سورہ آل عمران: ۵۹، ''وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله'' پر بحث مفسرین ملاحظہ ہو؛ شوریٰ نبوی پر بحث کے لئے ملاحظہ ہو: عہد نبوی تنظیم ریاست وحکومت، باب سوم: مشیران نبوی۔

(۳۸) حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ کی فوجی انتظامی تقرریوں کے لئے ملاحظہ ہو: عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، سوم وچہارم وغیرہ، اختلاف ونقد صحابہ کے لئے: بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ مناقب زیدبن حارثه؛ فتح الباری، ۱۱۰/۷، ومابعد: ''حدیث ۳۷۳۰: فطعن بعض الناس فی امارته فقال النبی ﷺ: ان تطعنوا فی امارته فقد کنتم تطعنون فی امارة ابیه من قبل، وایم الله ان کان لخلیقاً للامارة، وان کان لمن احب الناس الی وان هذا لمن احب الناس الی بعده''؛ متعدد اطراف حدیث۔

حافظ ابن حجر نے امام نسائی کی ایک حدیث حضرت عائشہ نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جس کسی فوج میں حضرت زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا اس میں ان ہی کو اس کا امیر بنایا۔ پھر نتیجہ نکالا ہے کہ اس حدیث میں مولیٰ کی امارت اور بڑوں (کبار) پر چھوٹوں (صغار) اور فاضل پر مفضول کی تولیت و سرداری کی اجازت ملتی ہے۔ کیونکہ اس جیش اسامہؓ میں حضرت ابوبکر وعمرؓ وغیرہ بھی شامل تھے۔ نیز: اسد الغابہ واصابہ میں ترجمہ حضرت زیدؓ وحضرت اسامہؓ۔

حضرت حافظ نے بہرحال ان دونوں مفضول صحابہ کرام اور موالی نبوی کی تقرری کی اصل وجہ سے

Marfat.com

بحث نہیں کی جس پر مفصل بحث تنظیم ریاست وحکومت میں کی جا چکی ہے اور اس کا اختلافی نکتہ آخری محاکے میں آئے گا۔

(۳۹) عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، باب چہارم بحث بر خلفاء ونواب نبوی و باب ششم بحث برائمہ نماز و موذن نیز بخاری؛ ابواب الاذان، احادیث الانبیاء، باب مقدم النبی ﷺ، باب هجرة الحبشه، مسلم: کتاب الصلوة ،باب جوازاذان الاعمیٰ وغیرہ۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر/ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ/ ابن اُم مکتومؓ بن ام مکتوم مسلمانوں کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ وہ صاحب مناقب صحابی تھے۔ نیز اسد الغابہ واصابہ میں ان کے سوانحی خاکے۔

(۴۰) عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت میں مختلف ابواب اور عہدوں اور منصبوں پر نوجوانوں کی تقرری کی حکمت نبوی پر بحث ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے خلافت و ملوکیت میں حضرت عثمانؓ پر جو الزامات تراشے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ان جیسے دوسرے علماء ومفکرین نے نبوی پالیسی اور اس کے خلافت شیخین اور بعد کے ادوار میں تسلسل کی حکمت و واقعیت دونوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

(۴۱) عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت کے ابواب سوم اور پنجم وغیرہ؛ نیز اسد الغابہ واصابہ میں صحابہ کرام کے تراجم وکتب سیرت کے واقعات؛ مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب امر الائمه بتخفيف الصلوة: حضرت عثمان بن العاص ثقفیؓ کے لئے۔

(۴۲) حضرت عبدالمطلبؓ بن ربیعہ بن حارث ہاشمی اور حضرت فضلؓ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کو ان کے والدوں نے خدمت میں بھیجا تھا کہ عمال صدقات مقرر کر دیں مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا: مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ترک استعمال آل النبی ﷺ علی الصدقة. یہ واقعہ متعدد ابواب میں آیا ہے۔

اس باب کے عنوان اور حدیث کے مضمون دونوں سے صرف ایک وجہ آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ رزکوۃ حلال نہیں ہے، بتائی گئی ہے۔ دوسری روایات میں ان کی عدم لیاقت کا بھی ذکر ملتا ہے۔

(۴۳) مسلم، کتاب الامارة ، باب کراهية الامارة بغير ضرورة.

(۴۴) مفصل بحث کے لئے عہد نبوی ﷺ میں تنظیم ریاست وحکومت کے مختلف ابواب اوران کی فصول۔

(۴۵) بخاری، ''کتاب المغازی ، باب بعث النبی ﷺ خالد الخ''؛ فتح الباری، ۸/۷۱، یہ سریہ بنی جذیمہ کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

(۴۶) مسلم، کتاب الجهاد، باب استحقاق القاتل سلب القتيل وغيره۔

(۴۷) مسلم، کتاب الجهاد، باب فتح مكه؛ ابن ہشام ۴/۲۶۔۲۷، ومابعد۔

(۴۸) بخاری، کتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب الی الیمن قبل حجة الوداع؛ فتح الباری ۸/۸۲-۸۸۔

(۴۹) مسلم، کتاب الفضائل؛ فضائل علیؓ.

(۵۰) بخاری، کتاب المغازی؛ باب غزوة تبوک، فتح الباری، ۸/۱۴۰، ومابعد؛ حدیث ۴۴۱۶: حضرت علیؓ کے ''استخلاف'' کے بارے میں خود ان کو احساس تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ کیا آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں پر اپنا خلیفہ بنارہے ہیں: أتخلفنی فی الصبیان والنساء؟...

حافظ ابن حجر نے حاکم کی ایک مرسل روایت حضرت عطا بن ابی رباحؒ نقل کی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا: اے علی! میرے اہل میں خلیفہ بن جاؤ...''یاعلی اخلفنی فی اهلی"...

(۵۱) نفس انسانی میں لالچ وطمع (شح) ودیعت کئے گئے ہیں تاکہ ابتلاء وامتحان میں ان کو میزان عمل بنایا جاسکے اور جو لوگ اپنے نفس کے لالچ سے بچالئے جاتے ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں۔اس کا ذکر تین آیات کریمہ میں ملتا ہے:

ا۔سورہ نساء : ۱۲۸ "واحضرت الانفس الشح"

۲۔سورہ حشر : ۹ "ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون"

۳۔سورہ تغابن : ۱۶ ''سورہ حشر:۹ کی مانند آیت ہے۔

(۵۲) قناعت وفقر پر کتاب الزهد کے ابواب وفصول کی حدیث ملاحظہ ہوں نیز آیات کریمہ بھی۔

(۵۳) مال، اموال وغیرہ سے متعلق آیات کریمہ میں بالعموم اس کو دنیاوی زینت اور باعث فساد کہا گیا ہے۔لیکن ان ہی میں وہ اموال جو خیر کے لئے استعمال ہوں اور زکوۃ وصدقہ کے باعث بنیں، ان کو باعث اجر بتایا گیا ہے۔

مال وجائداد کو ''خیر'' سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے سورہ بقرہ:۲۱۵ ''قل ماانفقتم من خیر فللوالدین والاقربین"؛ سورہ بقرہ :۲۷۲ "وماتنفقوا من خیر فلانفسکم الخ" اسی سورہ کی بعض اور

Marfat.com

آیات میں انفاقِ خیر کا ذکر ہے جیسے ۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴، اور ان سب سے مراد مال ہے۔

(۵۴) حضرت خالد بن ولید مخزومیؓ سے مقتول کے سلب کے بارے میں اختلاف کا ذکر اوپر بحوالہ مسلم وغیرہ میں آچکا ہے۔ نیز بخاری کتاب فرض الخمس، باب لم یخمس الاسلاب؛ کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ: و یوم حنین الخ؛ فتح الباری میں ان کے متعلقہ مباحث۔

(۵۵) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف؛ فتح الباری، ۵۸/۸ و مابعد؛ حدیث: ۴۳۲۸ اور اس کی شرح؛ کتاب فرض الخمس، باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفۃ، فتح الباری، ۳۰۰/۶، ومابعد؛ مسلم، کتاب الزکوۃ؛ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم...

بخاری، کتاب الجہاد، باب الشجاعۃ فی الحرب؛ فتح الباری، ۴۳/۶، ومابعد: حدیث ۲۸۲۱: اس میں بعض بدوی حضرات کے چادر گھسیٹنے اور تنگ کرنے کا ذکر ہے۔ حدیث ۳۱۳۸، میں عدل کرنے کا ذکر ہے۔ چادر گھسیٹنے کا ایک واقعہ مختلف احادیث میں آیا ہے: ۳۱۴۸-۳۱۴۹، اور اسی طرح عدل نبوی کا: ۳۱۵۰، اور اس کے سات اطراف ہیں۔

مال غنائم کی تقسیم بالخصوص مؤلفۃ القلوب کے درمیان ان کی تقسیم وعطا کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض کو دیا اور بعض کو نہیں دیا اور جن کو نہیں دیا ان میں سے کچھ لوگ خفا ہو گئے۔

قرآن مجید نے بھی اس کا ذکر سورہ توبہ: ۵۸، میں کیا ہے: "ومنھم من یلمزک فی الصدقت فان اعطوا منھا رضوا وان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون"۔

(۵۶) بخاری، کتاب العتق، باب اذا اُسِرَ اخو الرجل اوعمہ ھل یفادیٰ؛ فتح الباری، ۲۰۷/۵، ومابعد۔

(۵۷) بخاری، کتاب فرض الخمس، کتاب المغازی، باب شھود الملائکہ بدراً، کتاب البیوع، باب بیع الحطب؛ فتح الباری، ۲۳۵/۶، ومابعد: حدیث بخاری: ۳۰۹۱۔

(۵۸) بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ماکان النبی ﷺ یعطی المؤلفۃ قلوبھم...الخ؛ فتح الباری، ۳۰۰/۶، ومابعد بالخصوص حدیث: ۳۱۴۷ میں انصار سے خطاب کا مذکورہ بالا واقعہ ہے۔

حدیث: ۳۱۴۵ میں مال نہ پانے والے لوگوں سے بعض کے ناراض ہونے اور عتاب کرنے کا ذکر ہے۔ اسی میں حضرت عمرو بن تغلبؓ جیسے صحابی کا ذکر خیر بھی ہے جنھوں نے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر کہا تھا کہ کلمۂ نبوی ان کے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی مال سے زیادہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ میں جن کو نہیں دیتا ان کو زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔

(۵۹) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ حنین: باب قول اللہ تعالیٰ: ویوم حنین، فتح الباری ۸/۳۴-۴۴، حدیث: ۴۳۱۸-۴۳۱۹: میں ذکر ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اس فیصلے سے کہ بنو ہوازن کے تمام قیدیوں کو واپس کر دیا جائے سب لوگ خوشی خوشی تیار ہو گئے تھے۔

حضرت ابن حجرؒ عسقلانی نے اس پر بحث کرتے ہوئے موسیٰ بن عقبہ کی روایت کی بنا پر لکھا ہے کہ دو شیوخ تمیم وفزارہ حضرات اقرع بن حابس تمیمیؓ اور عیینہ بن حصن فزاریؓ نے اور شیخ بنوسلیم حضرت عباسؓ بن مرداس سلمی نے اپنے اور اپنی قوم کے حصہ میں پڑنے والے اسیروں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مؤخر الذکر بنوسلیم نے البتہ اپنے شیخ وسردار سے اختلاف کیا اور فرمان رسول اکرم ﷺ سے اتفاق کر کے اپنے حصہ کے قیدی آزاد کر دئے۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو شخص اپنے حصہ وحق اسیر کو آزاد نہیں کرنا چاہتا اس کو ہر انسان کے بدلے چھ اونٹ (فرائض) اوّلین ملنے والی فے سے دئے جائیں گے۔ اس پر تمام لوگوں نے قیدی عورتوں اور لڑکوں کو آزاد کر دیا تھا۔

(۶۰) بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علیٰ ان الخمس للامام الخ، (طویل ترین ترجمہ الباب ہے) حدیث: ۳۱۴۰؛ فتح الباری، ۶/۲۹۳، ومابعد؛ امام بخاری کی اس حدیث میں امام ابن اسحاقؒ کا ایک تشریحی قول بہت اہم ہے۔ اس حدیث کے دو اطراف بھی ہے۔

(۶۱) بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب؛ فتح الباری، ۷/۵۱۲، ومابعد: حدیث: ۴۱۲۰؛ مسلم، کتاب الجھاد، باب رد المھاجرین الی الانصار منائحھم نیز مقالہ خاکسار: حضرت ام ایمنؓ رسول اکرم ﷺ کی انا۔ معارف اعظم گڈھ فروری۔ مارچ ۲۰۰۳ء۔

(۶۲) بخاری، کتاب الاحکام، باب رزق الحکام، فتح الباری، ۱۳/۱۸۵، ومابعد، ترجمۃ الباب میں تنخواہ/رزق شحن کا حوالہ ہے؛ مسلم؛ کتاب الزکوۃ، باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسألۃ؛

احادیث بخاری: ۷۱۶۳-۷۱۶۴ اور ان پر بحثِ حافظ میں صحابہ کرام کے علاوہ تابعین کے اختلاف کا بھی ذکر ہے۔

(۶۳) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف؛ فتح الباری ۸/۵۸، ومابعد: حدیث ۴۳۲۸،

Marfat.com

اعرابی نے رسول اکرم ﷺ کے بشارت قبول کرنے کے فرمان پر سخت طعن کیا کہ آپ ﷺ نے بشارت تو بہت دے دی: قدا کثرت علی من "أبشر... الخ

(۶۴) قرآن مجید، سورہ توبہ: ۹۶-۹۸؛ نیز کتاب الزکوٰۃ، کتاب الاحکام، بخاری و مسلم میں بھی یہ بحث ہے۔

(۶۵) مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فی تقدیم الزکوۃ؛ بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللہ تعالیٰ: وفی الرقاب؛ فتح الباری، ۳/۴۱۷: حدیث: ۱۴۶۸، میں تفصیل ہے اور اس سے قبل، ۳/۳۹۳، میں حضرت خالدؓ کے ہتھیاروں پر عمدہ تبصرہ ہے: ان پر بحث حافظ کافی مفصل و مدلل ہے۔

(۶۶) بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب هل یشتری صدقته الخ؛ فتح الباری ۳/۴۴۳ و مابعد۔

(۶۷) بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین رسول اللہ ﷺ؛ فتح الباری، ۱۱/۶۳۷، ومابعد؛ مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم هدایا العمال، بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللہ تعالیٰ: والعملین علیها ومحاسبة المصدقین مع الامام؛ فتح الباری ۳/۴۶۰، ومابعد۔

(۶۸) ابن اسحاق/ابن ہشام، ۳/۳۴۰-۳۴۱، کا بیان ہے کہ بنو مصطلق کے اسلام لانے کے بعد ہی رسول اکرم ﷺ نے حضرت ولید بن عقبہؓ اموی کو ان کا عامل بنا کر بھیجا تھا لیکن دوسرے مورخین واہل سیر کا بیان ہے کہ ان کی تقرری فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔

(۶۹) غیر منصوص احکام وارشاد میں اختلاف جائز تھا بلکہ فطری بھی اس پر اصولی بحث محاکمہ میں آتی ہے۔

(۷۰) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۹۳۲ء، ۳/۵۹-۶۰، بحوالہ صحیحین، امام احمد، نسائی بیہقی، ابن ماجہ اور ابن اسحاق وغیرہ۔

(۷۱) مکی اسوۂ نبوی، القلم کراچی، ۲۰۰۸ء، ۱۷۰-۱۷۱، بحوالہ بلاذری، انساب الاشراف، قاہرہ ۱۹۵۹ء، ۱۳۷-۱۳۸، نیز ماقبل۔

(۷۲) بخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الصغار من الکبار، وغیرہ مختلف ابواب؛ فتح الباری، ۹/۱۳۸-۱۵۲، ومابعد، مفصل بحث کے لئے کتاب خاکسار: مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء، نئی دہلی، ۲۰۰۶ء، ۲۹۴-۲۹۸، ومابعد (آئندہ کتاب کا حوالہ صرف اسلامی احکام کے عنوان سے)

(۷۳) قرآن مجید، سورۂ احزاب: ۳۷-۴۰؛ مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب؛ بخاری، کتاب

Marfat.com

الاعتصام بالکتاب والسنة، باب وکان عرشه علی الماء وغیرہ مختلف کتب اور ابواب، فتح الباری ۶۶۵/۹، وغیرہ؛ مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دارصادر بیروت ۱۹۵۶ء، ۱۰۱/۸؛ حافظ ابن حجر عسقلانی اور بعض دوسرے محدثین وشارحین نے حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ کے نکاح کے فسخ کا الزام حضرت زینبؓ پر رکھا ہے اور یہی شبلی گرامی وغیرہ سیرت نگاروں نے کیا ہے۔ شبلی، ۴۴۱/۱-۴۴۵؛ مفصل بحث کے لئے: رسول اکرم ﷺ اور خواتین، نئی دہلی ۲۰۰۶ء، ۱۲۶-۱۲۸۔

(۷۴) فتح الباری، ۶۶۵/۸-۶۶۶ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ روایت مذکور ہے کہ حضرت زیدؓ سے ان کے نکاح کی تجویز نبوی ان کو شروع میں پسند نہ آئی تھی پھر وہ راضی ہوگئیں: "...فکرهت ذلک، ثم انها رضیت..." (بقول سدی)۔ حضرت زینبؓ کے گھر والوں کے اختلاف کا بھی ذکر بڑی صراحت سے ان روایات میں ملتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دور کرنے کے لئے خاصی محنت کرنی پڑی تھی۔

(۷۵) مذکورہ بالا حوالے۔ قرآن مجید نے رسول اکرم ﷺ کے خوف وخشیت کا خاص ذکر کیا ہے کہ جسے آپ ﷺ ظاہر کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں اور چھپانا چاہتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرکے رہے گا۔ اس میں انسانوں سے خشیت کرنے کا حوالہ صرف آپ ﷺ کی مصلحتِ امت اور اجتماعیت معاشرت بچانے کی خاطر تھا۔ خدانخواستہ آپ ﷺ کو انسانوں سے خوف تھا اور نہ خشیتِ الٰہی سے اجتناب۔ وہ صرف ایک تعبیر قرآنی ہے جو بشری تقاضے کو اجاگر کرتی ہے۔

(۷۶) بخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة، حدیث: ۵۲۸۳؛ فتح الباری، ۵۰۵/۹، ومابعد؛ بحث وتجزیہ کے لئے رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱۷۵-۱۷۶: فصل نکاح میں تخییر کا حق۔

(۷۷) بخاری، کتاب الفضائل، باب ذکر اصهار النبی ﷺ؛ کتاب النکاح، باب ذب الرجل عن ابنته فی الغیرة والانصاف؛ مسلم، باب فضائل فاطمة؛ فتح الباری، ۴۰۶/۹، ومابعد: حدیث بخاری: ۵۲۳۰۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب النکاح میں اس حدیث مذکورہ کی تشریح میں بہت سی تفصیلات دی ہیں اور متعدد روایات واحادیث دوسری کتب سے بھی نقل کی ہیں۔ ان میں شامل ہیں: روایت امام

Marfat.com

زہری، صحیح ابن حبان، حاکم وغیرہ۔
نکاح کا پیغام ابوجہل کے بھائی حضرت حارثؓ بن ہشام مخزومی کو دیا گیا تھا جو بنت ابی جہل کے چچا اور ولی تھے۔ انہوں نے پہلے حضرت فاطمہؓ پر اپنی بھتیجی کی شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا: ''لانزوجک علی فاطمة''. بنوہشام بن مغیرہ سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے۔ اس شرح مفصل میں اور بھی نکات ودقائق ہیں۔
حدیث:۳۷۲۹: ذکر اصہار النبی ﷺ کے باب میں بھی خاصی تفصیل ہے اور اس میں حسب ذیل اہم نکات ہیں:
۔حضرت ابوالعاص بن ربیع عبشیؓ داماد نبوی کی تعریف وتحسین۔ ان کے بارے میں سوانحی تفصیلات بھی ہیں۔
۔بنت ابی جہل کا نام جویریہؓ تھا۔ ان کے دو اور نام عوراء اور جمیلہ بھی بتائے جاتے ہیں لیکن یہ روایت مجروح ہے۔
۔حضرت عتاب بن اسید امویؓ نے ان سے شادی صرف رسول اکرم ﷺ کی رضا وراحت کے لئے کی تھی۔
۔حضرت جویریہؓ کے اور نام بھی دوسروں نے بتاتے ہیں لیکن سب سے مشہور جویریہؓ ہے۔
۔ابوجہل مخزومی کی اور بھی کئی بیٹیاں تھیں۔ ان میں ایک حضرت صفیہؓ حضرت سہیلؓ بن عمرو کی بیوی تھیں۔
۔یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔

(۷۸) مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ماقاله شرعاً ،دون ما ذکرہ ﷺ من معایش الدنیا، علی سبیل الرای حدیث (۶۱۲۸) ۱۴۱ (۲۳۶۳)... ان النبی ﷺ مر بقوم یلحقون فقال: لولم تفعلوا لصلح ...انتم اعلم بامر دنیا کم"

(۷۹) مسلم کتاب البر، باب من لعنه النبی ﷺ ولیس ھو اھلاً لذلک کان له زکاة.

(۸۰) مزاح نبوی پر متعدد مختصرات نگار نے ابواب باندھے ہیں۔ ان میں محب الدین طبری کی تلخیص/خلاصہ السیر ملاحظہ ہو؛ نیز بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط؛ فتح الباری ۱۰/۶۴۶ و ما بعد نیز کتاب الادب کے دوسرے ابواب بھی؛ شبلی ،۲/۳۹۷۔۳۹۸، فصل ''لطف طبع''

(۸۱) ایضاً

Marfat.com

(۸۲) ایضاً

(۸۳) شوریٰ/مشورہ پر آیات کریمہ کی تفسیر اور احادیث کی تشریح ملاحظہ ہو۔

(۸۴) یہ ایک اصولی بحث ہے جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی مگر یہاں یہ نکتہ قابل لحاظ ہے کہ اکثریت کے فیصلہ یا رسول اکرم ﷺ کے عزم وصلابت کے بعد مختلف آراء رکھنے والے صحابہ کرام اس سے اتفاق تو کر لیتے تھے کہ اجتماعیتِ امت اور اطاعتِ نبوی کا یہی تقاضا تھا لیکن وہ اپنی سوچی سمجھی آراء اور صحیح مشوروں کی حقانیت وصداقت کے اسی طرح قائل رہتے تھے۔

(۸۵) حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ بن معاذ کے بارے میں روایات ہیں کہ ان کو اپنی رائے ومشورہ کی ''اصلحیت'' پر اصرار تھا اور اس کے بعد میں حکم الٰہی وآیات قرآنی سے بھی تائید ہو گئی تھی۔

(۸۶) حجاب کے بارے میں یہ دراصل دو نقطہ نظر کا معاملہ ہے: حضرت عمرؓ سخت موقف اور بے لچک حکم کے قائل تھے اور رسول اکرم ﷺ اپنے نرم ولطیف مزاج کے سبب نرمی کے قائل تھے۔ ان پر بحث بعد میں آتی ہے۔

(۸۷) موسیقی اور غناء کی بحث کے لئے ملاحظہ ہو: عہد نبوی کا تمدن، باب موسیقی۔ بخاری اور دیگر کتب حدیث میں ان کے بارے میں جو روایات آتی ہیں وہ ایسے ہی دو لچکدار اور بے لچک موقف اور رویے کا اظہار کرتی ہیں۔

(۸۸) عہد نبوی کا تمدن باب زیورات، فصل خواتیم؛ بحوالہ بخاری، کتاب اللباس، باب خواتیم الذهب، فتح الباری، ۱۰/۳۸۸-۳۹۰ میں صحابہ کرام کے استعمالی طلائی خواتیم کا ذکر بہت مفصل ہے۔

(۸۹) عہد نبوی کا تمدن؛ باب وفصل ریشمی ملبوسات، بحوالہ بخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر مايجوز منه وغیرہ ابواب؛ فتح الباری، ۱۰/۳۵۰، ومابعد۔

(۹۰) مذکورہ بالا۔

(۹۱) مذکورہ بالا۔

(۹۲) رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کرام کے سوالات کرنے کے بارے میں متعدد روایات واحادیث کتب حدیث میں ملتی ہیں۔ ان میں ایک نکتہ یہ ضرور ابھارا جاتا ہے کہ صحابہ کرام سوالات بہت کم کرتے تھے اور ان کی تعداد بھی بسا اوقات بتائی جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ سترہ سوالات تک محدود تھی۔ دراصل یہ اکابر صحابہ کرام کے احتیاط وحزم کا معاملہ ہے ورنہ تمام سوالاتِ صحابہ کرام کو ان

Marfat.com

ہی روایات و احادیث سے جمع کیا جائے تو ان کی تعداد ایک کتاب کا موضوع بن سکتی ہے۔ البتہ سوالات کی نوعیت اور سوال کرنے والوں کی نفسیات اور ان کے طبقات کا معاملہ دوسرا ہے اور دلچسپ بھی ہے۔

(۹۳) بخاری، کتاب الصلوۃ / کتاب مواقیت الصلوٰۃ؛ فتح الباری، ۲۹/۲: حدیث ۵۴۰، باب وقت الظہر عندالزوال؛ مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیر صلی اللہ علیہ وسلم.

(۹۴) بخاری، کتاب الایمان، باب اذالم یکن الاسلام الخ، فتح الباری، ۱۰۸/۱، حدیث: ۲۷: کتاب الزکوٰۃ، باب لایسئلون الناس الحافاً، فتح الباری، ۴۲۹/۳، ومابعد۔

(۹۵) بخاری، کتاب الطلاق، باب (بلا عنوان) بعد باب ایلاء؛ ترجمۃ الباب میں حکم المفقود فی اهله و ماله ہے جوعنوان باب سے ہے۔ فتح الباری ۵۳۱/۹ ومابعد:

سوالات کی نوعیت پر بحث ایک خاص مقالہ کی متقاضی ہے۔ مثلاً ایک سفر کے دوران ایک اعرابی نے جنت کے قریب کرنے والا عمل پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا کہ عبادت الہٰی کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو، اور شرک نہ کرو؛ مسلم، کتاب الایمان؛ فتح الباری، ۳۵۵/۸۔ عورتوں نے خاص عورتوں کے لئے وعظ وارشاد کی مجلس لگانے کی درخواست کی تھی: مسلم کتاب البر والصلة؛ بخاری، کتاب العلم وغیرہ۔

(۹۶) صحابہ کرام کے بلاطلب مشوروں کا مقصد مختلف تھا: اول دین اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرخواہی ان سے مطلوب ہوتی تھی۔

دوم امت اسلامی کی عظیم تر مصلحت/مصالح کا خیال صحابہ کرام کو ان کو دینے کے لئے ابھارتا اور آمادہ کرتا تھا۔

سوم کسی فوری یا مستقل وجہ اور حکمت، جو خیال صحابہ میں آجاتی تھی، وہ بلاطلب مشورہ دینے پر اکساتی تھی۔

(۹۷) مسلم، کتاب الایمان، باب من لقی اللہ بالایمان.

(۹۸) قرآن مجید، سورۂ حشر: ۵، "ماقطعتم من لينة اوتركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفٰسقين"، بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث، بنی النضیر، فتح الباری، ۴۱۱/۷-۴۱۲، ومابعد۔

(۹۹) مسلم، کتاب الایمان، باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک.

Marfat.com

(۱۰۰) بخاری، کتاب النکاح باب اتخاذ السراری الخ، باب البناء فی السفر وغیرہ ابواب، فتح الباری، ۲۷۹/۹-۱۵۸، ومابعد؛ کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر؛ فتح الباری، ۵۹۷/۷، ومابعد حدیث: ۴۲۱۱؛ مسلم، کتاب البیوع، مختلف ابواب،
اصل واقعہ وشرح غزوۂ خیبر میں ہے۔ سات باندیوں کے عوض حضرت صفیہؓ کے خریدنے کا ذکر صرف مسلم میں ہے۔ حضرت صفیہؓ سے نکاح نبوی کی تفصیلات دوسری کتب بخاری اور ان کے ابواب میں بھی ہیں جو نئی معلومات دیتی ہیں۔

(۱۰۱) بخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الثیبات الخ؛ فتح الباری، ۱۵۲/۹ و ما بعد نیز دیگر ابواب بخاری۔ بالخصوص حدیث: ۵۱۰۱ اور اس کے چار اطراف اور حدیث پر بحثِ حافظ۔

(۱۰۲) بخاری، کتاب النکاح، باب عرض المرأۃ نفسها علی الرجل الصالح؛ فتح الباری، ۲۱۸/۹، ومابعد: حدیث: ۵۱۲۰-۵۱۲۱، یہ دونوں احادیث دو مختلف صحابہ کرام۔ حضرت انسؓ بن مالک اور سہل بن سعدؓ۔ سے مروی ہیں اور وہ دونوں انہیں الگ الگ واقعات بتاتے ہیں۔

(۱۰۳) بخاری، کتاب الاستیذان، باب آیۃ الحجاب؛ فتح الباری، ۲۸/۱۱، ومابعد، بخاری کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب؛ فتح الباری، ۶۵۶/۸، مسلم کتاب السلام۔

(۱۰۴) بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ؛ فتح الباری، ۳۲۴/۷، ومابعد بالخصوص حدیث: ۳۹۲۹، اور اس کی شرح ابن حجرؒ۔

(۱۰۵) ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی کراهیة التمادح؛ نیز دیگر کتب حدیث میں کتاب الادب کے متعلقہ ابواب۔

(۱۰۶) بخاری، کتاب الحدود، باب مایکرہ من لعن شارب الخمر؛ فتح الباری، ۹۲/۱۲، ومابعد۔

(۱۰۷) بخاری، کتاب الحدود، باب المحاربین من اهل الکفر، وباب الرجم فی المصلیٰ؛ فتح الباری، ۱۳۳/۱۲، اور ۱۵۸، ومابعد، مسلم، کتاب الحدود۔

(۱۰۸) بخاری، کتاب الصلوۃ، باب المساجد فی البیوت وغیرہ؛ فتح الباری، ۶۷۲/۱، ومابعد؛ مسلم، باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة بعذر۔

(۱۰۹) تعداد ازواج سے متعلق تمام قرآنی آیات کریمہ کا تنقیدی تجزیہ اور مجموعی مطالعہ بتاتا ہے کہ یک زوجگی یعنی صرف ایک بیوی ایک وقت میں رکھنا اسلامی قانون بھی ہے اور سماجی استحسان بھی۔ اسی کی

Marfat.com

اصولی حیثیت بھی ہے۔ ایک سے زیادہ بیویاں۔ دو تین اور چار تک۔ بیک وقت نکاح میں لانے کا معاملہ صرف اجازت ہے۔ وہ ضرورت سے بھی مشروط ہے اور عدل وانصاف سے بھی لیکن متاخرین نے بالخصوص تعدد ازواج کو اجازت درعایت سے زیادہ قانونی حق شوہر بنادیا ہے۔ یہ بحث تفصیل طلب ہے جس کا یہاں موقعہ نہیں، بطور دلیل واستشہاد یہ کہا جاسکتا ہے کہ عہد نبوی میں بعض ناگزیر ضرورتوں کی صورت میں ایک سے زیادہ بیوی کی اجازت صرف مجبوری کا معاملہ تھا۔ حضرت فاطمہؓ پر سوت لانا اسی وجہ سے ناپسندیدہ ٹھہرا تھا۔

(۱۱۰) ازواج مطہرات پر ملاحظہ ہو: کتب سیرت وحدیث کے ابواب متعلقہ نیز مندرجہ ذیل احادیث وواقعات: شبلی، ۲/۲۰۲-۴۲۱؛ سید سلیمان ندویؒ، سیرۃ عائشہ، باب: سوکنوں کے ساتھ برتاؤ، ۵۴-۶۸۔

(۱۱۱) اس موضوع پر ایک کامل تحقیقی مقالے کی ضرورت ہے جس میں باہمی تعلقات ازواج کا ان کے سماجی تناظر میں مطالعہ کیا جائے۔

(۱۱۲) بخاری، کتاب الھبة ،باب اھدیٰ الی صاحبه، وتحری بعض نسائه دون بعض؛ فتح الباری؛ ۵/۲۵۳، ومابعد حدیث: ۲۵۸۱، بالخصوص، سید سلیمان ندویؒ، سیرۃ عائشہ مذکورہ بالا۔

حدیث بخاری: ۲۵۸۱، خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے اور ان کے اپنے بیان کے مطابق ازواج نبوی دو ٹولیوں میں تھیں: ایک حزب میں عائشہ، حفصہؓ صفیہؓ اور سودہؓ تھیں اور دوسرے حزب میں ام سلمہؓ اور دوسری تمام ازواج نبوی تھیں: ''ان نساء رسول اللہ ﷺ کن حزبین: فحزب فیه عائشة وحفصة وصفیة وسودة، والحزب الآخر ام سلمةؓ وسائر نساء رسول اللہ ﷺ ...''

سید سلیمان ندویؒ نے ان دو ٹولیوں کا حوالہ ضرور دیا ہے مگر ان کی تفصیل وتشریح نہیں دی، انہوں نے بخاری کی کتاب الهدایا کا نام اپنے ماخذ کے بطور لکھا ہے۔ ہمارے سامنے جو نسخہ بخاری/فتح الباری ہے اس میں کتاب الہبۃ ہے۔

فتح الباری، ۵/۲۵۳، میں حزب پر بحث کم ہے؛ ۹/۴۶۷، ومابعد میں حافظ موصوف نے ازواج مطہرات کے دو حزبوں کا ذکر واقعہ مغافیر وشہد کے ضمن میں بھی کیا ہے۔ ان کی بحث اس نکتہ پر ہے کہ ''صاحبة العسل'' کون زوجہ تھیں، کتب سیرت میں حضرت ام سلمہؓ کا بھی نام آتا ہے۔

سوتیا چاہ کے حوالے سے ازواج مطہرات کے دو ٹولیوں میں منقسم ہونے کا معاملہ بھی محدود ہوجاتا

Marfat.com

ہے کہ صرف حضرت عائشہؓ کے خلاف دوسرا محاذ تھا۔ خود حضرت عائشہؓ کا محاذ اور اس کی شریکات سوتیا چاہ کے معاملے میں حضرت عائشہؓ کی حریف بن گئی تھیں اور حضرت عائشہ بھی ان سے رشک کرتی تھیں۔

(۱۱۳) بخاری، کتاب الهبة، باب وحدیث مذکورہ بالا؛ مسلم كتاب الفضائل، فضل عائشة؛ فتح الباری مذکورہ بالا۔

یہ تمام نکات اس حدیث بخاری: ۲۵۸۱، سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی اس کے حوالے ہیں۔ اس حدیث کا سارا محور یہ حدیث واقعہ ہے کہ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کے پاس کھانے کے ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ جس دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری ہوتی اس دن صحابہ کرام کے ہدایائے طعام کی جھڑی لگ جاتی تھی اور دوسری ازواج کی باری/باریوں پر وہ معمول کے ہدایا ہوتے تھے۔ دوسری ازواج خاص کر دوسری ٹولی کی ازواج کو اس پر شکایت ہوتی تھی۔ انہوں نے دو مطالبات کئے کہ صحابہ کرام کو ہدایت فرمائیں کہ ہر زوجہ مطہرہ کی باری پر برابر ہدایا بھیجا کریں اور دوسرے یہ کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ کو ترجیح نہ دیا کریں کہ وہی بنائے فساد ہے۔ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی حضرت عائشہ سے خاص محبت وتعلق خاطر کی وجہ سے ہی تو ایسا کرتے تھے۔ حدیث میں یہ جملہ بھی دلچسپ ہے کہ کسی صحابی کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت گرامی میں ہدیہ بھیجنا ہوتا تو وہ اس کو روکے رکھتے اور حضرت عائشہؓ کی باری پر بھیجتے۔ دوسری ازواج کے لئے اس میں اور بھی باعث ملال تھا۔

ازواج مطہرات کے دوحزبوں (ٹولیوں) کے سماجی اسباب ووجوہ کا کچھ ذکر تو اسی حدیث میں بھی ہے اور دوسری احادیث میں بھی مگر ان کا ایک تحقیقی سماجی مطالعہ ضروری ہے۔

پھر ایک اور دلچسپ زاویہ وجہت مطالعہ یہ بھی ہے کہ خود حضرت عائشہ کی ٹولی کی دوسری ازواج۔ حفصہؓ صفیہؓ اور سودہؓ کی باریوں کے دن بھی ہدایا کی وہ کثرت نہیں ہوتی تھی لہٰذا ان کو شکوی تھا کہ نہیں، یا اپنی سرداری کی بنا پر وہ قبول تھا۔

حضرت سودہؓ کے بارے میں سید سلیمان ندویؒ نے بھی لکھ دیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو اپنی باری اس لئے دے دی تھی۔ ''دو چار برس کے بعد جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو ان کو خیال ہوا کہ شاید آنحضرت ﷺ ان کو طلاق دے دیں اور وہ شرف صحبت سے محروم ہو جائیں''۔ اس بنا پر انہوں نے

Marfat.com

اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔ سید ندویؒ کا یہ خیال صحیح نہیں: نہ حضرت سودہؓ بوڑھی ہوگئی تھیں (اور یہ خیال کہ دو چار برس بعد بوڑھی ہوگئیں بہت دلچسپ ہے) اور نہ ہی ان کو طلاق کے بعد صحبت کے شرف سے محرومی کا خدشہ تھا۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی محبت عائشہؓ کی خاطر ان کو اپنی باری دے دی تھی۔ یہ اپنے محبوب رسول ﷺ کی محبت کی خاطر ایثار کا معاملہ تھا۔ ملاحظہ ہو مضمون خاکسار: ''حضرت سودہؓ کے باری ہبہ کرنے کا مقصد۔ احادیث و روایات کا تجزیہ''، مطالعات، نئی دہلی، ۲۰۰۸ء

رسول اکرم ﷺ کے طلاق دینے کے واقعہ یا خدشہ پر بھی ایک تحقیقی کام کی ضرورت ہے کیوں کہ رسول اکرم ﷺ کسی زوجہ کو بعد مصاحبت طلاق نہیں دے سکتے تھے۔

اس ضمن میں دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متحدہ محاذ میں سے حضرت صفیہؓ اور حضرت حفصہؓ کے اختلافات محبت کا ذکر ملتا ہے اور ان کا حوالہ و بحث آگے آتی ہے اور حدیث مغافیر/شہد میں حضرت سودہؓ بھی شامل تھیں۔

(۱۱۴) مذکورہ حدیث بخاری و شرح الباری: عہد نبوی کا تمدن، باب ہدایائے طعام۔

(۱۱۵) سورہ تحریم: ۱-۲، اور ان کی شرح مفسرین؛ بخاری، ''کتاب التفسیر، سورۃ التحریم، کتاب الطلاق، باب : لم تحرم ما احل اللہ لک'' حدیث: ۵۲۶۷-۵۲۶۸؛ فتح الباری، ۹/۴۶۴، وما بعد: بحث حافظ بہت مفصل و مدلل ہے۔ واقعہ مغافیر میں اس طرح دو الگ الگ اختلافات کا ذکر ملتا ہے: ۱- حضرت زینبؓ بنت جحش کے خلاف اتحاد عائشہؓ و حفصہؓ۔ ۲- حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے خلاف اتحاد حضرت عائشہؓ، سودہؓ و صفیہؓ۔ ان میں پانچ رچار ازواج مطہرات شامل تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دونوں واقعات کی سرخیل اور اصل ذہن تھیں۔ ان کی ذہانت و فطانت کا ذکر ان کے تعلیم کردہ مکالمات میں بھی ملتا ہے۔

(۱۱۶) مذکورہ بالا کے علاوہ تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں اس کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

سید سلیمان ندویؒ، سیرۃ عائشہ، ۸۷، وما بعد؛ تحریم، ایلاء اور تخییر کے عنوان سے بحث کی ہے اور مفسرین کے بعض بیانات و تعبیرات پر نقد کیا ہے؛ نیز شبلی ،۱/۵۴۷، وما بعد۔

(۱۱۷) مذکورہ بالا بالخصوص صحیح مسلم، باب الایلاء؛ بخاری، کتاب المظالم، باب الایلاء؛ فتح الباری، ۹/۳۷۲، وما بعد نیز بخاری، کتاب النکاح، باب ہجرۃ النبی ﷺ، مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان

Marfat.com

ان تخیرامرأته ... دوسرے ابواب حدیث: ۵۲۰۲-۵۲۰۳، وغیرہ میں مفصل بحث ہے نیز احادیث بخاری: ۵۲۶۲-۵۲۶۳ وغیرہ، فتح الباری، ۹/۴۵۵، ومابعد۔

بخاری، کتاب المظالم، باب الغرفة والعلبة المشرفة، حدیث: ۲۴۶۸، بروایت حضرت عمرؓ بہت مفصل ہے۔ اس میں واقعہ ایلاء کے علاوہ مکی/قریشی اور مدنی/ انصاری سماجی مزاج کے فرق کا بھی ذکر ہے بالخصوص عورتوں کے ساتھ حسن سلوک پر۔

(۱۱۸) بخاری، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف النساء، سیرۃ عائشہ، ۵۸-۵۹؛ فتح الباری ۴/۳۴۹، ومابعد: حدیث ۲۰۳۳، اس حدیث میں بعض دلچسپ اور اہم نکات ہیں: ۱-حضرت عائشہ نے اپنے اور رسول اکرم ﷺ کے لئے صحن مسجد میں خیمہ (خباء) لگایا، ۲-حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اپنا خیمہ لگانے کی اجازت مانگی جو مل گئی، ۳-اس کو دیکھ کر حضرت زینبؓ بنت جحش نے اپنا خیمہ لگالیا۔ رسول اکرم ﷺ نے تبصرہ فرمایا: البر ترون بهن؟ اس نیکی کے ذریعہ کیا دکھاوا ہے!

(۱۱۹) بخاری، کتاب الاذان، باب حدالمريض ان يشهدالجماعة، باب اهل العلم والفضل احق بالامامه وغیرہ ابواب وکتب مسلم، کتاب الصلوة، باب استخلاف الامام.

(۱۲۰) بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ؛ فتح الباری، ۸/۱۶۲ و مابعد؛ کتاب الطب، باب اللدود؛ فتح الباری، ۱۰/۲۰۵؛ مسلم، کتاب السلام۔

(۱۲۱) بخاری، کتاب الفضائل، فضائل خديجة، مسلم، فضائل خديجة، بخاری، تزويج النبی ﷺ خديجة وفضلها؛ فتح الباری، ۷/۱۶۶، ومابعد: حضرت عائشہؓ کا جملہ ہے: "ماغرت على امرأة للنبي ﷺ......الخ"

(۱۲۲) بخاری، کتاب المظالم، باب اذا كسر قصعة او شيئاً لغيره؛ فتح الباری، ۵/۱۵۴، ومابعد۔ سید سلیمان ندویؒ، سیرۃ عائشہ، ۶۲-۶۳، بالخصوص موخرالذکر کے حاشیہ: ۱-میں ان تمام روایات واحادیث پر جو اس مسئلہ سے متعلق آئی ہیں مختصر اور جامع بحث کی ہے اور ان میں ازواج مطہرات کے اسماء گرامی وغیرہ کی تصریحات بھی ہیں جیسے ابوداؤد کتاب البيوع، نسائی كتاب عشرة النساء، باب الغيره، مسند احمد بن حنبل، جلد ۶، معجم طبرانی؛ ابن اسحاق وغیرہ۔

(۱۲۳) مذکورہ بالا بالخصوص بحثِ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔

(۱۲۴) عہد نبوی کا تمدن، ہدایائے طعام نیز مذکورہ بالا حواشی؛ بخاری، کتاب الاطعمة اور کتاب الهبة

Marfat.com

کے مختلف ابواب۔

(۱۲۵) ابن سعد الطبقات الکبریٰ دار صادر بیروت، ۱۹۵۸ء، ۱۲۶/۸؛ سیرۃ عائشہ، ۶۲، ابن سعد ہشتم: ۱۲۰-۱۲۹، تک حضرت صفیہ کا ذکر ہے۔ دراصل ابن سعد، ۵۲/۸، و مابعد ازواج مطہرات کے بارے میں واقعات واختلافات کا ایک جامع مرقع ہے، سید سلیمان ندویؒ کا بھی وہ ایک اہم ترین ماخذ ہے۔

(۱۲۶) سیرۃ عائشہ، ۶۰، بحوالہ مسند احمد بن حنبل، ۹۵/۶۔

(۱۲۷) بخاری، کتاب الھبۃ بحوالہ سیرۃ عائشہ ۶۳، (صحیح بخاری، کتاب الہدایا کا حوالہ ہے)

(۱۲۸) سیرۃ عائشہ، ۵۹، بحوالہ مسلم، باب القسم بین الزوجات.

(۱۲۹) بخاری، کتاب النکاح، باب القرعة بین النساء اذا اراد سفراً؛ فتح الباری، ۳۸۵/۹، و مابعد، حدیث: ۵۲۱۱، مسلم، باب فضل عائشة.

اس واقعہ کا آخری حصہ بہت دلچسپ ہے۔ پڑاؤ پر جب حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے پاس نہ پایا تو اپنے پیروں پر اذخر نامی گھاس ڈالی اور اپنے لئے بددعاء کی: اے میرے رب! کسی بچھویا سانپ کو مجھ پر مسلط کر دے تا کہ وہ مجھے کاٹ لے۔ میں رسول اکرم ﷺ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی کیوں کہ وہ تیرے رسول ہیں: ''رب سلط علی عقرباً او حیة تلدغنی ولا استطیع ان اقول له شیئاً'' رسول ہونے والا جملہ صرف مسلم میں ہے جس کا ذکر حافظ ابن حجرؒ نے اپنی شرح میں کیا ہے۔

(۱۳۰) بخاری حدیث: ۲۵۹۳ میں حضرت سودہؓ کے باری ہبہ کرنے کا مقصد و بیان حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبان میں یہ ہے: ان سودة بنت زمعة وھبت یومھا ولیلتھا لعائشة زوج النبی ﷺ تبتغی بذالک رضا رسول الله ﷺ'' اس حدیث کتاب الھبة، باب الھبه لغیر زوجھا الخ کے مزید سترہ اطراف ہیں یعنی امام بخاری نے اس کو اٹھارہ مقامات پر مختلف کتب وابواب میں بیان کیا ہے اور ان کے قاعدے واصول کے مطابق وہ اٹھارہ احادیث نبوی ہیں جن کا تجزیہ راقم کے مذکورہ بالا مقالہ میں کیا گیا ہے۔

(۱۳۱) سید سلیمان ندویؒ، سیرۃ عائشہؓ، ۵۵-۵۶ میں ان تمام سوکنوں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے روابط واختلافات کا جامع تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے بعض غلط روایات پر نقد بھی کیا ہے۔

(۱۳۲) صحابہ کرام کے رسول اکرم ﷺ سے اختلافات کا اوّلین مبحث ہی ان تمام گوناگوں انواع واقسام کو

Marfat.com

ظاہر کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب وہ رسول اکرم ﷺ سے مختلف معاملات پر بحث ومباحثہ اور اختلاف کر سکتے تھے تو آپس میں ان کا اختلاف ہر میدان حیات میں بالکل فطری تھا۔ اس پر اور اس کی وجوہ پر بحث محاکمہ میں آئے گی۔

(۱۳۳) شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حجۃ اللہ البالغہ، ۱/۱۴۰، وما بعد، تتمہ: باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين في الفروع جو بعد میں حضرت شاہ صاحب کے مشہور رسالہ کتاب "غاية الانصاف في بيان اسباب الاختلاف" کا متن وبنیاد بنا یہی ان کے رسالہ/کتاب کا نام ہے جو ''الانصاف'' کے عنوان سے زیادہ مشہور ہے۔ ملاحظہ ہو مقالہ خاکسار: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا رسالہ غایۃ الانصاف، تحقیقات اسلامی، علی گڈھ، اپریل۔ جون، ۲۰۰۵ء۔

(۱۳۴) صحابہ کرام کے سیاسی اختلافات پر تمام قدیم وجدید تاریخی کتابوں میں ابواب کے ابواب ہیں اور وہ روایات واحادیث کے صحیح تجزیے کی بنیاد بنے ہیں۔ قدیم مورخین ومحدثین اور ان کے شارحین تو روایات مجردہ بیان کرتے چلے جاتے تھے۔ ان میں باہمی امتزاج وتجزیہ اور تاریخی تناظر کا فقدان ہوتا تھا۔ ان کی بنا پر جدید مورخین نے اپنے مزعومات وخیالات کے مطابق ان اختلافات کا جائزہ لیا ہے اور صحیح تجزیہ نہیں کیا ہے۔

(۱۳۵) شاہ صاحبؒ نے اس تتمہ مذکورہ بالا میں صحابہ کرام کے اختلافات کی وجوہ اور ان کے زمانے سے بحث کی ہے جو جزوی طور پر ہی صحیح ہے۔ دوسرے نقطہ نظر کے لئے ملاحظہ ہو خاکسار کی کتاب: سنتوں کا تنوع: ہر سنت نبوی افضل ہے، علی گڈھ، ۲۰۰۷ء۔

(۱۳۶) امام ابن تیمیہؒ نے، مقدمه في اصول التفسير میں اختلاف کی دو اقسام۔ اختلاف تنوع اور اختلافِ تضاد۔ بتائی ہیں اور تفسیر میں اقوال وآراء مفسرین وتابعین میں اس کا اطلاق کر کے بتایا ہے کہ بیشتر اختلافات اختلافِ تنوع ہیں اور بہت کم اختلافاتِ تضاد ہیں اور زبان عرب، لغت اور قرآن مجید سے اس کی مثالیں دی ہیں۔

(۱۳۷) تفاسیر طبری وابن کثیر وغیرہ میں ان الفاظ وتراکیبِ قرآنی کے مقامات اور مفسرین کی بحثیں۔

(۱۳۸) مفصل بحث کے لئے مقالہ خاکسار: تخلیق انسانی کی غرض وغایت، تحقیقات اسلامی علی گڈھ، جنوری۔ مارچ، ۱۹۹۳ء۔

(۱۳۹) تفسیر ابن کثیر میں متعلقہ آیات کریمہ کی تفسیر۔

Marfat.com

(۱۴۰) تفسیر ابن کثیر، سورہ عبس۔

(۱۴۱) فاطر اور خالق پر بحث ابن تیمیہ اور فاطر السموات والارض پر بحث وروایات ابن کثیر۔

(۱۴۲) تفسیر ابن کثیر، سورۂ بقرہ: ۳۱۔

(۱۴۳) تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ: ۲۸۴-۲۸۶۔

(۱۴۴) مفصل بحث کے لئے: سنتوں کا تنوع: ہر سنت نبوی افضل ہے۔

(۱۴۵) بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعة احرف؛ فتح الباری، ۹/۳۰، ومابعد: متعدد احادیث مسلم، کتاب الصلوة، باب بیان ان القرآن علی سبعة احرف، ابن حجرؒ کی بحث سبعة احرف بہت مفصل اور تحقیقی بھی ہے۔ مفصل مباحث کے لئے مقالات خاکسار ملاحظہ ہوں۔

– انزل القرآن علی سبعة احرف، دراسات دینیہ، دینیات فیکلٹی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، ۱۹۹۰-۱۹۹۱ء؛

– کیا مصحف عثمانی صرف ایک قراءت پر مشتمل ہے؟ الصفاء نئی دہلی، مارچ، ۲۰۰۵ء؛

– مصاحف عثمانی کی ترتیب وتدوین، تحقیقات اسلامی علی گڈھ، جنوری-مارچ، ۲۰۰۴ء۔

(۱۴۶) مذکورہ کتب وابواب بخاری ومسلم نیز مقالات۔

(۱۴۷) مذکورہ بالا؛ تفاسیر طبری وغیرہ میں ان الفاظ وکلمات پر بحث۔

(۱۴۸) قرآن مجید کی مختلف قراءت کے باب میں یہ غلط فہمی عام ہے جسے بعض طبقات نے نادانستہ اور بعض نے دانستہ پھیلایا ہے۔ خاص کر مستشرقین نے۔ لفظ قرآنی یا مصحف عثمانی کی رسم واملاء کے خلاف جو لفظ یا کلمہ بھی قراءت دیگر بتایا جاتا ہے وہ دراصل تفسیری کلمہ ولفظ ہوتا ہے جسے صحابہ کرام اپنے مصاحف پر لکھ لیتے تھے یا تلاوت کے وقت زبان سے ادا کرتے تھے۔ مسلم اہل علم نے بھی غلطی سے اس کو دوسری قراءت تسلیم کرلیا ہے۔

(۱۴۹) حروف سبعہ پر بعض مقالات کے مؤلفین نے اس کا ذکر کیا ہے۔ سیوطی کی اتقان میں اس پر بحث ملاحظہ ہو نیز زرکشی کی برہان میں بھی۔

(۱۵۰) بخاری، مذکورہ بالا۔

(۱۵۱) مسلم، کتاب الصلوٰة، باب القرآن انزل الخ۔

Marfat.com

(۱۵۲) مصحفِ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہذلی میں ستر سورتوں کا لکھا جانا اس بنا پر نہیں تھا کہ وہ قرآن مجید میں صرف ستر سورتیں سمجھتے تھے بلکہ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ان ستر سورتوں کو رسول اکرم علیہ السلام سے براہِ راست پڑھ کر لکھا تھا، یہی وجہ ان کے مصحف میں معوذتین کے نہ لکھنے کی بھی تھی۔ بقیہ سورتوں کو انہوں نے دوسرے صحابہ کرام سے پڑھا اور اخذ کیا تھا۔ یہ حقیقت مخفی رہ جانے کے سبب بعض اہل علم نے افسانے تراش لئے ہیں۔ نیز بخاری، کتاب المغازی، باب قدوم الاشعریین؛ فتح الباری، ۱۲۱/۸، ومابعد؛ بخاری کتاب فضائل القرآن، باب تالیف القرآن؛ فتح الباری، ۴۹/۹، ومابعد بھی اس باب میں بہت عمدہ مواد فراہم کرتے ہیں۔

(۱۵۳) بخاری، کتاب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی علیہ السلام؛ فتح الباری، ۵۸/۹، ومابعد وغیرہ دیگر ابواب؛ حضرت نہیک بن سنانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے آیت کریمہ: ''من ماء غیر اسن'' کے بارے میں پوچھا کہ وہ اسی طرح ہے یا ''من ماء غیر یاسن'' ہے؟ حضرت ابن مسعود نے اس کا جواب نہیں دیا بلکہ الزامی سوال کر لیا کہ کیا تم نے سارا قرآن پڑھ اور سمجھ لیا ہے؟'' حضرت موصوف نے ان کو سمجھ کر اور دل میں بٹھا کر قرآن پڑھنے کا مشورہ دیا۔ بہر حال اس روایت سے یہ تو واضح ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کی ایک اور قراءت بھی موجود تھی۔

(۱۵۴) بخاری، کتاب العلم وغیرہ متعدد کتب وابواب؛ مسلم کتاب الوصیة، باب ترک الوصیة، مختلف کتب حدیث وتاریخ پر مشتمل مفصل بحث خاکسار ملاحظہ ہو: ''حدیث قرطاس کا تنقیدی مطالعہ'' (زیر طبع)

(۱۵۵) بخاری، کتاب الصوم، باب من اقسم علی اخیه لیفطر فی التطوع الخ؛ فتح الباری، ۲۶۶/۴، ومابعد؛ حدیث: ۱۹۶۸، اس حدیث بخاری کا دوسرا طرف ہے: ۶۱۳۹۔

(۱۵۶) مذکورہ بالا؛ نیز مقالہ خاکسار: متن قرآن کریم۔ تشریح وتفسیر، علوم القرآن علی گڈھ، جنوری- جون، ۱۹۹۳ء۔

(۱۵۷) تفسیر طبری، مذکورہ بالا نیز تفسیر ابن کثیر واحکام القرآن بصاص وقرطبی میں روایات واحادیث اور اقوالِ فقہاء۔

(۱۵۸) تفسیر سورۂ بقرہ، آیت کریمہ۔

(۱۵۹) تفسیر سورہ کہف، بخاری، کتاب التفسیر؛ طبری وابن کثیر۔

Marfat.com

(۱۶۰) نماز قصر کی آیات کریمہ پر کتب تفسیر وحدیث کی متعلقہ مباحث وروایات، نیز مسلم، کتاب الصلوۃ، باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ۔

(۱۶۱) بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجه الی بنی قریظة الخ؛ فتح الباری، ۷/۵۰۸-۵۱۲؛ نیز سنتوں کا تنوع۔

(۱۶۲) سیرۃ عائشہ، ۲۹۹، (۱-۲۰)

(۱۶۳) حجۃ اللہ البالغہ کا تتمہ قسم اول: غایۃ الانصاف کا متن، ۱/۱۴۱، ومابعد۔

(۱۶۴) مذکورہ بالا؛ نیز سعید احمد پالن پوری، رحمۃ اللہ الواسعہ، مکتبہ حجاز دیوبند ۲۰۰۲ء ۲/۵۷۶-۶۰۱؛ کتاب خاکسار: مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء اور سنتوں کا تنوع۔

(۱۶۵) مفصل بحث کے لئے: اسلامی احکام کا ارتقاء، ابواب نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ۔

(۱۶۶) مسلم کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفی عنها؛ بخاری کتاب الطلاق، باب واولٰت الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن:" الطلاق ۴؛ فتح الباری، ۹/۵۸۱، ومابعد؛ حدیث: ۵۳۱۸-۵۳۲۰، شرح حافظ ابن حجر بہت مفصل ہے اور وہ صحابہ کرام کے اختلاف کو واضح کرتی ہے۔

(۱۶۷) مفصل بحث کے لئے: سنتوں کا تنوع۔

(۱۶۸) حجۃ اللہ البالغہ کی قسم دوم کے تمام ابواب بالخصوص فقہی ابواب میں ان فروعی اختلافات کا ذکر وحوالہ ملتا ہے جسے سنتوں کا تنوع میں اجاگر کر دیا گیا ہے۔

(۱۶۹) مذکورہ بالا۔

(۱۷۰) اگلے تمام اختلافات سنن کتاب "سنتوں کے تنوع" سے ماخوذ ہیں اور ان میں تمام مآخذ ومصادر کے حوالے ہیں جیسے بخاری/فتح الباری، کتاب الوضو/الغسل وغیرہ، کتاب الاذان، کتاب الصلوۃ، مختلف ابواب، صلوۃ اللیل/التراویح، الجمعۃ، کتاب الیدین، کتاب الجنائز، ابواب سجود السهو، تلاوۃ القرآن، کتاب الزکوۃ کے مختلف ابواب، کتاب الصوم/صیام عاشوراء وغیرہ، کتاب الحج والعمرہ (ارکان اسلام کے لئے) کتاب الایمان، کتاب العلم وغیرہ کے ابواب وغیرہ۔

(۱۷۱) سماجی معاملات میں اختلافات صحابہ کرام بنیادی طور سے خاکسار کی کتاب ضخیم "عہد نبوی کا تمدن"

Marfat.com

سے ماخوذ ہیں۔ ان میں تمام مآخذ ومصادر کا ذکر کیا گیا ہے جیسے: سنن طعام وشروب کے لئے: کتاب الاطعمہ، کتاب الاشربہ، فتح الباری کے متعلقہ مباحث۔

لباس کے اختلافات: بخاری/مسلم، کتاب اللباس کے ابواب اور فتح الباری کے مباحث بالخصوص قدر جائز پر بحث؛ کتاب الجنائز میں کفن کے مباحث یعنی چادروں/ برد وغیرہ پر رنگ کی بحث، اسبال ازار پر احادیث اور ان پر بحث حافظ ابن حجر بہت قیمتی ہے جو توازن کا اظہار کرتی ہے۔

اسی کتاب اللباس میں زیورات، خواتیم کے ابواب ومباحث ہیں۔ حضرت خباب بن ارت کی خاتم کا ذکر کتاب مناقب الانصار، باب قدوم الاشعریین میں ہے۔

(۱۷۲) اس باب نکاح وطلاق کے بیشتر مباحث اور ان کی تشریحات خاکسار کی ایک اور کتاب: رسول اکرم ﷺ اور خواتین۔ ایک سماجی مطالعہ نئی دہلی، ۲۰۰۶ء پر مبنی اور اسی سے مستعار ہیں۔

(۱۷۳) بخاری کتاب النکاح، مختلف ابواب: احادیث: ۵۱۳۸؛ فتح الباری ۲۴۳/۹-۲۶۹، ومابعد؛ نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، دارقطنی وغیرہ کے مباحث فسخ نکاح رطلاق؛ ابن سعد، ابن اثیر/اسد الغابہ، ابن حجر کی اصابہ میں صحابیات مذکورہ کے تراجم وسوانح۔

(۱۷۴) مذکورہ بالا: اس میں عورتوں اور باندیوں کو بلوغ اور آزادی پر تخییر کا حق بھی دیا گیا تھا جو ایک اور جہت اختلاف کو بتاتا ہے جیسے حضرت بریرہؓ کا اپنے شوہر حضرت مغیثؓ سے نکاح فسخ کرنا وغیرہ: حدیث بخاری: ۵۰۹۷-۵۲۷۹، ۵۲۸۳؛ وغیرہ، فتح الباری ۵۰۵/۹-۵۰۷-۵۲۷۷، واقعہ حضرت بریرہؓ متعدد کتب وابواب بخاری میں آیا ہے۔

(۱۷۵) بخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع، حدیث: ۵۲۷۳؛ فتح الباری ۴۸۹/۹، ومابعد؛ ابن سعد ۳۸۲/۸: رسول اکرم ﷺ اور خواتین کا باب۔

(۱۷۶) بخاری، کتاب النکاح، باب لانکاح الا بولی؛ فتح الباری ۲۲۸/۹، ومابعد؛ کتاب الطلاق، باب وبعولتهن احق بردهن فی العدة؛ فتح الباری ۵۹۷/۹، ومابعد: حدیث: ۵۳۳۰-۵۳۳۱۔

(۱۷۷) بخاری، کتاب المغازی، باب بعد باب شهود الملائكة فی غزوة بدر؛ فتح الباری ۳۹۵/۷، ومابعد: حدیث: ۴۰۰۵۔

Marfat.com

(۱۷۸) رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱۸۱، ومابعد، بخاری، کتاب الصوم، باب من اقسم علی اخیه: حدیث: ۹۶۸؛ فتح الباری، ۲۶۶/۴-۲۷۱، وغیرہ دوسری کتب وابواب۔

(۱۷۹) مذکورہ بالا، حدیث بخاری: ۶۱۳۴؛ فتح الباری، ۶۵۲/۱۰۔

(۱۸۰) مذکورہ بالا۔

(۱۸۱) مذکورہ بالا کتاب کی فصل: نان نفقہ کی شکایات؛ عورتوں کا حق خرید وفروخت اور کسب معاش؛ بخاری، کتاب المظالم؛ باب قصاص المظلوم...الخ؛ فتح الباری، ۱۳۳/۵-۱۳۴؛ ابن سعد، تراجم صحابیات؛ اسد الغابہ، ۴۹۴/۵، وغیرہ نیز ۴۶۳-۴۶۴۔

(۱۸۲) بخاری، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لانفقة لها وغیرہ؛ فتح الباری ۵۹۵/۹ ومابعد؛ رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱۸۳-۱۸۵، ومابعد۔

(۱۸۳) مذکورہ بالا؛ تفسیر ابن کثیر، ۳۱۸/۴-۳۲۲؛ ابن سعد، ۳۷۷/۸-۳۸۰؛ بخاری، کتاب الطلاق، باب الظهار...الخ وغیرہ؛ فتح الباری، ۵۳۵/۹، ومابعد۔

(۱۸۴) عہد نبوی میں سماجی مزاج کے اختلاف پر ایک آزاد تحقیقی کام کی ضرورت ہے جو مؤرخین اور ماہرین سماجیات کر سکتے ہیں۔ مقدمہ ابن خلدون اور کتب سیرت وحدیث میں اس کے رہنما خطوط مل سکتے ہیں۔ یہ ایک اہم سماجی ومعاشرتی مطالعہ ہوگا۔ مثلاً ملاحظہ ہو: رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱۷۸ ومابعد؛ بخاری، کتاب المظالم، باب الغرفة، حدیث: ۲۶۸، کا بیانِ حضرت عمرؓ بہت اہم ہے:
وكنامعشر قريش نغلب النساء فلما قدمنا على الانصار اذهم قوم تغلبهم نساؤهم، فطفق نساؤنا ياخذن من ادب نساء الانصار. فَصِحْتُ علىٰ امرأتي، فراجعتني... فأنكرت ان تراجعني فقالت :ولم تنكران اراجعك ؟فوالله ان ازواج النبي ﷺ ليراجعنه... فتح الباری، ۱۴۴/۵-۱۴۵، (حدیث ایلاء)۔ حافظ ابن حجر نے اس سماجی مزاج کے تفاوت پر کچھ نہیں لکھا اور نہ ہی کسی دوسری شرح حدیث میں یہ بحث گذری، نیز ملاحظہ ہو فتح الباری، ۱۴۴/۵، ومابعد؛ نیز مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخیر امرأة ... باب الایلاء وغیرہ۔

(۱۸۵) مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لانفقة؛ ابن سعد، ۲۷۳/۸، ومابعد، اسد الغابہ، ۱۶۲/۵-۱۶۳: حضرت ابوجہمؓ کے بارے میں تبصرہ نبوی تھا کہ وہ اپنے کاندھے سے ڈنڈا ہی نہیں اتارتے۔

Marfat.com

(۱۸۶) حاشیہ: ۱۸۴، کے حوالے اور بحث۔

(۱۸۷) ابن اثیر، اسد الغابہ، ۱/۱۲۵-۱۵۶، مفصل بحث معہ حوالوں کے: رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱۷۹، ومابعد؛ کتاب خاکسار میں مختلف خواتین کی مار پیٹ کے واقعات مذکور ہیں۔ وہ زبانی اور عملی دونوں اختلافات کے مظاہر ہیں۔

(۱۸۸) حدیث بخاری: ۵۲۳۷، کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوائجهن؛ فتح الباری، ۹/۴۱۸-۴۱۹؛ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۳/۲۲؛ وحی حدیث: ۵۸-۵۹۔

(۱۸۹) بخاری، کتاب الجمعہ؛ نیز مذکورہ بالا کتاب کا متعلقہ حصہ: بخاری کی حدیث میں ہے کہ کسی نے ان کی بیوی سے کہا تم کیوں گھر سے نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمرؓ اسے پسند نہیں کرتے، انہیں غیرت آتی ہے، بیوی نے فرمایا: انہیں مجھے منع کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا حکم روکتا ہے کہ اللہ کی بندیوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ سماجی تقریبات وغیرہ میں خواتین عصر کی شرکت کے لئے ملاحظہ ہو: رسول اکرم ﷺ اور خواتین کی زیارتوں پر مختلف ابواب۔

(۱۹۰) مذکورہ کتب وابواب بخاری اور ان کی احادیث جن کا اوپر ذکر آچکا نیز حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے نان نفقہ پر بحث۔

(۱۹۱) بخاری، کتاب الأدب، باب التبسم والضحک، حدیث، ۶۰۸۵؛ فتح الباری، ۱۰/۶۱۸-۶۲۲، رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۴۶، اور دوسرے واقعات خواتین۔

(۱۹۲) بخاری، کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاهلیه.

(۱۹۳) مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ.

(۱۹۴) مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة المممالیک.

(۱۹۵) مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة المممالیک.

(۱۹۶) مذکورہ بالا۔

(۱۹۷) مسلم، کتاب الزکوۃ.

(۱۹۸) بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وکتابة الشروط؛ فتح الباری، ۵/۴۰۳، ومابعد: حدیث: ۲۷۳۱-۲۷۳۲: صلح حدیبیہ کے بارے میں طویل و مفصل ترین احادیث جو حضرات مسورؓ بن مخرمہ اور مروان بن حکم اموی ؒ کی مشترکہ سند پر

Marfat.com

مروی ہیں اور روایت و درایت دونوں کے لحاظ سے اہم ہیں۔ حضرات عمرؓ ابوبکرؓ صدیق کے مکالمات: ۴۰۶-۴۰۷، پر ہیں۔

(۱۹۹) امیر سریہ کی تقرری پر شیخینؓ کا اختلاف حضرت بشیرؓ بن سعد پر ہوا تھا: کتب سیرت؛ بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحجرات: ۴، ان الذین ینادونک من وراء ،الحجرات ...الخ؛ فتح الباری، ۵۳/۸، ۵۷، ومابعد، حدیث: ۴۸۴۷۔

(۲۰۰) بخاری، کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر، حدیث: ۳۶۶۱؛ فتح الباری، ۲۳/۷، ومابعد۔

(۲۰۱) بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت؛ باب فضل ابی بکر، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ؛ فتح الباری کے مختلف مجلدات بالخصوص، ۲۵/۷، ومابعد: احادیث: ۳۶۶۷-۳۶۷۰: موخر دو احادیث میں دونوں خطبات کی معنویت کا بیان ہے؛ مقالہ خاکسار: وفات نبوی پر خطبۂ فاروقی کی معنویت، معارف اعظم گڈھ، جون ۲۰۰۷ء۔

(۲۰۲) امت اسلامی کے لئے ان اختلافات اور ان کے وجوہ اور ان کے حل سب میں ایک کامل اسوہ و نمونہ ہے، کیونکہ گھریلو اختلافات اسی نوع کے ہر گھر میں ابھرتے ہیں اور عموماً سربراہ خاندان کے سر ان کا سارا الزام دھر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ صورت حال دوسری ہوتی ہے۔ بحث محاکمہ میں آتی ہے۔

(۲۰۳) بخاری، کتاب الصلوٰۃ، ابواب مواقیت الصلوٰۃ، باب السمر مع الاھل، باب علامات النبوۃ؛ فتح الباری متعلقہ کتب بخاری کے مطابق؛ مسلم، باب اکرام الضیف۔

اس حدیث میں خاص کر اور حضرت عمرؓ سے اختلاف سے متعلق احادیث میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کی صلابت مزاج یا سختی کا ذکر ملتا ہے، جو ان کی فطرت وشخصیت کے دوسرے پہلو کو اجاگر کرتا ہے کیوں کہ عام طور پر ان کو ایسا نرم مزاج دکھایا جاتا ہے جس کے ڈانڈے کمزوری اور بزدلی سے جا ملتے ہیں، صوفی اصطلاح میں اس کو مقام فنا سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

(۲۰۴) کتب حدیث، بخاری ومسلم وغیرہ میں کتاب الطلاق میں ابواب لعان وظہار وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

(۲۰۵) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور؛ فتح الباری، ۵۶۹/۸، ومابعد: احادیث، ۴۷۴۵-۴۷۴۷؛ مسلم، کتاب اللعان؛ بخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان وغیرہ متعدد ابواب؛ فتح الباری، ۵۴۲/۹، ومابعد، ۵۷۴، مفصل بحث ابن حجر واحادیث کے ابواب لعان ہیں۔

حضرت ہلالؓ بن امیہ کے واقعہ میں بھی اور حضرت عویمرؓ کے واقعہ میں بھی رسول اکرم ﷺ نے ان

Marfat.com

کی بیویوں کی ہونے والی اولاد کی بعض نشانیاں بتائیں جو حضرات ہلالؓ وعویمرؓ کے سچے اور ان کی بیویوں کے گناہگار ہونے کی علامات بھی ہوں گی۔ اور سچ مچ وہ نشانیاں اور صفات ان بچوں میں پائی گئی تھیں۔ حضرت عویمرؓ کی زوجہ کی اولاد ان کی اہلیہ کی طرف منسوب کی جاتی تھی اور شاید یہی زوجہ ہلالؓ کی اولاد کا معاملہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے موخر الذکر کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر کتاب اللہ کا فیصلہ نہ ہوگیا ہوتا تو میری اور اس عورت کی شان کچھ اور ہوتی۔ حافظ موصوف نے اور ان کے امامِ متن بخاری نے اس موضوع پر اور بھی ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن میں اولاد غیر کی اور علامات غیر لئے ہوئے پیدا ہوئی تھی۔

لیکن ایک واقعہ ایسا بھی ہے جس میں ایک صحابی کے سیاہ فام فرزند کو ان کا فرزند قرار دے کر ان کی تشفی کی تھی اور وہ حضرت حذافہؓ کا واقعہ تھا۔

(۲۰۶) مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ.

(۲۰۷) بخاری، كتاب الفضائل، مناقب علیؓ؛ فتح الباری، ۷/۹۰، ومابعد: حدیث: ۳۷۰۳؛ مسلم، فضائل علی- حافظ ابن حجر نے اپنی شرح حدیث میں ابوتراب کے لقب وخطاب کے بارے میں ابن اسحاق، امام احمد، طبرانی، ابن عساکر کی مختلف روایات دی ہیں جن میں اس لقب وخطاب کے وجوہ اور اسباب مختلف ہیں۔

(۲۰۸) بخاری، كتاب المغازی، باب عمرة القضاء، فتح الباری؛ ۷/۶۲۵، ومابعد: حدیث: ۴۲۵۱۔

(۲۰۹) بخاری، كتاب الغسل، باب التسترفی الغسل، كتاب الصلوة، باب الصلوة فی الثوب الواحد؛ مسلم، كتاب الحيض.

(۲۱۰) بخاری، كتاب الهبة، باب هدية مايكره لبسها؛ فتح الباری ،۵/۲۸۱، ومابعد: حدیث: ۲۶۱۳؛ عہد نبوی کا تمدن: مکانات کے پردے۔

(۲۱۱) عہد نبوی کا تمدن: مکانات کی فصل: بلندوبالا مکانات بحوالہ ابوداؤد، كتاب الادب، باب فی البناء؛ ابن ماجہ، كتاب الزهد، باب البناء والخراب وغیرہ۔

(۲۱۲) بخاری، كتاب الهبة، باب قبول هدية الصيد، باب من استوهب من اصحابه شيئاً؛ كتاب المغازی، كتاب الذبائح، كتاب الاطعمه میں بھی یہ واقعہ مختلف انداز سے آیا ہے؛ فتح الباری، ۵/۲۴۹، ومابعد: حدیث: ۲۵۷۲، وغیرہ

Marfat.com

(۲۱۳) بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل الفاتحة/ فاتحة الکتاب؛ فتح الباری، ۶۸/۹، و مابعد نیز، ۵۷۱/۴؛ نیز کتاب الطب، و کتاب الاجارہ کے ابواب بخاری؛ مسلم، کتاب السلام۔ اس سوال پر کہ کتاب اللہ پر اجرت لی جاسکتی ہے یا لی گئی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے کہ اس پر اجرت لی جائے۔ یہ کتاب الاجارہ، باب مایعطی فی الرقیة علی احیاء العرب بفاتحة الکتاب کے ترجمہ الباب میں حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث کا بیان ہے: احق ما اخذتم علیه اجراً کتاب الله. امام شعبیؒ کا اس کے بعد قول ہے کہ معلم شرط نہ کرے اور جو کچھ اسے دیا جائے وہ قبول کر لے۔ "لایشترط المعلم الاان یعطی شیئاً فلیقبله"۔ اس کے علاوہ حضرت حکم، حسن بصری و ابن سیرین کے اقوال وتائیدات ہیں: حدیث: ۲۲۷۶، واقعہ سے متعلق ہے اور اس کے تین اطراف ہیں۔ ۵۰۰۷-۵۷۳۶-۵۷۴۹، اس پر بحث حافظ بہت مفصل وقیمتی ہے۔ اقوال علماء وتابعین ان کے فکر وخیال پر مبنی ہیں جن سے اختلاف کیا جاسکتا ہے جیسے امام شعبیؒ کے، اُن کا یہ خیال کہ معلم پہلے سے اجرت نہ طے کرے اب زیادہ صحیح نہیں ہے۔ اس کا شاہد امام ومؤذن وغیرہ کو تنخواہ کا قاعدۂ فاروقی ہے، نیز پہلے مقرر کر لینا باعث اطمینان بھی ہے اور باعث رفع اختلاف بھی۔

(۲۱۴) مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل الانصار، باب فی معجزات النبی ﷺ

(۲۱۵) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، فتح الباری، ۵۳۸/۷، ومابعد: حدیث: ۴۱۴۱، بسند حضرت عائشہ، مسلم، کتاب التوبه، باب حدیث الافک، بہت طویل ومفصل حدیث ہے جس میں متعدد واقعات اختلاف کا ذکر ملتا ہے، اسی طرح ان کے حل اور ان کے اصول کا۔

(۲۱۶) اصلاً یہ اختلاف اور قومی وقبائلی عصبیت کا واقعہ حضرت جہجاہ بن مسعود غفاریؓ اور حضرت سنانؓ بن وبر جہنی حلیف بنی عوف/خزرج کے درمیان پیش آیا تھا۔ جہنی نے پہلے معشر الانصار کو پکارا تو حضرت جہجاہؓ نے معشر المہاجرین کو۔ اس پر عبداللہ ابی ابن سلول کو غصہ آ گیا تھا۔ شبلی، ۴۱۴/۱، وغیرہ بحوالہ بخاری، بخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ "یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن" حدیث: ۴۹۰۷، اس میں رسول اکرم ﷺ کے صلح صفائی کرانے کا ذکر ہے، ابن ہشام، ۳۳۴/۳ و مابعد؛ حضرت جہجاہؓ بن مسعود غفاری اجیر حضرت عمرؓ تھے۔ حدیث بخاری میں دو تین مزید نکات قابل لحاظ ہیں: ایک بقول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے وقت مدینہ میں انصار زیادہ

Marfat.com

اکثریت میں تھے پھر بعد میں مہاجرین کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ دوسرے یہ کہ اس قبائلی عصبیت کے واقعہ کے معاملہ اور انصار کی کثرت کے کم ہونے کے سبب عبداللہ بن ابی راس المنافقین نے کہا کہ یہ سارا کیا دھرا تو تمہارا ہے، تم نے ہی تو ان لوگوں کو بلا کر اپنے گھر میں بسایا ہے۔ بہر حال ہم مدینہ پہنچ کر زیادہ معزز (اعز) لوگ اس سے ذلیل (اذل) کم لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔ تیسرے حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی گردن مارنے کی اجازت مانگی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی کہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب ہی کو قتل کرتے ہیں۔

(۲۱۷) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المائدۃ: ۴ وغیرہ؛ فتح الباری، ۸/۳۵۰ و ما بعد؛ مسلم، باب فضائل سعد؛ کتاب الاشربۃ

(۲۱۸) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک وغیرہ کا حوالہ مذکورہ بالا :۲۱۶۔

(۲۱۹) مفصل بحث کے لئے: رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱-۶۰ کے چار ابواب۔

(۲۲۰) مذکورہ بالا، ۱۶۶، مسلم، کتاب السلام۔

(۲۲۱) مفصل بحث کے لئے عہد نبوی کا تمدن: باب تفریحات: موسیقی وغنا کا مبحث: حضرت عائشہ صدیقہ کی گڑیوں کے لئے: بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس، اہل حبشہ کے حربی کھیل: بخاری، باب حسن المعاشرہ۔

(۲۲۲) پیشہ ور گانے والی عورتوں کے طبقات (قینات/قینۃ) کے بارے میں ملاحظہ ہو: رسول اکرم ﷺ اور خواتین، ۱۵۳-۱۵۴، بحوالہ بلاذری، ۱/۲۹۰، ۳۱۲-۳۶۱ وغیرہ، واقدی، ۸۶۰، وغیرہ اسد الغابہ، ۱/۲۳۵، وغیرہ متعدد معاملات نیز بخاری، کتاب العیدین، باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین، فتح الباری، ۲/۶۱۱، ومابعد: حدیث: ۹۸۷-۹۸۸: عام موسیقی اور غنا کے بارے میں عہد نبوی کا تمدن، باب موسیقی ملاحظہ ہو۔ مآخذ مبحث ہیں: بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ بدر، کتاب النکاح، باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ، فتح الباری، ۹/۲۵۳-۲۵۵، ومابعد،

مسند احمد بحوالہ سیرۃ عائشہ صدیقہؓ، ۴۱؛ ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الغناء والدف، حدیث: ۸۹۶؛ فتح الباری، ۹/۲۸۱-۲۸۲، ومابعد، اسد الغابہ، ۵/۵۱۶-۶۲۳، ترمذی، ابواب النکاح، باب

Marfat.com

فی اعلان النکاح، نسائی، کتاب النکاح، اللھو والغناء عندالعرس وغیرہ متعدد کتب حدیث وسیرت۔
اس باب تمدن میں موسیقی کے مختلف مواقع اور غنا کی متعدد تقریبات، اور طرب کے گوناگوں مواقع کا بیان ہے جیسے شادی/نکاح میں موسیقی، رخصتی کے موقع پر غنا و موسیقی، ولیمہ میں موسیقی وطرب، استقبالیہ موسیقی او رغنا، غزوہ وسفر سے واپسی پر خیر مقدی موسیقی وطرب، حدی خوانی، رجز خوانی، عام مجالس غناء وموسیقی وغیرہ۔ آخر میں اختلافی آراء واقوال بھی ہیں۔

(۲۲۳) بخاری، کتاب العیدین کا باب مذکورہ بالا: حدیث: ۹۸۸؛ فتح الباری، ۲/۶۱۱، ومابعد۔

(۲۲۴) غزوہ موتہ کے واقعہ کے لئے: بخاری، کتاب الجہاد، کتاب المناقب، مناقب خالدؓ، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتہ؛ فتح الباری کے متعلقہ مجلدات ومباحثہ بالخصوص، ۷/۶۳۹، ومابعد: اس میں سیف اللہ کا خطاب بھی ہے؛ مسلم، کتاب الجہاد، باب استحقاق القاتل سلب القتیل، نیز حضرت عوف کا واقعہ سلب اور بنو جذیمہ کا واقعہ جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۲۲۵) بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل المسلم حربیاً؛ فتح الباری، ۴/۶۰۴-۶۰۵، ابن اسحاق ابن ہشام ۲/۲۷۱-۲۷۲، سہیلی، الروض الانف، ۵/۱۰۵-۱۱۰؛ طبری، ۲/۴۵۱؛ بلاذری، ۱/۱۹۱؛ مکی اسوہ نبوی، ۸/۱۷۸-۱۷۹۔

(۲۲۶) بخاری، کتاب المغازی، غزوہ فتح مکہ، باب ابن رکزالنبی ﷺ الرایۃ؛ فتح الباری، ۸/۸ ومابعد: حافظ ابن حجرؒ کی بحث وشرح میں مزید وضاحت ہے کہ حضرت عمرؓ اس رات افسر حرس تھے اور اس نگراں دستہ نے حضرت ابوسفیانؓ سمیت متعدد اہل مکہ کو پکڑ کر ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ حضرت ابوسفیانؓ کے اسلام لانے کے واقعہ پر بھی ان کا اختلاف ملتا ہے۔

(۲۲۷) مسلم، ابواب الفضائل، فضائل سلمانؓ۔

(۲۲۸) بخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی ﷺ خالداً؛ فتح الباری، ۸/۷۱، ومابعد۔

(۲۲۹) غزوات نبوی میں اختلاف صحابہ کرام کی بحث ملاحظہ ہو۔

(۲۳۰) بخاری کتاب المغازی، باب غزوۃ السلاسل؛ فتح الباری، ۸/۹۲، ومابعد؛ نیز کتب سیرت میں غزوہ ذات السلاسل؛ حافظ ابن حجرؒ نے ابن اسحاق وغیرہ کے حوالے سے ان دونوں امراء کے اختلاف کا ذکر کیا جس کا آغاز حضرت ابوعبیدہؓ نے امامت کے ارادے سے کیا تھا جس پر حضرت

Marfat.com

عمرو بن العاصؓ نے اعتراض کیا تھا۔

(۲۳۱) بخاری، کتاب المغازی، مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء.

(۲۳۲) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة احد، کتاب الجهاد، باب مایکره من التنازع فی الحرب، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عثمانؓ؛ فتح الباری، متعلقہ مباحث کی مجلدات۔

(۲۳۳) فوجی معاملات بالخصوص میدان جنگ میں قتال و جنگ کے دوران کے حادثات کے بارے میں بہت سی مشاہداتی تعبیریں ہوسکتی ہیں اور ان کے نتیجے میں اختلاف وجود میں آتا ہے تھا جیسا کہ ان واقعات ذیل کا معاملہ ہے۔

(۲۳۴) مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة ذات قرد، وغزوة خيبر؛ بخاری، کتاب المغازی، مذکورہ بالا۔

(۲۳۵) بخاری، کتاب الجهاد، باب ان الله ليويد الدين بالرجل الفاجر، کتاب المغازی، غزوة خيبر، کتاب القدر؛ مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه.

(۲۳۷) مذکورہ بالا، شرح حافظ ابن حجر بالخصوص، مذکورہ بالا تراجم ابواب بخاری، مسلم میں "رجل فاجر" سے مدد لینے کا ذکر ہے۔ اس کو کافر نہیں قرار دیا گیا مگر جدید منکرین وشارحین اسے کافر بنانے پر تلے ہیں: صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین، ۴۸۰، وغیرہ۔

(۲۳۸) مذکورہ بالا صحابہ کرام کے تراجم وسوانح اسد الغابہ، اصابہ وغیرہ میں ملاحظہ ہوں۔

(۲۳۹) بخاری، کتاب الصلوٰة، باب التقاضی والملازمة فی المسجد.

(۲۴۰) مسلم، کتاب الزهد، باب حدیث جابرؓ...الخ.

(۲۴۱) خمس غنائم کے ساتھ بنو ہاشم کے بعض اکابر حضرات عباسؓ وعلیؓ کے علاوہ حضرت فاطمہؓ کو بھی میراث نبوی کا دعویٰ تھا بالخصوص آراضی فدک کو وہ ترکہ نبوی سمجھتے تھے اور اس میں اپنا حصہ طلب کرتے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے خلفاء نے حتی کہ حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں بھی ان کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا اور اسے ہمیشہ اسلامی ریاست کی آراضی سمجھا۔ ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب فرض الخمس، کتاب المغازی باب غزوة بنی النضير، باب غزوة خيبر، کتاب الفرائض وغیرہ؛ مسلم، کتاب الجهاد، باب قول النبیﷺ لانورث.

Marfat.com

(۲۴۲) سورۂ نساء کی آیات مواریث پر متعدد مفسرین وشارحین کے اقوال کے لئے تفاسیر طبری وابن کثیر وغیرہ وحدیث مثلاً بخاری، کتاب التفسیر ، باب سورۃ النساء؛ فتح الباری، ۸/۳۰۰-۳۱۵، ومابعد؛ مسلم، کتاب الفرائض وغیرہ۔

بیوہ سے میت کے فرزند کے نکاح کو نکاح المقت کہا جاتا ہے۔ اس پر مفصل بحث کے لئے مقالہ خاکسار ملاحظہ ہو: نکاح المقت کے متعلق آیت کریمہ کی اردو تفاسیر، علوم القرآن علی گڈھ، ۲۰۰۵ء (خصوصی اشاعت)

(۲۴۳) حاشیہ: ۲۴۱ کے مآخذ ومراجع۔

اس روایت میں دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ میراث وترکہ نبوی میں اپنے خاندان وافراد کے حصے نہیں تسلیم کرتے تھے۔ ان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے انعقاد میں ان سے مشورہ نہ کرنے کا قلق تھا۔ اس اختلاف وقلق نے ان کو ایک طرح کی روایات کے مطابق چھ ماہ تک بیعت ابی بکر صدیقؓ میں تاخیر کرنے پر مجبور کیا۔

(۲۴۴) بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی ﷺ: فتح الباری، ۷/۲۸۱، ومابعد: حدیث: ۳۹۲۵؛ کتب سیرت میں ہجرت عمر فاروقؓ، ملاحظہ ہو مقالہ خاکسار: کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟ تحقیقات اسلامی، علی گڈھ، اپریل۔ جون، ۱۹۸۳ء۔

(۲۴۵) مذکورہ بالا بالخصوص حدیث: ۳۹۰۵، طویل حدیث ہجرت بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

(۲۴۶) بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب ما ادی زکاتہ فلیس بکنز، کتاب الرقاق وغیرہ دیگر ابواب وکتب؛ مسلم، کتاب الزکوۃ، مذکورہ بالا۔

(۲۴۷) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ بدر، کتا ب فرض الخمس، باب من لم یخمس الاسلاب؛ مسلم، کتاب الجهاد، باب استحقاق القاتل سلب القتیل

(۲۴۸) بخاری، کتاب فرض الخمس، باب مایحذر من العذر: اس کا ذکر اوپر رسول اکرم ﷺ سے اختلاف صحابہ کے ضمن میں بھی آیا ہے کہ اس کی ایک جہت وہ بھی ہے۔

(۲۴۹) بخاری، کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس الاسلاب، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ: ویوم حنین الخ.

(۲۵۰) مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ترک استعمال آل النبی ﷺ علی الصدقة.

Marfat.com

اس حدیث وواقعہ میں اختلاف حضرات علیؓ وعباسؓ وربیعہؓ میں دلچسپ نکات ہیں: ۱-دامادی رسول اکرم ﷺ کا شرف ۲-حسد علیؓ کا اتہام ۳-مشورہ پر اختلاف صحابہ کرام ۴-حضرت علیؓ کا اپنے آپ کو سید قرار دینا وغیرہ۔

(۲۵۱) مسلم، کتاب الزکوٰۃ بروایت حضرت رافعؓ بن خدیج؛ نیز ابن اسحاق/ابن ہشام وغیرہ مؤلفۃ القلوب پر ابواب نیز بخاری ابواب المولفۃ قلوبھم۔

(۲۵۲) بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اذاتصدق علی ابنہ وھولایشعر؛ فتح الباری، ۳/۳۶۷، ومابعد: حدیث:۱۴۲۲۔

(۲۵۳) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ التوبہ :۷۹؛ فتح الباری، ۸/۴۱۹، ومابعد: "والذین یلمزون المطوعین من المومنین"...الخ؛ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الحمل اجرہ یصدق بھا، کتاب التوبہ، باب حدیث توبۃ کعبؓ۔

(۲۵۴) سورہ توبہ کی آیات مذکورہ بالا اور ان کی تفسیر میں احادیث بخاری، طبری، ابن کثیر وغیرہ، بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اتقوا النار ولوبشق تمرۃ؛ ابن اسحاق/ابن ہشام وغیرہ کی کتب سیرت میں عطایائے صحابہ کی تفصیل ہے: ملاحظہ ہو: فتح الباری، ۳/۳۵۷، ومابعد: حدیث: ۱۴۱۵، مع چار اطراف وغیرہ۔

(۲۵۵) عہد نبوی کا تمدن: بحث: اجتماعی طعام خیر: مسجد میں کھانے کا اہتمام بحوالہ فتح الباری، ۱/۶۶۷-۶۶۹، بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب القسمۃ وتعلیق القنوفی المسجد، نسائی وغیرہ۔ حضرت معاذ بن جبل خزرجیؓ اس انتظام کے افسر خاص تھے۔ احادیث کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ ہر حائط (باغ نخیل) سے ایک خوشہ (القنو/العذق) مسجد میں ضرور لٹکایا جائے جس پر صحابہ کرام نے عمل کیا تھا۔
بعض دوسرے اشخاص نے ردی کھجوروں کے خوشے لٹکادیئے جن کا ذکر بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، حدیث: ۱۴۱۰؛ حدیث ابی داؤد، ۱۶۰۸، میں ہے، فتح الباری، ۳/۳۵۱-۳۵۲، ومابعد میں بحث ملاحظہ ہو۔

(۲۵۶) بخاری، کتاب المغازی، باب بعث علیؓ، مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت بریدہؓ کا بغض علیؓ حب علیؓ میں بدل گیا تھا کیوں کہ صحابہ کرام آپس میں بغض وکینہ رکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ فتح

Marfat.com

الباری، ۸۲/۸، ومابعد۔

(۲۵۷) بخاری، کتاب التفسر، سورۃ البقرہ کے علاوہ یہ واقعہ کتاب الرھن فی الحضر، کتاب الشھادات میں بھی ہے؛ مسلم، کتاب الایمان، باب وعیدمن اقتطع حق مسلم.

(۲۵۸) مسلم، مذکورہ بالا کتاب وباب، حدیث حضرت وائل بن حجر کندیؓ۔

(۲۵۹) مذکورہ بالا: مفصل بحث کے لئے ملاحظہ ہو: عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت کا باب اول وغیرہ۔

(۲۶۰) بخاری، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیة؛ کتاب الجهاد، باب قول الله عزوجل: من المومنین رجال صدقوا...الخ.

(۲۶۱) بخاری، کتاب الصلوة، باب ذکر البیع والشرط علی المنبر، کتاب الفرائض، باب اذااسلم علی یدیه رجل؛ کتاب البیوع، باب اذا اشترط...الخ؛ مسلم، کتاب العتق.

(۲۶۲) مسلم، کتاب البیوع؛ باب بیع الطعام مثلاً بمثلٍ.

(۲۶۳) بخاری، کتاب المزارعه، مختلف ابواب، کتاب الشرکة کے ابواب؛ باب المزارعة بالشطر نحوه بالخصوص؛ فتح الباری، ۱۳/۵-۲۸، ومابعدمیں بہت سے احکام ومسائل زراعت ہیں اوران کے مختلف واقعات بھی؛ حدیث حضرت رافع: ۲۳۲۷، پر بحث حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔
احادیثِ بخاری: ۲۳۳۹-۲۳۴۵، اہل مدینہ کی زراعت پر کافی قیمتی معلومات دیتی ہیں خاص کر یہ کہ اکثر لوگ سبزی اگاتے تھے اور اپنی زرعی آراضی کرایے پر دیتے تھے۔ اجرت وکرایہ پر دینے کی تمام روایات حضرت جابرؓ، عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ متعدد صحابہ سے مروی ہیں جب کہ ان کو کرایہ پر نہ دینے کی روایات صرف حضرت رافعؓ اور ظہیرؓ سے مروی ہیں۔ ان دونوں سے جمہور صحابہ کرام کو اختلاف رہا اور آراضی کرایے پر دینے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

(۲۶۴) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النساء، کتاب الصلح؛ فتح الباری، ۳۰۰/۸، ومابعد، ۳۸۰/۵، ومابعد بالترتیب؛ مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب اتباعهﷺ.
حدیث بخاری: ۲۷۰۸ میں اس اختلاف صحابہ اور فیصلہ نبوی کی تفصیل ہے۔ ویسے امام بخاری نے اسے مختلف ابواب کتاب المساقاة میں سندوں کے ساتھ نقل کیا: ۲۳۵۹-۲۳۶۰ (شرح حافظ) ۲۳۶۱-۲۳۶۲

(۲۶۵) بخاری، کتاب الهبة، کتاب الشهادات؛ فتح الباری، ۲۶۰/۵، (باب الهبة للولد وغیره)

Marfat.com

ومابعد، ۳۱۸، ومابعد، مسلم، کتاب الھبات۔

(۲۶۶) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور؛ فتح الباری، ۵۶۹/۸، ومابعد اس کا ذکر لعان کے واقعہ میں بھی آ چکا ہے۔

(۲۶۷) بعثت سے قبل حلف الفضول کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ بدوی اور اعرابی تاجر جو مکہ مکرمہ کے اکابر و شیوخ کے ہاتھوں استحصال اور ظلم وزیادتی کا شکار ہوتے رہتے تھے، ان کو اس ظلم سے بچایا جائے اور ان کا حق دلایا جائے، رسول اکرم ﷺ نے بعض بدوی اور اجنبی تاجروں جیسے اراشی اور زبیدی وغیرہ کی فریاد پر مکہ مکرمہ کے بڑے سرداروں سے، جن میں ابوجہل اور امیہ بن خلف جیسے لوگ شامل تھے، ان کا مال واپس دلایا تھا یا ان کی قیمت ادا کرائی تھی۔ ملاحظہ کتب سیرت میں بحث حلف الفضول۔

(۲۶۸) بخاری، کتاب الجھاد، باب استیذان الرجل الامام، باب من ضرب دابة، باب الطعام عندالقدوم کے علاوہ یہ حدیث وواقعہ کتاب الوکالة اور کتاب النکاح میں بھی آیا ہے۔ مسلم، کتاب النکاح اور کتاب البیوع کے مختلف ابواب میں وہ مذکور ہے۔ فتح الباری کے متعلقہ مباحث بھی ملاحظہ ہوں۔

(۲۶۹) مکی اسوہ نبوی، باب ششم، ۲۱۱، ومابعد۔

رسول اکرم ﷺ کے شیوخ واکابر قبائل عرب سے اسلام اور حمایت ونصرت کے توام مطالبہ کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۲۷۰) بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ؛ فتح الباری، ۱۷۸/۸، ومابعد، حدیث: ۴۴۴۷، بالخصوص نیز بخاری، کتاب الاستیذان، باب المعانقة۔

Marfat.com

منتخب کتابیات

اللہ تعالیٰ	قرآن مجید
ابن ابی ایاس (محمد بن احمد، م۹۳۰/۱۵۲۴)	بدائع الزہور فی وقائع الدہور و بولاق ۱۳۱۱ھ
ابن ابی الحدید (عبدالحمید بن ہبۃ اللہ، م۶۵۵/۱۲۵۹)	شرح نہج البلاغۃ قاہرہ ۱۹۵۹ء
ابن اثیر (عزالدین علی بن محمد، م۶۳۰/۱۲۳۳)	اسد الغابۃ تہران ۱۹۳۸ء
	الکامل فی التاریخ بیروت ۱۹۶۵ء
ابن اسحاق (محمد بن اسحاق، م۱۵۰/۷۶۷)	السیرۃ النبویۃ رباط ۱۹۶۷ء
ابن اعثم کوفی (احمد بن عثمان، م۳۱۴/۹۲۶)	کتاب الفتوح حیدرآباد ۱۹۶۸ء
ابن تیمیہ (احمد بن عبدالحلیم، م۶۵۲/۱۲۵۴)	جوامع الکلم الطیبۃ بیروت ۱۹۷۶ء
	مجموعۃ فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، مرتبہ عبدالرحمٰن بن محمد الحنبلی وغیرہ
	المنتقیٰ من اخبار المصطفیٰ، قاہرہ ۱۹۳۱ء
	منہاج السنۃ قاہرہ ۱۹۵۸ء
ابن الجوزی (عبدالرحمٰن بن علی، م۵۹۷/۱۲۰۰)	سیرۃ عمر بن عبد العزیز، قاہرہ ۱۹۱۲ء
	صفۃ الصفوۃ حیدرآباد ۱۹۳۶ء
	المنتظم فی التاریخ حیدرآباد ۱۹۳۹

Marfat.com

ابن حجر عسقلانی (احمد بن علی، م ۸۵۲/ ۱۴۴۸)	الاصابة فی تمییز الصحابة قاہرہ ۱۹۳۸ء
	تهذیب التهذیب حیدرآباد ۱۹۱۱ء
	فتح الباری فی شرح البخاری بولاق ۱۸۸۲ء؛ ریاض ۱۹۹۷ء
	لسان المیزان حیدرآباد ۱۹۱۱ء
ابن حجر ہیثمی (احمد بن محمد، م ۹۷۴/ ۱۵٦٦)	تطهیر الجنان، قاہرہ غیر مؤرخہ
	الصواعق المحرقة بیروت ۱۹٦۵
ابن حزم (علی بن احمد، م ۴۵٦/ ۱۰٦۴)	جمهرة انساب العرب، قاہرہ ۱۹۴۸ء
	جوامع السیرة قاہرہ ۱۹۵٦ء
	کتاب الفصل فی الملل والنحل، قاہرہ ۱۹۰۲-۱۸۹۹ء
ابن حنبل (احمد بن محمد، م ۲۴۱/ ۸۵۵)	المسند، قاہرہ ۱۹۴۹ء
ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن محمد، م ۸۰۴/ ۱۴۰٦)	کتاب العبر (تاریخ ابنِ خلدون)، بیروت ۱۹۵٦ء
	المقدمة مطبعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ غیر مؤرخہ
ابن خلکان (احمد بن محمد، م ٦۸۱/ ۱۲۸۱)	وفیات الاعیان، بولاق ۱۸۵۹ء
ابن درید ازدی (محمد بن حسن، م ۳۲۱/ ۹۳۳)	کتاب الاشتقاق، گوٹنجن ۱۸۵۴ء قاہرہ ۱۹۵۸ء
ابن سعد (محمد بن سعد، م ۲۳۰/ ۸۴۵)	الطبقات الکبریٰ، بیروت ۵۸-۱۹۵۷
ابن سید الناس (محمد بن محمد، م ۷۳۴/ ۱۳۳۴)	عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل والسیر، قاہرہ ۱۹۳۷ء
ابن الطقطقی (محمد بن علی بن طباطبا، م ۷۰۹/ ۱۳۰۹)	کتاب الفخری، قاہرہ ۱۸۹۹ء

Marfat.com

ابن طولون (محمد بن علی، م۹۵۳/۱۵۴۶)	قضاۃ دمشق الشام، دمشق ۱۹۵۶ء
ابن عبدالبر (یوسف بن عبداللہ، م۴۶۳/۱۲۶۰)	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب حیدرآباد ۱۹۰۰ء
ابن عبدالحکم (عبدالرحمٰن بن عبداللہ، م۲۵۹/۸۷۰)	کتاب فتوح افریقیا والاندلس، الجیریا ۱۹۴۷ء
ابن عبدالحکم (عبداللہ، م۲۱۴/۸۲۹)	سیرۃ عمر بن عبد العزیز، قاہرہ ۱۹۲۷ء
ابن عبدربہ (احمد بن محمد، م۳۲۸/۹۴۰)	العقد الفرید، قاہرہ ۱۹۴۰ء
ابن العربی (قاضی محمد بن عبداللہ، م۵۴۳/۱۱۴۸)	احکام القرآن، قاہرہ ۱۹۵۷ء
ابن عساکر دمشقی (علی بن حسن، م۵۷۱/۱۱۷۶)	تاریخ مدینۃ دمشق، دمشق ۱۹۵۱ء تا حال
	تہذیب التاریخ الکبیر، دمشق ۳۲-۱۹۱۱ء
ابن العماد حنبلی (عبدالحی بن محمد، م۱۰۸۹/۱۶۸۷)	شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، قاہرہ ۱۳۵۰ء
ابن قتیبہ (عبداللہ بن مسلم دینوری ۲۷۶/۸۸۹)	الشعر والشعراء لائیڈن ۱۹۰۲ء
	عیون الاخبار، قاہرہ ۱۹۲۵ء
	کتاب الامامۃ والسیاسۃ قاہرہ ۱۹۲۵ء (منسوب)
	کتاب المعارف، قاہرہ ۱۹۶۰ء
ابن قیم الجوزیہ (محمد بن ابوبکر، م۷۵۱/۱۳۵۰)	اعلام الموقعین عن رب الغلمین قاہرہ غیر مؤرخہ
	بلوغ السول فی اقضیۃ الرسول الہند ۱۸۷۵ء
	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، قاہرہ ۱۹۷۱ء

Marfat.com

	المنار المنيف فی الصحيح والضعيف حلب ۱۹۷۰ء
ابن کثیر (اسمٰعیل بن عمر، م ۷۷۴/۱۳۷۳)	البداية والنهاية، قاہرہ ۱۹۳۲ء
	السيرة النبوية، بیروت ۱۹۸۳ء
	الفصول فی سيرة الرسول، دمشق ۳-۱۴۰۲ھ
ابن الکلبی (ہشام بن محمد، م ۲۰۴/۸۱۶)	كتاب الاصنام، لیزگ ۱۹۴۱ء
ابن ماجہ (محمد بن یزید، م ۲۷۳/۸۸۲)	السنن، قاہرہ ۱۹۵۲ء
ابن مرتضٰی (احمد بن یحیٰی، م ۸۴۰/۱۴۳۷)	طبقات المعتزلة بیروت ۱۹۶۱ء
ابن منظور (محمد بن مکرم، م ۷۱۱/۱۳۱۱)	لسان العرب، بیروت ۶-۱۹۵۵ء
ابن الندیم (محمد بن اسحاق، م ۲۳۵/۸۴۹)	الفهرست، قاہرہ ۱۹۶۸ء؛ اردو ترجمہ، لاہور ۱۹۸۸ء
ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام، م ۲۱۸/۸۳۳)	السيرة النبوية، قاہرہ ۱۹۲۵ء
ابوحنیفہ دینوری (احمد بن داؤد، م ۲۸۲/۸۹۵)	كتاب الاخبار الطوال، لائیڈن ۱۸۸۸ء
ابوداؤد (سلیمان بن الاشعث، م ۲۷۵/۸۸۸)	السنن، قاہرہ ۱۹۲۲ء
ابوزرعۃ دمشقی (عبدالرحمٰن بن عامر، م ۲۸۲/۸۹۵)	سيرة رسول الله ﷺ وتاریخ الخلفاء الراشدين، دمشق ۱۹۸۰ء
ابوعبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴/۸۳۶)	كتاب الاموال، قاہرہ ۱۹۳۴ء
ابوالفرج اصفہانی (علی بن حسین، م ۳۵۶/۹۶۹)	كتاب الاغانی، لائیڈن ۱۹۰۰ء
	مقاتل الطالبين، نجف ۱۹۳۴ء، ۱۹۵۶ء
ابونعیم اصفہانی (احمد بن عبداللہ، م ۴۳۰/۱۰۳۹)	حلية الاولياء، قاہرہ ۳۸-۱۹۳۲ء
	دلائل النبوة حیدرآباد دکن ۱۹۵۰ء
ابویوسف (یعقوب بن ابراہیم، م ۱۸۲/۸۹۸)	كتاب الخراج، قاہرہ ۱۹۳۳ء
ازرقی (محمد بن عبداللہ، م ۲۴۴/۸۵۸)	اخبار مكة المشرفه، بیروت ۱۹۶۴ء

Marfat.com

اشعری (علی بن اسمٰعیل، م۳۳۰/۹۴۱)	مقالات الاسلامین واختلاف المسلمین، استانبول ۱۹۳۰ء
بخاری (محمد بن اسمٰعیل، م۲۵۶/۸۷۰)	التاریخ الکبیر، حیدرآباد دکن ۱۹۴۱ء
	الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۹۵۵ء
بغدادی (عبدالقاہر بن طاہر، م۴۲۹/۱۰۳۷)	الفرق بین الفِرق، قاہرہ ۱۹۱۰ء
بغدادی (محمد بن حبیب، م۲۴۵/۸۴۹)	کتاب المحبر، حیدرآباد دکن ۱۹۴۲ء
	کتاب المنمق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۴ء
بلاذری (احمد بن یحییٰ بن جابر، م۲۷۹/۸۹۲)	انساب الاشراف اول قاہرہ ۱۹۵۹ء یروشلم، چہارم ۱۹۳۸ء؛ پنجم ۱۹۳۶ء
	فتوح البلدان، قاہرہ ۱۹۳۲ء
ترمذی (محمد بن عیسیٰ، م۲۷۹/۸۹۲)	الجامع الصحیح، حمص، ۷۱-۱۹۶۹ء
	الشمائل النبویة، قاہرہ ۱۸۶۳ء ومابعد
جاحظ (عمرو بن بحر، م۲۵۵/۸۶۸)	البیان والتبیین، قاہرہ ۱۹۴۸ء
	رسالة فی تفضیل بنی ھاشم قاہرہ ۱۹۳۱ء
	العثمانیة قاہرہ ۱۹۵۸ء
	کتاب البخلاء قاہرہ ۱۹۵۸ء
جمحی (محمد بن سلام، م۲۳۱/۸۴۵)	طبقات فحول الشعراء قاہرہ ۱۹۵۲ء
جہشیاری (محمد بن عبدوس، م۳۳۱/۹۴۲)	کتاب الوزراء والکتاب، قاہرہ ۱۹۳۸ء
حلبی (علی بن برہان الدین، م۱۰۴۴/۱۶۳۴)	انسان العیون فی سیرة الامین المامون، (سیرت حلبیہ) قاہرہ ۱۹۶۴ء
خلفیہ بن خیاط (م۲۴۰/۸۵۴)	کتاب التاریخ، دمشق ۱۹۶۷ء
	کتاب الطبقات، دمشق ۶۷-۱۹۶۶ء
دیار بکری (حسین بن محمد، م۹۶۶/۱۵۵۹)	الخمیس فی احوال انفس النفیس،

Marfat.com

	قاہرہ ۱۸۸۵ء
ذہبی (محمد بن احمد، م ۷۴۸/ ۱۳۴۷)	تاریخ الاسلام، قاہرہ ۱۹۷۳ء
	تذکرۃ الحفاظ، حیدرآباد دکن ۱۵-۱۹۱۴ء
	میزان الاعتدال، قاہرہ ۱۹۱۰ء
زبیری (مصعب بن عبداللہ، م ۲۳۶/ ۸۵۱)	نسب قریش، قاہرہ ۱۹۵۳ء
سمہودی (علی بن عبداللہ، م ۹۱۱/ ۱۵۰۵)	وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، قاہرہ ۹-۱۹۰۸ء
سہیلی (عبدالرحمٰن بن عبداللہ، م ۵۸۱/ ۱۱۸۵)	الروض الانف، قاہرہ (غیر مؤرخہ)
شامی (محمد بن یوسف دمشقی، م ۹۴۲/ ۱۵۳۵)	سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد (سیرۃ شامی)، قاہرہ ۱۹۷۵ء
طبری (محمد بن جریر، م ۳۱۰/ ۹۲۳)	تاریخ الرسل والملوک، (تاریخ طبری)، قاہرہ ۱۹۶۰ء
	تہذیب الآثار، ریاض ۱۹۸۲ء
	جامع البیان عن تاویل آی القرآن (تفسیر طبری)، قاہرہ ۱۹۶۰ء
فاکہی (محمد بن اسحاق، م ۲۷۲/ ۸۸۶)	المنتقیٰ فی اخبار ام القریٰ بیروت ۱۹۶۴ء
قاضی عیاض (بن موسیٰ یحصبی، م ۵۴۴/ ۱۱۴۷)	الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاہرہ ۱۹۵۰ء
کشی (محمد بن عمر، م ۴/ ۱۰ صدی)	معرفۃ اخبار الرجال، کربلا ۱۹۶۲ء
کلاعی (سلیمان بن موسیٰ، م ۶۳۴/ ۱۲۳۶)	الاکتفاء فی مغازی المصطفی والثلاثۃ الخلفاء، قاہرہ ۱۹۷۰ء
کندی (محمد بن یوسف، م ۳۵۰/ ۹۶۱)	کتاب الامراء والولاۃ والقضاۃ لائیڈن ۱۹۱۲ء

Marfat.com

ولاۃ مصر، بیروت ۱۹۵۹ء

مالک بن انس (م۱۷۹/۷۹۵) — الموطا، قاہرہ ۱۹۵۱ء

ماوردی (علی بن محمد، م۴۵۰/۱۰۵۸) — الاحکام السلطانیۃ، قاہرہ ۱۸۸۱ء

مسعودی (علی بن حسین، م۳۴۵/۹۵۶) — کتاب التنبیہ والاشراف، لائیڈن ۱۸۹۴ء
مروج الذہب، قاہرہ ۱۹۲۷ء

مسلم بن حجاج قشیری (م۲۶۱/۸۷۵) — الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۹۵۵ء

مقریزی (احمد بن علی، م۸۴۵/۱۴۴۲) — امتاع الاسماع، قاہرہ ۱۹۴۱ء

نسائی (احمد بن شعیب، م۳۰۳/۹۱۵) — السنن، کانپور ۱۸۸۲ء

نووی (یحییٰ بن شرف الدین، م۶۷۶/۱۲۷۷) — ریاض الصالحین، دمشق ۱۹۷۶ء
شرح صحیح مسلم، قاہرہ ۱۹۲۸ء

واقدی (محمد بن عمر، م۲۰۷/۸۲۲) — کتاب المغازی، لندن ۱۹۶۶ء

ولی اللہ دہلوی (م۱۱۷۶/۱۷۶۲) — ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، سہیل اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۶ء
حجۃ اللہ البالغۃ کتاب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۵۳ء؛ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور غیر مؤرخہ
فتح الرحمن بترجمۃ القرآن، لاہور وغیرہ

یاقوت حموی (م۶۲۶/۱۲۲۹) — ارشاد الاریب، لائیڈن ۱۹۰۷-۳۱ء
معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۶ء

یحییٰ بن آدم (م۲۰۳/۸۱۸) — کتاب الخراج، لائیڈن ۱۸۹۶ء

یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب، م۲۸۴/۸۹۷) — تاریخ الیعقوبی، بیروت ۱۹۶۰ء
کتاب البلدان، لائیڈن ۱۸۶۰ء، قاہرہ ۱۹۵۵ء

Marfat.com

اہم ثانوی کتابیں

ابوالکلام آزاد	رسول رحمت، دہلی ۱۹۸۲ء
احمد امین	فجر الاسلام، قاہرہ ۱۹۶۴ء ضحی الاسلام، قاہرہ ۱۹۶۴ء
اکرم ضیاء عمری	المجتمع المدنی فی عهد النبوة مدینہ ۱۹۸۳ء السیرة النبویة الصحیحة، قطر ۱۹۹۱ء
ڈی، سی، ڈینیٹ (D.C.Dennett)	*Conversion and Poll-Tax in Early Islam,* کیمبرج ۱۹۵۰ء اردو ترجمہ از غلام رسول مہر، لاہور ۱۹۷۱ء
ڈینیل پائپس (Daniel Pipes)	*Slave Soldiers and Islam,* ییل یونیورسٹی پریس ۱۹۸۱ء
ریوبن لیوی (Ruben Levy)	دی سوشل اسٹرکچر آف اسلام، کیمبرج ۱۹۵۰ء
سید امیر علی	*A Short History of the Saracens*، لندن ۱۹۵۱ء
سید سلیمان ندوی	سیرة النبی، دار المصنفین، اعظم گڑھ ۱۹۷۶ء جلد سوم تا جلد ہفتم

Marfat.com

شاہ محمد سلیمان منصور پوری	رحمۃ للعالمین، دہلی ۱۹۸۰ء
شاہ معین الدین احمد ندوی	تاریخ اسلام، اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء
شبلی نعمانی	سیرۃ النبی، اعظم گڑھ ۱۹۷۶ء (اول، دوم)
	الفاروق، دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۹۳ء
صالح احمد علی	تنظیمات الرسول الاداریة فی المدینة، بغداد ۱۹۶۰ء
عبدالعزیز دوری	بحث فی نشأة علم التاریخ عند العرب، بیروت ۱۹۶۰ء
فرانز روزنتھال (Franz Rosenthal)	*History of Muslim Historiography*، لائیڈن ۱۹۵۲ء
فرانسسکو جبریئلی	اے شارٹ ہسٹری آف دی عربس، لندن ۱۹۶۵ء
فلپ کے ہٹی (P.K.Hitti)	دی ہسٹری آف دی عربس، لندن ۱۹۶۹ء
مارگولیتھ، ڈی، ایس	محمد اینڈ رائز آف اسلام، لندن ۱۹۰۵ء
محمد ادریس کاندھلوی	سیرۃ المصطفیٰ، دیوبند، غیر مؤرخہ
محمد حسین ہیکل	حیاة محمد ﷺ قاہرہ ۱۹۵۲ء
محمد حمید اللہ	عہد نبوی کا نظام حکمرانی، حیدرآباد ۱۹۴۹ء
	محمد رسول اللہؐ، لاہور ۱۹۸۲ء (اردو؛ انگریزی)
	نبی اکرمؐ کی سیاسی زندگی، کراچی ۱۹۴۹ء
محمد یٰسین مظہر صدیقی	تاریخ تہذیب اسلامی، نئی دہلی، جلد اول ۱۹۹۴ء، جلد دوم ۱۹۹۸ء
	عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، دہلی ۱۹۸۸ء
	Organisation of Government

Marfat.com

Under the Prophet ﷺ

دہلی ۱۹۸۷ء، لاہور ۱۹۸۸ء

مقالاتِ سیرت، جرائد ورسائل

ولہاسن (Wellhausen) *Arab Kingdom and its Fall,*

لندن ۱۹۷۳ء

ولیم مونٹگمری واٹ (W.M.Watt) محمد ایٹ مکہ، آکسفورڈ ۱۹۵۳ء؛

محمد ایٹ مدینہ، آکسفورڈ ۱۹۵۶ء

ولیم میور (William Muir) دی لائف آف محمد، ایڈنبرا ۱۹۲۳ء

The Caliphate، بیروت ۱۹۶۳ء

❁ ❁ ❁

Marfat.com

عہد نبوی ﷺ میں اختلافات

جہات۔ نوعیتیں اور حل

پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی

Marfat.com